اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

ہزار ہزار شکر وثنا خداوند منان وایزد سبحان کہ درین زمان

سعادت اقتران جلد اول کتاب

احسن المواعظ

متضمن بر عمدہ نکات دلنشین وغنچہای سربستہ مضامین دلبر مشتمل بر نصایح وپند مطبوع

سحر سنجان پایہ بلند از نتایج افکار قدوۃ الابرار زبدۃ الاخیار غواص بحر شریعت

وشناور دریاے معرفت کاشف اسرار حقایق کاشف استار دقایق زبدۃ علمای

متبحرین باعمل مرجع اہل عقد وحل مروج شریعت مصطفوی مروج ملت

مرتضوی العلامۃ المؤتمن جناب قبلہ وکعبہ مولانا سید ابوالحسن

صاحب صانہ اللہ عن الحوادث السماویہ والارضیہ ورفعہ اللہ الی الدرجات

العلیہ حسب الحکم جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب جامع کمالات

صوری ومعنوی مجمع سعادت دینی واخروی نواب الاشان عالی خاندان

والا دودمان اقبال نشان جناب نواب نظیر حسن خانصاحب

زاد اللہ عمرہ وضاعف قدرہ متوطن بانس بریلی

باہتمام جناب داروغہ سید محمد صاحب مطبع تصویری لکھنؤ مطبوع شد

اعلان - کوئی صاحب بلا اجازت کے نہ چھاپیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی امرنا بالامر بالمعروف والنہی عن المنکر باحسن المواعظ والصلوٰۃ علی محمد وآلہ الذین جاؤوا منہما الحظ الاوفر بحیث لایلیق ایضاً سمعنا فیح ولا واعظ اما بعد اقل عباد اللہ ابو الحسن علی بن السید ذی شاہ شباہت وجوہ حسادہ وعدلہ وحبیں عنہ وعفا عرض کرتا ہے خدمت برادران ایمانی مین چونکہ بمفاد کلام ملک علام ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ہمارے پیشوایان دین ہمیشہ تا ہم انکو ہدایت فرماتے رہے اور ہمکو بھی امر بہدایت فرمایا ہے اور عقلاً بھی یہ طریقہ نہایت خوب ہے اندا بمفاد لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس حقیر سراپا تقصیر نے بحسب فرمایش بعض احباب اطیاب کے مقامات متعددہ واوقات مختلفہ مین حسب موقع ومقام چند مواعظ بیان کئے اور چونکہ ذکر دردناک مصائب سید الشہداء پر اسوۂ حسنہ ہے جناب پیغمبر خدا وائمہ ہدی کے بلکہ کل انبیاء

یہی سبب امتیاز و شرف بنی آدم کا ہین باقی مخلوقات پر امام جعفر صادق عؑ سے کتاب
کافی مین منقول ہے دعامة الانسان العقل یعنی ستون انسان جسکی وجہ سے
انسانیت ہی وہ عقل ہے والعقل منہ الفطنۃ والفہم والحفظ والعلم اور عقل ہی
کی وجہ سے ذہانت و فہم و حافظہ و علم حاصل ہوتا ہے وبالعقل یکمل اور عقل ہی کی
وجہ سے انسان کامل ہوتا ہے ہر چیز مین تدابیر امور معاش و معاد کے عقل سے
ہوتے ہین قدرت صنائع و بدایع اور کل حرفون و پیشون کے عقل سے بنتے ہے
تمام حیوانات کو عقل سے مسخر کرتے ہین جتنی چیزین خدا نے زمین مین پیدا کی ہین اوسپر تسلط
عقل سے ہوتا ہے حضرت فرماتے ہین وہو دلیلہ ومبصرہ ومفتاح امرہ یعنی
وہی عقل ہادی اور رہنما اور کنجی ہے انسان کے امر بستہ کی ماقسم اللہ للعباد شیئا
افضل من العقل یہ قول جناب رسالتمآبؐ کا ہے یعنی کوئی چیز خدا نے اپنے بندون
کے واسطے تقسیم نہین کی جو کہ افضل ہو عقل سے کتاب کافی مین سلیمان دیلمی سے
منقول ہے کہ اوسنے ایک روز عبادت و فضیلت و دینداری کی تعریف کی
امام جعفر صادقؑ سے حضرت نے سنکر فرمایا کہ اوسکی عقل کیسی ہے سلیمان نے کہا کہ یہ
مین نہین جانتا پھر فرمایا حضرت نے کہ ثواب بقدر عقل کے ملتا ہے صاحب بحار
وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص عابد بنی اسرائیل سے ایک جزیرہ مین رہتا
تھا جو نہایت سرسبز و شاداب تھا اور درخت کثرت سے تھے اور پانی بھی وہان کا
نہایت عمدہ و نفیس تھا وہ عابد اوس جزیرہ مین عبادت کیا کرتا تھا ایک روز کسی فرشتہ نے
اوسکی عبادت کو دیکھا اور درگاہ الٰہی مین درخواست کی کہ خداوندا مجھے ثواب اس
بندہ کے عبادت کا دکھا دے خدا نے ثواب اوس مرد عابد کا اس فرشتہ کو دکھا
دیا فرشتہ کی نظر مین بمقابلہ عبادت کے وہ ثواب کم معلوم ہوا پس حقتعالی نے
وحی کی اوس فرشتہ کی جانب کہ عابد کی صحبت مین جا پس وہ فرشتہ انسان کی

صورت بن کے اوس عابد کے پاس آیا عابد نے پوچھا تم کون ہو فرشتہ نے کہا کہ
ایک مرد عابد ہون آپکی عبادت کا مرتبہ سنکر آیا ہون تاکہ ہمراہ آپکے عبادت
خدا کرون پس وہ فرشتہ تمام روز ہمراہ عابد کے رہا جب صبح ہوئی فرشتہ نے کہا
عابد سے کیا خوب عمدہ مقام ہے آپ کا اور ایسا ہی مقام لایق عبادت کے
ہونا چاہیے عابد نے جواب دیا کہ اس مقام میں ایک عیب ہے فرشتے کہا وہ کیا
ہے عابد نے کہا کہ ہمارے خدا کا کوئی جانور نہین ہے اگر کوئی گدہا اوسکا ہوتا
تو مین اوسکو یہان چراتا کیونکہ یہ ہری ہری گھانس مفت ضایع ہوتی ہے یہ حالت
تھی اوسکی عقل کی پھر خدا نے وحی کی اوس فرشتہ کیجانب انما اثیبہ علی قدر عقلہ
یعنی مین ثواب اوسکو بقدر اوسکی عقل کے دون گا غور کیجیے کہ عابد تھا شب و روز
عبادت کیا کرتا تھا مگر اتنی سمجھ اوسکو نہ تھی کہ خدا بھی کوئی کسان ہے جو وہ گائے
بیل گدہا رکھے گا بہر حال عقل کے عمدگی مین زیادہ بیان کی ضرورت نہین ہے ہر شخص
جانتا ہے اسی پر مدار ہے کل عبادات و ثواب و جزا کا اور جس طرح ثواب و جزا کا
مدار عقل پر ہے اسی طرح صلاح و فساد بدن کا مدار قلب پر ہے جناب رسالتمآب صلعم
فرماتے ہین جبتک قلب پاکیزہ و صاف رہے تمام بدن پاکیزہ و صاف رہتا ہے
اور جب قلب خبیث و فاسد ہو گیا تو تمام بدن خبیث و فاسد ہو جاتا ہے
اوسکی کیفیت مثل آئینہ کے ہے جیسا کہ آئینہ بخارات وغیرہ سے مکدر ہو جاتا ہے
اور صورت اوس مین معلوم نہین ہوتی اسی طرح آئینہ دل بھی کدورات نفسانیہ
و معصیت و حسد و بغض و حب دنیاے فانی سے زنگ آلودہ ہو کر سیاہ
ہو جاتا ہے اور صورتین ہدایت و امور حقہ کی اوس مین چھپتی نہین ہین
کیسا ہی کوئی فہمائش کرے نیک بات کی طرف خیال ہی نہین کرتا خدا
و رسول کیسا ہوا و ہوس و معصیت مین سرشار جنت و نار و عذاب و ثواب کو

ایک نکتہ سفید خدا نے پیدا کیا ہے جب وہ شخص گناہ کرتا ہے تو اوس نکتہ سفید مین
ایک نکتہ سیاہ پیدا ہو جاتا ہے پس اگر اوسنے اپنے گناہ سے توبہ کی تو وہ سیاہی
زائل ہو جاتی ہے اور اگر گناہ پر گناہ کرتا گیا تو وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ
کہ اوس سفیدی کو چھپا دیتی ہے جب وہ سفیدی چھپ گئی تو پھر وہ شخص نیکی کیجانب ہرگز
رجوع نہین کرتا اس کلام بلاغت نظام امام علیہ السلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلب کے
دو حالتین ہین ایک حالت تو قابل صلاح ہے اور دوسری قابل صلاح نہین وہ قلب
قابل اصلاح نہین ہے جو گناہ کرتے کرتے سیاہ ہو گیا ہو اوسمین کوئی نصیحت کوئی وعظ
اثر نہین کرتا نور ایمان اوس مین باقی ہی نہین رہتا ایسے ہی لوگون کے بارہ مین حق تعالیٰ
فرماتا ہے ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون
یعنی اے پیغمبر جو لوگ کافر ہو گئے ہین اونکو خواہ تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ نصیحت کرو یا نکرو
اونکے واسطے سب برابر ہے وہ ایمان نہ لائینگے بامیر دل چو سنگ
گفتن وعظ و نرود میخ آہنی در سنگ ایسے ہی لوگ مصداق ہین ختم اللہ علی
قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم یعنی خدا نے
مہر کر دی ہے اونکے دلون پر اور اونکے کانون پر اور انکی آنکھون پر پردہ پڑے ہین
پس نیک و بد سمجھتا ہی نہین ہے اور انہین کے واسطے عذاب دردناک ہوگا اس
مقام پر ایک شبہ ہوتا ہے اوسکا دفع کرنا بھی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ جب
خدا نے خود اونکے دلون اور کانون پر مہر کر دی ہے اور آنکھون پر پردہ ڈالدیے
تو اونکو مجبور کر دیا نہ وہ امر خیر کیجانب رجوع کر سکتے ہین اور نہ ایمان لا سکتے ہین اونکا
کوئی قصور نہین پھر مذمت کیسی جواب اوسکا یہ ہے کہ تتمہ آیہ مین قول اوسکا
ولہم عذاب عظیم معنی آیت کے صاف ظاہر کر رہا ہے بدلالت واضحہ اسبات
پر دلالت کرتا ہے کہ مراد یہان مہر کرنے سے معنے حقیقی اوسکے نہین ہین

یکایک ایسے نفرت اونکو اوس سے ہوگئی کہ تمام آلات لہو ولعب توڑ ڈالے
اور توبہ کر لی اذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل لہ واعظا من قلبہ یعنی جب خدا
کا لطف شامل حال اپنے بندہ کے ہوتا ہے تو اوسی کے دل مین اوسکا واعظ
و نصیحت کن پیدا کر دیتا ہے اور کبھی محرک کتاب معتبر ہوتے ہین جب اوسکو
دیکھتا ہے اور اوسکے مضامین کو سمجھتا ہے اور غور کرتا ہے تو شکوک و شبہات
اوسکے قلب سے دفع ہو جاتی ہین اور دل پاک و پاکیزہ ہو جاتا ہے مگر یہ محرک ایسا ہی
کہ عموماً اس سے نفع نہین ہوتا بہت سی مخلوقات ایسی ہین جو اُمّی محض ہین
کتاب سے وہ احکام الٰہی کو نہین سمجھ سکتے اب وہ محرک سنئے جو عموماً نافع ہے
ہر عامی و جاہل کو نفع پہونچاتا ہے وہ وعظ ہے مجلس وعظ مین جانا احکام الٰہی کو
سننا عذاب و ثواب سے واقف ہونا اسکی پابندی مین رفتہ رفتہ جہالت
دفع ہوتے رہتے ہے یہان تک کہ قلب کی اصلاح ہو جاتی ہے اور اسی طریقہ کو
بوجہ عام النفع ہونیکی کل انبیا و اولیا و بزرگان دین نے اختیار کیا تہا اور
عقلا بھی یہ طریقہ نہایت خوب ہے کیونکہ اگر کوئی جماعت گمراہ ہوگئی ہو اور
شاہ راہ ہدایت سے منحرف ہو اور واقف کار موجود ہو کر راہ نمائی نکرے
تو عقلاء اوسکو ضرور برا کہتے ہین ؎ اگر بینی کہ نابینا و چاہ ست ٭ و گر
خاموش بنشینی گناہ ست ٭ اور آیات و روایات بہی اسکی تاکید مین بہت
وارد ہوئی ہین چنانچہ قرآن مجید مین ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ
یعنی اے پیغمبر ہمارے تم لوگون کو راہ خدا کی طرف بلاؤ ساتھ حکمت و نصیحت
نیک کے اور حضرت اسمٰعیل کی مدح مین فرماتا ہے کان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ
یعنی اپنے اہل کو نماز و زکوٰۃ کا حکم کیا کرتے تہے اس سے بہی وعظ و پند
کی خوبی ثابت ہوتی ہے اور جناب رسالتمآب سے منقول ہے

ارشاد فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ما اھدی المسلم لاخیہ ہدیۃ افضل من کلمۃ حکمۃ تزیدہ ہدی
او تردہ عن ردی یعنی نہین دیا کوئی تحفہ و ہدیہ جو مسلمان اپنی برادر دینی کے لئے
بخشے بہتر و افضل اوس کلمہ ہدایت سے نہین ہے جو کہ موجب ہو زیادتی ہدایت
سعادت کا یا باز رکہے ضلالت و گمراہی سے اوسکو باز رکہے فرماتے ہین حضرت نعم
العطیۃ ونعم الہدیۃ الموعظۃ یعنی کیا خوب عطیہ اور کیا خوب ہدیہ ہے موعظہ
و نصیحت کرنا منقول ہے کہ پیغمبر خدا کے سامنے دو شخصونکا ذکر ہوا ایک نے اپنا طریقہ
یہ رکہا تہا کہ بعد ادائے نماز واجبی کے جاہلون کو ہدایت کیا کرتا تہا اور دوسرا
شخص عبادت مین مصروف رہتا تہا دن کو روزہ رکہتا تہا رات کو عبادت مین
بیدار رہتا تہا جناب رسالتمآب نے جب اون دونون شخصونکا حال سنا
فرمایا فضل الاول علی الثانی کفضلی علی ادناکم یعنی پہلا شخص جو ہدایت
کرتا ہے لوگونکو وہ دوسرے شخص سے جو عبادت مین شب و روز مصروف رہتا
ہے افضل ہے ایسی فضیلت ہے اوسکو دوسرے پر جیسے فضیلت مجکو ہے
تم لوگون کی ادنی شخص پر دوسری حدیث مین وارد ہے ما تصدق مومن بصدقۃ
احب الی اللہ من موعظۃ تعظ بہا قوما فیتفرقون وقد نفعہم اللہ بہا وہی
افضل من عبادۃ سنۃ یعنی کوئی صدقہ برادر مومن کا خدا کے نزدیک
افضل و بہتر موعظہ و نصیحت سے نہین ہے وہ نصیحت جو ایک گروہ کو جو بوجہ
خیالات فاسدہ یا عداوت دنیوی کے پراگندہ و متفرق ہو گیا ہو اور وہ نصیحت
اونکو نفع پہونچاوے اور خداوند عالم بوجہ اوس نصیحت کے اونکی جماعت متفرقہ
کو مجتمع کردے تفرقہ زائل ہو جاوے تو ایسی نصیحت افضل و بہتر ہے ایک سال
کی عبادت سے حضرت موسی کو وحی ہوئی تعلم الخیر وعلمہ من لا یعلمہ یعنی اے
موسی خیر و خوبی حاصل کرو اور ناواقفون کو تعلیم کرو فانی منور لمعلم الخیر

ومتعلمیہ قبورہم حتی لا یستوحشوا بمکانہم تحقیقکہ مین تعلیم
کرنے والا اور سیکھنے والا دونون کے قبر کو نورانی کردون گا تاکہ اونکو اپنی قبرون
سے وحشت نہو معویہ بن عمار نے ایکروز امام جعفر صادق سے پوچھا کہ ایک
شخص آپکی احادیث لوگون سے بیان کرتا ہے اور اونکے قلوب اور آپکے شیعون
کے قلوب کو مضبوط اور اونکے اعتقادات کو مستحکم کرتا ہے اور ایک عابد ہے
آپکے شیعون سے جسکا طریق یہ نہین ہے اون دونون سے کون افضل ہے
حضرت نے فرمایا جو شخص کہ ہماری احادیث کو بیانکرتا ہے اور اوسکی وجہ سے
قلوب اور اعتقادات ہمارے شیعون کے مضبوط ہوتے ہین وہ ہزار عابد سے
افضل ہے دوسری حدیث مین ہے جس عالم کے علم سے لوگ منتفع ہون وہ
ستر ہزار عابد سے افضل ہے عابد کی عبادت تو اوسی کے نفس کو نفع پہونچائیگی
اور عالم ہدایت کنندہ تو ہزارون آدمیون کو عذاب خدا سے بچاتا ہے
فضیلت عالم کی عابد پر بہت سی احادیث سے ثابت ہے انشاء اللہ موعظ
فضیلت علم مین بیان ہوگا بہرحال عقلاً و شرعاً دونون طرح سے وعظ و نصائح
کی خوبی مین کسیطرحکا شک و شبہہ نہین ہے اور اسکی ضرورت ہرحال مین ہے خصوصاً
جبکہ جہالت عام ہوجاوے اور لوگ اعتقادات حقہ اور مسائل حلال
و حرام سے واقف نہین حق و باطل مین امتیاز نکرین نفسانیت پر بناء ہوا انصاف
کو بالکل چھوڑ دین اور انواع اقسام کے خیالات فاسدہ نیچریہ وغیرہ کو اپنی
اغراض دنیویہ و خواہش نفسانیکی موافق پاکر اختیار کرین اور احکام
خدا و رسول کو بمنزلہ رائے کمیٹی کے سمجھین اور اپنی عقول ناقصہ
پر نازان ہوکر مسائل شرعیہ مین دخل و تصرف کرین۔ از عقل مجرد
بدوائے نرسی بے شرع بہرگی و نوای نرسی بے شرعست کہ آن ترا رساند بخدا

فضیلت عالم بر عابد

بیان ضرورت وعظ و نصائح

ورنہ تو باین عقل بجاے نرسی ؁ اور قرآن شریف وحدیث کی توجیہین اور تاویلین دوراز کار کرین اور احکام آئمہ علیہم السلام کے بیان نکرین بلکہ اونسے بے اعتنائی کرین ؎ ہرچہ نہ قال اللہ قال الرسول ؁ فضلہ بود فضل مدان اے فضول ؁ باعث ان سب امرون کا یہی ہے کہ اپنے اصول اعتقادات سے کما حقہ واقف نہین ہین اور ان نتائج نفسیہ کو جو شارع ؑ نے اون احکام مین رکھے ہین نہین سمجھتے ہین محض ہوا و ہوس نفسانیکی پابندی کرتے ہین پس جبکہ ایسی حالت زمانہ کی ہوگئی ہو تو اس حال مین اشد ضرورت موعظ کی ہے امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے وحی کی حضرت شعیب کو کہ تمھاری قوم سے ایک لاکھ آدمی پر عذاب کرونگا اون مین سے چالیس ہزار تو بد ہونگے اور ساٹھ ہزار نیک حضرت شعیب نے کہا کہ پرودگارا نیکونکو کیون عذاب کرے گا وحی ہوئی اسوجہ سے کہ انھون نے بے پروائی کی اور گناہ گارونکو میرے عذاب سے ڈرایا نہین وعظ و نصائح نہین کرتے تھے پس علماء کو چاہیئے کہ بلا روے و رعایت احکام الٰہی کو بیان کرین اظہار کلمہ حق مین رعائیت و پاسداری ارباب دنیا کے نکرین جیساکہ شان وعظ کی ہے محض رضاے الٰہی و خیرخواہی خلائق منظور رہے اور خود بھی متاثر ہون تاکہ اوسکا اثر دوسرون پر بھی پڑے ؎ گر بود دردمانی صد نوحہ گر ؁ آہ صاحب درد باشد پر اثر ؁ تامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کا مصداق نہون کہ لوگون کو تو حکم نیکی کرنے کا کرین اور اپنے نفس کو بھولا بیٹھے ہون ان العالم اذا لم یعمل بعلمہ زلت موعظتہ عن القلوب یعنی جب عالم اپنے علم پر عمل نہین کرتا تو اوسکے وعظ کا اثر دلون پر نہین ہوتا جیساکہ بارش کا پانی چکنے پتھر پر نہین ٹھہرتا ؎ خود نا گرفتہ پند دہد پند دیگران ؁ پیکان بہ تیر جاے کند آنکہ بر نشان ؁ اذا فسد العالم فسد العالم جب عالم کی نیت

ہین فساد آگیا تو تمام عالم فاسد ہوجاتا ہے جناب رسالتمآب فرماتے ہین کہ
شب معراج مینے ایک قوم کو دیکھا کہ اونکے ہونٹ آگ کی قینچیون سے کترتے
ہین مینے پوچھا جبرئیل سے یہ کون لوگ ہین کہا کہ یہ خطیب ہین آپکی امت کے
جو لوگون کو عمل نیک کی ہدایت کرتے ہین اور خود اوسپر عمل نہین کرتے
نعوذ باللہ من شرور انفسنا ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی
اور واعظ کو اسکا بھی لحاظ ضرور ہے کہ نصیحت اکثر ناموافق طبایع کی ہوتی ہے تو
اوسکو بہ نرمی اور بہ ملائمت بیان کرنا چاہیئے زیادہ سختی کلام مین نکرے اسیطرح
حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ
تلخ گفتاری سے موعظہ حسنہ نہین رہتا جیسے خدا نے حضرت موسی و ہارون
علی نبینا وعلیہما السلام کو واسطے ہدایت فرعون کے بھیجا ہے تو فرمایا اذھبا
الی فرعون انہ طغی فقولا لہ قولا لینا یعنی اے موسی و ہارون
تم دونون فرعون پاس جاؤ وہ حد سے سوا گذر گیا ہے [illegible] نرمی نرمی سے
جاکر نرمی و ملایمت وعظ و پند کے کلمات کہو ع بہوای نصیحت پیش
در دلہا اثر دارد چو نرمی قطرہ باران در گوش صدف گردد اور
کلموا الناس علی قدر عقولہم کا بھی لحاظ رہے یعنے الفاظ بیان کے ایسے ہون
کہ سامعین سمجھ لیوین اگر لغات بیان کئے جنکے سمجھنے مین صراح و قاموس
دیکھنے کی ضرورت ہو تو بیچاری جہلا و عوام الناس کیا سمجھینگے جو غرض
وعظ کی ہے وہ فوت ہوجاوے گی اور اگر ہر مسئلہ اور ہر مطلب کے ساتھ
اوسکی دلیل بھی آیات و احادیث کے ساتھ بیان کیجاوے تو باعث زیادتی
وثوق و اعتقاد سامعین کے ہوگا اور جن مطالب و مضامین سے آگاہی
کماہی ہو اون کو بیان کرے تاکہ خلاف واقع نہ بیان کرجاوے

مین انھین الذین … بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السموات والارض جو شخص
بغیر واقفیت وعلم کے فتوے دیدے اوسپر ملائکہ آسمان وزمین لعنت کرتے ہین
حقتعالیٰ فرماتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون
جو لوگ موافق حکم خدا کے حکم نہین کرتے وہ کافر ہین اور یہی حالات سامعین کے
مختلف خیالات جدا جدا ہوتے ہین تو وعظ مین ہر قسم کا بیان ہونا چاہیے تاکہ
ہر شخص کے مفید ہو مثلاً بعض متکبر ہین جب نقصانات ومضرتین تکبر کی اور منافع
وفوائد تواضع وفروتنی کے بیان کیے جاوینگے تو اوسکے مفید ہوگا بعض بخیل
ہین صدقات مستحبہ کا کیا ذکر حقوق واجبہ مثل زکوۃ تک نہین دیتے انکو مفید وہ
احادیث وآیات ہین جو مذمت بخل مین وارد ہوئی ہین اور مدح سخاوت اور
اوسکے ثواب مین وارد ہین بعض لہو ولعب وبیہودہ گوئی مین مشغول رہتے ہین
اونکا وعظ اونکی مناسب چاہیے کیونکہ جو اوقات عمر کے گذرتے ہین وہ پھر
دستیاب نہین ہوتے ان اوقات گرانمایہ کو غنیمت سمجھنا چاہیے کوئی ایسا
کام نہین کرے جس مین بہبودی دنیا وآخرت کے ہو نہ یہ کہ انکو ضایع وبرباد
کرے خرافات بیہودہ گوئی مین جسکا کوئی نتیجہ نہین بجز بدنامی کے بعض غیظ و
غضب وحسد وبغض مین بھرے ہوتے ہین انکو مناسب یہ ہے کہ انکی مذمت
سے آگاہ کرے انکی نتائج بد سے واقف کردے اسکے عذاب وثواب کو حلم و
خوش اخلاقی بردباری کے اوصاف اور اونکے فوائد ونتائج نیک سے
آگاہ کرے بعض عبادت مین اور امور خیر مین کاہلی کرتے ہین اور حرص و
طمع وحب دنیا مین سیر وتماشاے ناجائز مین سرگرم ومستعد رہتے ہین
یہ معلوم ہوتا ہے کہ آخرت اونکی نظرون مین کوئی چیز نہین ہے امور آخرت
کو نہایت خفیف سمجھتے ہین یہی وجہ ہے کہ اوسسے بی اعتنائی کرتے ہین

اونکے ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ بجز موت کے چارہ نہین ہے اپنے امثال واقران کو دیکھین کہ کسی کے ساتھہ بھی دنیانے وفا کی ہے بجز آخرت کے کوئی چارہ ہے بڑا واعظ وناصح تو موت ہے جب اوسکا خیال کرے گا کبھی حد سے تجاوز نکریگا بعض بوجہ تہی دستی کے تنگدل پژمردہ خاطر رہتے ہین اونکو شگفتہ خاطر کرنا چاہیئے رزاقیت آلہی کو بیان کرے لاتقنطو من رحمۃ اللہ کی تفسیر سے آگاہ کرے خدا کی رحمت سے مایوس نہونا چاہیئے ان بعد العسر یسرا بعد سختی کے راحت ہوتی ہے زمانہ ایک حال پر کسی کے لئے نہین رہتا قناعت کے ثواب ومدارج بیان کرے بہرحال وعظ مین ہر امر کا لحاظ رکھے جیسا مناسب ہو ویسا احکام سے واقف کرے خالی قصہ وکہانی پر وعظ کا مدار نرکھنا چاہیے ورنہ غرض وغایت موعظہ کے حاصل نہوگی اور بیان مختصر ایسا کرنا چاہیے کہ مطلب پر بخوبی دلالت کرے نہ یہ کہ طول وطویل بیان ہے اور مطلب ومعنے کم ایسا بیان موجب کنارہ کشی وعدم توجہ سامعین کے ہوتا ہے اور شرکت نہین کرتے اسی طرح سامعین کو بھی چاہیئے کہ کلام خدا وآئمہ ہدے کو توجہ سے سنین غرض اوس سے اصلاح نفس ہو اور درستی اپنے امور کی نہ یہ کہ فقط تماشا دیکھنا مجمع وعظ کا اور فقط سننا طرز بیان واعظ کا منظور ہو بار بار نشست وبرخاست اشارہ بازی وقہقہہ بے توجہی ان سب امور سے اثر وعظ کا مترتب نہین ہوتا بلکہ باعث برہمی صحبت کا ہوتا ہے اور وعظ بھی بدمزہ ہو جاتا ہے اور حرمت بھی کلام خدا وآئمہ ہدیٰ کی ضایع ہوتی ہے کلام خدا ورسول کا احترام کرنا چاہیے صفات عظمت وجلال خداوندی سنکر تسبیح وتہلیل کرنا چاہیئے خاتم النبیین وآئمہ طاہرین کا نام سنکر درود وسلام بھیجنا چاہیئے نعمات آلہی کو سنکر شکر بجالانا چاہیے تاکہ بموجب لو شکرتم لازیدنکم کے زیادتی نعمت کا ہو اور

احوال ہولناک قیامت و عرصہ محشر سنکر پناہ مانگنا چاہیے عجب نہین کہ خدا اپنے
تفضل و کرم سے ہمارے استغاثہ و فریاد کو سن لے اور اون شدائد ہولناک سے
جنپر گذرنا ہر شخص کو دشوار ہے نجات دے اور اتفاق سے بیان واعظ مین لغزش
وخطا ہو جاوے تو اوسکا لحاظ نکرنا چاہیے عیب بینی اور خوردہ گیری کو تیزی طبیعت
نہ سمجھین کیونکہ انسان سہو و نسیان سے بچ نہین سکتا خصوصًا مجمع کثیر و اژدہام
خلق مین کیسا ہی مشاق ہو مگر کسیقدر حیرت و تشویش خاطر پیدا ہو جاتی ہے
اور اگر اثناء وعظ مین کوئی شبہہ قابل دریافت ہو تو بعد اختتام وعظ حالت اطمینان
مین دریافت کرے باین ہمہ اعتقاد صحیح و مذہب حق واعظ سے بھی واقفیت رکھتا
ہو کیونکہ بلا تدین و امانت کے ہر شخص کا بیان قابل وثوق و اطمینان نہین ہو سکتا
اسی طرح کلام واعظ کو دیکھنا چاہیے کہ کیا کہتا ہے عظمت و بزرگی ظاہری
و مرجعیت دنیوی کو احکام الٰہی کے بیان کرنے مین کوئی دخل نہین ہے حضرت
امیرؑ کا قول ہے انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال یعنی کہنے والے کے
کلام کی طرف نظر کرنا چاہیے کہ حق کہتا ہے یا باطل اوس شخص کے حالات
ظاہری سے کچھ بحث نہین فقیر ہو یا امیر مرجعیت دنیا اوسکو حاصل ہو یا نہو
بعض علماء نے اس مقام پر کیا خوب مثال لکھی ہے کہتے ہین کہ مثلاً
کوئی تختی یا کتاب ہے جس مین کلمات ہدایت یا مضامین حقہ لکھے ہین اور
اوسکو ہم دیکھتے ہین تو غرض ہماری اوسکے دیکھنے سے یہی ہوتی ہے
کہ کلمات ہدایت و مضامین حقہ کو حاصل کرین تو یہ غرض ہماری فقط
اوسکے دیکھنے سے حاصل ہو گی اوس تختی یا کتاب کے آرائش کو کوئی
اس مین دخل نہین ہے مطلا ہو مذہب ہو چاندی سے ڈھلی ہو اس سے
ہم کو نفع نہوگا یہی کیفیت واعظ کے ہے غرض تو ہماری احکام الٰہی سننے

سے ہے عظمت ظاہری واعظ سے کوئی ہماری غرض نہین ہے۔

موعظہ معرفت خدا و اثر دعاء مظلوم و عادات عرب و وجوہ عقلی اثبات نبوت مین اور ہونا ہر مذہب کا مستحسن جانب اللہ

حق تعالی قرآن مجید فرماتا ہے افی اللہ شك فاطر السموات والارض یعنی کیا خدا کی بارہ مین کوئی شک ہے جو پیدا کرنیوالا آسمان و زمین کا ہے اس کلام بلاغت نظام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وجود خدا کا جو صانع عالم ہے ایسا بدیہی و ظاہر ہے کہ قابل شک کرنیکے بھی نہین ہے چہ جائیکہ انکار اوسکا کیا جائے اور موید اسکے ہین وہ حادیث جن سے مستفاد ہوتا ہے کہ معرفت خدا کی ایک امر فطری و خلقی ہے تمام عقول مجبور و مضطر ہین اوسکی جانب یہی باعث ہے کہ جب آدمی حد شعور کو پہونچتا ہے تو خود بخود اوسکے دل مین خطور کرتا ہے کہ کوئی پیدا کرنے والا میرا ضرور ہے اور آیہ کریمہ فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے یعنی معرفت خدا امر خلقی ہے خدا نے لوگونکو اسی پر پیدا کیا ہے یہی معنے ہین حدیث مشہور بین الفریقین کے کل مولود یولد علی الفطرۃ حتی یکون ابواہ یھودانہ وینصرانہ ویمجسانہ یعنی ہر مولود کی ولادت معرفت خدا و فطرت اسلام پر ہوتی ہی یہانتک کہ ماں باپ اوسکے اگر یہودی ہین تو یہودی کر دیتے ہین اوسکو اور اگر نصرانی ہین تو نصرانی کر دیتے ہین اور اگر مجوسی ہین تو مجوسی بنا لیتے ہین یہی باعث ہے کہ کسیکو نپائیگا کہ جو اپنی صانع و خالق کا اقرار نکرے جب کسی سے

وجود خدا بدیہی ہے

پوچھئے کا عالم ہو یا جاہل مسلم ہو یا کافر ہو کہ کسنے تجکو پیدا کیا ہے تو بلا تامل
و فکر ضرور وہ کہدیگا کہ خدا نے اگرچہ لفظ خدا نکہے یزدان کہے رام کہے
جو نام اوسکی زبان مین خدا کا ہوگا اوسی نام سے وہ کہے گا یہی معنے ہین آیہ
وافی ہدایہ ولئن سئلتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ
کی یعنے اے پیغمبر اکرمؐ کافر وںسے پوچھو گے کہ کسنے آسمان و زمین کو پیدا
کیا ہے تو ضرور وہ کہدینگے کہ خدانے اور جتنے نبی خدانے بہیجے سبہون نے
یہی ہدایت کی کہ خدا کو واحد جانو یگانہ پرستی کرو لا الہ الا اللہ کہو شرک
کو دور کرو یہ نہین کہا کہ اقرار کرو اپنے خالق کا اسواسطیکہ یہ امر فطری تہا
ہر شخص جانتا تہا کہ ہمارا کوئی صانع و خالق ہے مگر شرک البتہ کرتے تہے
اصول دین مین بہی پانچ اصلین قرار دین توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد
وجود و معرفت خدا کو اسمین بہی نہین رکہا اسیوجہ سے کہ یہ امر فطری و خلقی ہے
اسکو ہر اک جانتا ہے بلکہ مقتضائے طبع ہے اپنے نفوس کے طرف
متوجہ ہو کر غور کیجئے جب کبہی کوئی کسی مصیبت مین یا مرض یا کسی واقعہ
و حادثہ سخت مین مبتلا ہوتا ہے اور بظاہر کوئی وسیلہ و ذریعہ اپنی
نجات کا نہین پاتا تو قلبا و سکا باقتضار طبعی بلا تکلف رجوع ہوتا ہے اپنے
خالق کی طرف اور اوسی سے طالب مدد ہوتا ہے امام حسن عسکری علیہ السلام
سے منقول ہے کہ ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین
آیا اور کہنے لگا بتلائیے مجہے اپنے خدا کو ملاحدہ مجہسے مجادلہ کیا کرتے ہین
اور بہت تنگ کیا ہے مجکو حضرت نے فرمایا کبہی تو کشتی پہ سوار ہوا ہے
اوسنے کہا ہان پہر پوچہا کبہی کشتی تیری ٹوٹی بہی ہے کہ تو مضطر ہو گیا ہو
اور کوئی صورت اپنی نجات کی نپاتا ہو اوسنے کہا ہان حضرت نے فرمایا اوس

کشتی شکستہ خدا کا ثبوت

حالت اضطرار مین جسکیطرف تیرا قلب متوجہ ہوا اور جس سے تونے امید نجات کی رکھی
وہی خدا ہی بلکہ بعض حالات حیوانات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی
اپنے خالق کو خوب پہچانتے ہین فخر رازی نے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ
مین خشک سالی عظیم اور قحط شدید ہوا لوگ نماز استسقا کے واسطے صحرا مین گئے
اور دعا کی مگر کچھ اثر نہین ہوا وہ شخص کہتا ہے اوسوقت مین ایک پہاڑ کے جانب
گیا دیکھا مینے کہ ایک ہرن شدت تشنگی سے ایک چشمہ آب کے جانب دوڑتا جب
اوس چشمہ تک پہونچا تو اوسکو خشک پایا یہ حالت دیکھکر اوس ہرن کو بہت اضطراب
ہوا اور کئی مرتبہ آسمان کیطرف دیکھا اور اپنے سر کو حرکت دی ناقل کہتا ہے کہ یکایک
دیکھا مینے کہ ابر نمایان ہوا اور اسقدر بارش ہوی کہ وہ چشمہ پانی سے بھر گیا اور
اوس ہرن نے خوب پانی پیا اور چلا گیا اسیطرح صاحب اخوان الصفا نے لکھا ہے
کہ بارہا دیکھا گیا کہ زمانہ خشک سالی مین حیوانات سر آسمان کے جانب بلند کرتے ہین
اور طلب باران کرتے ہین چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مرد شکاری نے دیکھا کہ ایک
گائے اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی ہے وہ مرد شکاری اوسکی طرف دوڑا وہ گائے بچہ
چھوڑکر بھاگ گئی اور صیاد نے اوس بچہ کو پکڑ لیا جب گائے نے دیکھا کہ بچہ اوسکے
ہاتھ مین ہے مضطرب ہوکر مونھ اپنا اوسنے آسمان کیجانب بلند کیا گویا کہ خدا سے فریاد
کرنے لگی صیاد کہتا ہے اس اثنا مین ایک گڑھا میرے سامنے آیا اور مین اوس مین گر پڑا
اور بچہ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور گائے آنکر بچہ کو لے گئی یہی کیفیت انسان پر بھی
طاری ہوتی ہے حالت اضطرار مین واقعات وحالات کے طرف توجہ و غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے جب کسینے کسیکو ضعیف و ناتوان و حقیر سمجھکر ستایا اور ظلم کیا اور قلب
اوس مظلوم کا اوس حالت مظلومیت و بیکسی مین مضطر ہوکر باقتضائے طبعی متوجہ ہوا
اور فریاد کی اپنے خدا سے تو ممکن نہین کہ اوسکا اثر نہو اور ظالم بچ جاوے ضرور کسی نہ کسی بلا مین

حیوانات بہی خالق کو جانتے ہین

استدلال بردعای مظلوم بر وجود خالق

مبتلا ہوگا ؎ نیم شب آہ زن پیر زال ٭ دولت صد سالہ کند پائمال ٭
یہی وجہ ہے کہ زبان زد خلائق ہے کہ مظلوم کی آہ سے ڈرنا چاہیئے ؎
بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن ٭ اجابت از در حق بہر استقبال می آید ٭
اب بتایئے کہ یہ تاثیر غیبی اگر خدا نہیں ہے تو کہاں سے آتی ہے یہی معنے ہیں آیہ
وافی ہدایہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء کی یعنے کون ہے
جو دعا مظلوم و مضطر کی قبول کرتا ہے اور اوسکے مکروہات کو دفع کرتا ہے
اور وہ کون ہے جو بڑے بڑے قوی و توانا و تندرست کو جنکی ظاہر دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ ایک لات دیوار میں ماریں تو دیوار گر پڑے
اور اگر مریض بھی ہوں تو ایک زمانہ چاہیے انکے گھل جانے میں وہ یکدفعگی
آن واحد میں ایسے نیست و نابود ہو جاتے ہیں کہ گویا موجود ہی نتھے اسیطرح
اسکا عکس ہے بہت بڈہی ناتوان کمر خمیدہ اور بچہ شیر خوار جنکی دیکھنے
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ادنی حرکت و صدمہ انکو پہونچا تو روح انکی فنا
ہو جائیگی برخلاف اسکے کیسے کیسے صدمہ انکو پہونچتے ہیں بلندیوں سے
گرتے ہیں مگر مطلق اثر نہیں ہوتا یہ کیا ہے اگر کوئی حافظ حقیقی نہیں ہے
تو یہ کیونکر بچتے ہیں اسی طرح حالات سابقین کے جانب غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے نمرود سا بادشاہ جبار ایک ادنی شیئے حقیر مچھر سے جو سیکڑوں
ایک ہاتھہ سے مرجاتے ہیں عاجز ہو جاوے اور ہلاک ہو لکھا ہے کہ مچھر
تمام قوم نمرود کی گوشت کو کہا گئی اور خون پی گئی بجز ہڈیونکے اور کچھہ باقی
ہی نہیں کہا اسی طرح بہت سے قصہ ہیں منجملہ انکے ایک قصہ نہایت عبرت
خیز و حیرت انگیز ہے آثار اسرائیلہ میں زمانہ موسیٰ علیہ السلام کے حالات
میں لکھا ہے جیسا کہ مستطرف میں ہے اور جناب مفتی صاحب اعلی اللہ مقامہ

نے بہی مناہرین نقل کیا ہے کہ ایک مرد نادار ضعیف عیال دار بنی اسرائیل
مین تہا اور پیشہ اوسکا یہ تہا کہ مچہلی کے شکار سے وہ اپنی اور اپنی عیال
کی پرورش کیا کرتا تہا ایک روز وہ حسب معمول شکار کو گیا اور ایک
مچہلی بڑی اوسکے ہاتہہ آئی وہ بہت خوش ہوا اور بازار لیکر چلا کہ اوسکو
بیچ کر قوت اپنا اور اپنے عیال کا بہم پہونچاوے اثناء راہ مین ایک سرکش
زبردست اوسکو ملا اوسنے دیکھا کہ یہ ادنے شخص ناتوان اتنی بڑی مچہلی
لیئے جاتا ہے صیاد سے کہا کہ یہ مچہلی مجہے دیدے اوسنے انکار کیا چونکہ
وہ زبردست تہا اور اوسکے ہاتہہ مین ایک لکڑی تہی اوسنے لکڑی اٹہاکر
اوس صیاد بیچارہ کے سر پر ماری اور مچہلی چہین لی صیاد بیچارہ ناتوان تہا
کیا کرتا مضطر ہوگیا اوسی حالت اضطرار مین اپنے خدا سے فریاد کی کہ خداوندا
تونے مجکو ضعیف پیدا کیا اور ظالم کو قوی کردیا بلا وجہ اسنے مجہپر ظلم کیا
میرا قوت میری عیال کا قوت چہین لیا بہت جلد دنیا ہی مین تو میری فریاد
کو پہونچ اور آخرت پر نہ چہوڑنا وہ ظالم مچہلی لیکر اپنے گہر آیا اور زوجہ کو
پکانے کے واسطے دی جب وہ مچہلی پک کر اوسکے سامنے دسترخوان پہ
رکہی گئی اور ہاتہہ بڑہایا کہانیکے واسطے کہ یکایک اوس مچہلی نے موہنہ اپنا
کہولا اور اوس ظالم کی اونگلی مین ایسا کاٹا کہ بیقرار ہوگیا یہانتک کہ طبیب
نے کہا اوسنے اونگلی دیکہکر کہا کہ اسمین زہر ایسا سرایت کر گیا ہے کہ اسکا
علاج بجز اسکے نہین ہے کہ اونگلی کاٹ ڈالی جاوے ورنہ تمام بدن مین یہ
زہر سرایت کر جائے گا آخرکو وہ اونگلی کاٹی گئی مگر غضب الٰہی سے کیا
چارہ ہوسکتا ہے وہ خود فرماتا ہے ان اخذہ لشدید یعنی جب ہم گرفت
کر لیتے ہین تو ہماری گرفت نہایت سخت و دشوار ہوتی ہے جب وہ

اونگلی کٹی تو وہ زہر ہاتھہ تک پھونچا ہاتھہ بھی کاٹا گیا اسی طرح ایک ایک
جزو اوسکا کاٹتے تھے اور وہ زہر دوسری جانب منتقل ہوتا تھا یہانتک کہ
بازو تک پھونچا وہ بھی کاٹا گیا پھر بھی تسکین نہوئی آخر کو وہ اوسی حالت بیقراری
مین فریاد و استغاثہ کرتا ہوا سر بصحرا نکل گیا یہان تک کہ ایک درخت کے
نیچے اوسکو غش آگیا اوسی حالت غشی مین اوسنے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا
ہے کہ اے مسکین کہانتک اپنے اعضاء کو قطع کرائیگا جا اوس مظلوم کے
پاس جسپر تو نے ظلم کیا ہے یہ دیکھکر وہ ہوشیار ہوا اب اوسکو معلوم ہوا
کہ یہ اوسیکی سزا ہے جو مینے اوس بیچارہ صیاد پر ظلم کیا ہے متنبہ ہوا شہر مین
آیا صیاد کا پتا و نشان ہر ایک سے پوچھتا تہا یہانتک کہ اوسکے پاس
پھونچا اور اوسکے سامنے موںھ کے بہل اپنے تئین گرا دیا اور سر پر گرنے لگا کہتا تھا
واسطہ خدا کا میرے ظلم و تقصیر کو معاف کردے اور کچہہ مال بھی اوسکے پیش
کش کیا اور توبہ کی اور صیاد کو راضی کیا ادہر صیاد راضی ہوا ادہر درد مین
تسکین ہونے لگی اور اوسی شب کو نیند آگئی خوب سویا چونکہ حدیث مین ہے
التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یعنی جس نے توبہ کی گناہ سے وہ بمنزلہ
اوس شخص کے ہے کہ اوسنے کوئی گناہ ہی نہین کیا جب صبح کو سوکے
اوٹھا تو اپنے ہاتھہ کو بالکل صحیح و تندرست پایا گویا کہ کچہہ کاٹا ہی نہ گیا تہا
پھر وحی ہوئی حضرت موسی کو کہ اے موسی قسم ہے مجھے اپنے عزت و
جلال کی اگر یہ شخص اپنے مظلوم کو راضی نکرتا تو تمام عمر مین اسکو اسی عذاب
مین مبتلا رکھتا **بیت** تا توانی درون کس مخراش ؛ کاندرین راہ خارہا باشد ؛
اب ان حالات و آثار کے دیکھنے سے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ کوئی فریادرس
ضرور ہے جسکے جانب سے یہ سزائین واقع ہوتی ہین وہی خدا ہے

اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ فریادرس نعلی ایسا ہے کہ اعلی و ادنے
شریف و وضیع ضعیف و قوی سب اوسکے نزدیک برابر ہین کل اوسکے
قبضہ اختیار مین ہین جس وقت جس آن مین چاہے دگرگون کردے کچھہ دیر ہی
نہین لگتی بہرحال وجود خدا مین کسی نے اختلاف نہین کیا مگر شاذ و نادر
ہر عہد ہر زمانہ مین مختلف گروہ مختلف امتین مختلف دین کے موجود تہین کسینے
وجود خالق کا انکار نہین کیا ہان البتہ اوسکی صفات اوسکے احوال مین اختلاف
کرتے ہین علاوہ اسکے نبیون کے حالات کو دیکھیے طاقت بشری سے خارج
ہین کسی بشر سے ایسے امور کا صادر ہونا ممکن نہین ہے جبتک کہ تائید
غیبی نہو دو ایک مثالین سنیئے زیادہ بیان کی گنجائش نہین پہلے حضرت
یوسف کے حالات کیطرف غور کیجیے کہ سات یا نو برس کا سن تہا بچہ تھے
اوسی بچپن مین اپنی ماں باپ سے اپنے قوم و قبیلہ سے کس بیرحمی سے جدا
کیے گئے اور بیچے گئے غلام بنی شہر بشہر قریہ بقریہ دہ بدہ پہرائے گئے کیسی سختیان
اور مصیبتین اوٹھائین کوئی تسلی دینے والا تک نظر نا تا تہا پہر تعلیم و تربیت
و صلاح و پڑہانا لکھانا کجا علاوہ اسکے ایسی مصیبتون و سختیون مین بڑے
بڑے عقلا و بدحواس ہو جاتے ہین یہ تو بچے تھے اوسپر یہ شدائد پہر
صحبت ایسے جاہلونکی جو خواہش نفسانی سے پر تھے پابندی نفس کی
کرتے تھے عقل سے سروکار نتھا اور ہر شخص یہی چاہتا تہا کہ اپنی طرف
مائل کرے ایسے لوگون مین پرورش پائی اور بحسب حال زمانہ کبھی کوئی
عاقل تجویز کرسکتا ہے کہ جسکی پرورش ایسی حالت مین ہوئی ہو پہر وہ
ایسا عقیل و فہیم صاحب فراست و صاحب علم و صاحب حکمت
ہو جاوے کہ سقراط و بقراط و افلاطون کو اوسکا عشر عشیر بہی ممکن نہو اپنی

ا سے معلوم ہوا کہ کوئی صانع مدبر مخلوقات کا ضرور ہے جو ایسے عجیب و غریب آثار دکھلاتا ہے
ا خدا ہے یہ سنکر وہ ملحد بالکل ساکت ہوگیا اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ جب غار سے
لے تو گذر اُن کا ایسی قوموں کی جانب ہوا کہ بعض اُن میں سے ستارۂ زہرہ کی پرستش کرتے
ے بعض چاند کو پوجتے تھے بعض آفتاب پرست تھے حق تعالی اُن کے قصہ کو قرآن میں بیان
رتا ہے فلما جن علیہ اللیل رای کوکب قال ہذا ربی فلما افل قال لا احب
الافلین یعنے جب رات ہوئی اور حضرت ابراہیم نے ستارۂ زہرہ کو طالع دیکھا تو بطور استفہام
نکاری کے کہا کہ کیا یہ خدا میرا ہے جب وہ تارا غروب ہوگیا تو کہا کہ میں غروب و غائب ہونے
والے کو پسند نہیں کرتا غرض حضرت ابراہیمؑ کی قوم ستارۂ زہرہ پرست کی ہدایت تھی یعنی
کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس میں تغیر و تبدل ہو کبھی ظاہر ہو کبھی غائب ہو جاوے ایسی صفت
سا انقلاب قدیم کی شان سے نہیں ہے بلکہ یہ صفات تو مخلوقات کے ہیں پھر کیونکر ہو سکتا
ہے کہ ستارۂ زہرہ خدا ہو فلما رای القمر بازغا قال ہذا ربی فلما افل قال لئن لم
یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالین یعنے جب چاند کو روشن دیکھا کہا کہ کیا یہ خدا ہے
میرا پس جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہنے لگے اگر نہ ہدایت کرتا مجکو پروردگار میرا تو ضرور میں گمراہوں
سے ہوتا غرض یہ تھی کہ اے قوم ماہتاب پرست گمراہ نہ ہو ماہتاب کی پرستش نہ کرو اس
میں صفات خدائی کے نہیں پائے جاتے ہیں فلما رای الشمس بازغۃ قال ہذا
ربی ہذا اکبر فلما افلت قال یا قوم انی بریٔ مما تشرکون یعنے پس جب آفتاب
کو روشن دیکھا تو کہنے لگے کیا یہی خدا ہے میرا جو سب ستاروں سے بڑا ہے جب وہ بھی غروب
ہوگیا تو کہنے لگے اے قوم آفتاب پرست میں بیزار ہوں تمھارے شرک کرنے سے یعنی اُن
ستاروں میں سے کسی میں صفات خدائی کے نہیں پائے جاتے وجہت وجہی للذی فطر
السموات والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین یعنے میں نے توجہ اور
رجوع اُسکی جانب کی جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے دین مستقیم و راہ راست کیجانب

دلائل حضرت ابراہیمؑ وجود خدا پر

مائل ہوا ہین اور مین مشرکین سے نہین ہون جب یہ خبر نمرود کو پہونچی تو اس نے حضرت ابراہیم کو بلوایا اور کہنے لگا اے ابراہیم کیا تمنے اس خدا کو دیکھا ہے جسکی تم عبادت کرتے ہو اور لوگون کو اُسکی جانب بلاتے ہو اور اُسکی قدرت بیان کرتے ہو وہ کون خدا ہے حضرت ابراہیم نے کہا ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت یعنے میرا خدا وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے نمرود نے کہا مین بھی زندہ کرتا ہون اور مار ڈالتا ہون حضرت ابراہیم نے کہا کیونکر نمرود نے دو مجرم بلوائے دونون واجب القتل تھے ایک کو قتل کرایا ایک کو چھوڑ دیا کہا لو مین نے جلایا بھی اور مار بھی ڈالا حضرت ابراہیم نے اسکا جواب ایسا دیا کہ مبہوت ہوگیا فرمایا فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب یعنے میرا خدا تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو مغرب سے تو نکال فبہت الذی کفر واللہ لایہدی القوم الظالمین یہ سنکر نمرود مبہوت ہوگیا کچھ جواب نہ دے سکا اور حق تعالی قوم ظالمین کی ہدایت نہین کرتا یہ جواب حضرت ابراہیم کا بالہام ربانی تھا کیا جواب اس کا نمرود دے سکتا تھا حق تعالی خود فرماتا ہے تلک حجتنا اتیناہا ابراہیم علی قومہ یعنی یہ حجت و دلیل ہماری بتائی ہوئی تھی جو ابراہیم نے اپنی قوم سے بیان کی آب اس کی وجہ سنیئے کہ ہر شخص پر کیون واجب ہے معرفت خدا کی پہلے ایک مختصر تمہید سنیئے تاکہ وجہ آپکی خوب ذہن نشین ہو جائے مثلاً کسی شخص کا کسی بادشاہ یا حاکم کے دربار مین جانا ضرور ہے بغیر جائے چارہ نہین اور اس دربار کے حالات سے بالکل ہم واقف نہین ہین اور خبرین وہان کی مختلف سنائی دیتی ہین جنسے نفس کو خوف پیدا ہوتا ہے کہ دیکھیے ہمپر کیا گذرتی ہے اور خوف صدمہ نفسانی ہے جسکا دفع کرنا عقلاً و عرفاً ہر طرح سے واجب و لازم ہے پس مقتضاے عقل یہ ہے کہ پہلے اُس دربار کے حالات معلوم کرکے اپنی الم نفسانی کو دفع کرے اور بلاخوف دربار مین جاوے اسی طرح دربار خدا مین ہر شخص کو جانا ضرور ہے موت سے کسی کو چارہ نہین ہے اور خیالات ہر گروہ کے مختلف سنائی دیتے ہین کوئی کہتا ہے

بعد موت کے جزا و سزا سے عمل مترتب ملتا ہے اوران جزا و سزا مین بہی اختلاف کرتے ہین
بعض کہتے ہین جلکر برتا ہے بعض کہتے ہین کہ جنت و نار کچھ بھی نہین خود نفس کو الم و سرور
حاصل ہوتا ہے جیسا کہ قول حکما کا ہے بعض کہتے ہین بعد موت کے کچھ بھی نہین ہے الغرض
خبرہای مختلف سے نفس کو خوف پیدا ہوتا ہے کہ دیکھئے ہمارا کیا انجام ہوتا ہے پس عقلا
لازم و واجب ہوا اس خوف کا دفع کرنا اور یہ خوف معرفت خدا سے زائل ہو جاتا ہے
اسوجہ سے معرفت خدا واجب ہوئی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عقلا و نقلا دونون طرح سے
شکر گذاری اپنے ولی نعمت کی واجب ہے اور کیسا ولی نعمت جو عدم سے وجود مین لایا
ہاتھ پاؤن چشم و گوش کو درست کیا زبان کو گویائی عطا کی کہ اپنے مافی الضمیر کو جسطرح چاہین
بیان کرین ہر وقت وہر آن ہماری خبر گیری کرتا ہے نعمتین سیواتی و مناسب ہماری حالت کی
مہیا کردین اگر دنیا مین کوئی شخص کسی محتاج سے کوئی ادنی بھی سلوک کرے اور وہ محتاج
اسکا شکر گذار نہو تو عقلا ضرور اسکو برا کہین گے نہ یہ کہ جو اتنا بڑا محسن ہو اوسکی شکر گذاری نہ کی جائے
وہ کیسا بد جنس و احسان فراموش کہلائیگا اور یہی معنی وجوب عقلی کے ہین اور نقلا تو شکر
گذاری کے متعلق بہت سے احادیث وارد ہوئی ہین بلکہ قرآن مجید مین حق تعالی خود فرماتا ہے
لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید یعنے اگر تم شکر گذار ہوگے
تو مین تمھاری نعمت کو ضرور زیادہ کردونگا اور اگر کفران نعمت اور ناشکری کروگے تو عذاب
میرا نہایت سخت ہے دنیا مین دیکھیئے اگر آپ کسی کے ساتھ احسان کیجئے اور وہ احسان
کو نمانے تو طبیعت آپکی اوس سے ہٹ جائیگی دوبارہ اس سے احسان کرنے کو جی
نہ چاہیگا اور اگر اس نے احسان کو مانا اور شکر گذار ہوا تو آپ پھر اوس سے جہانتک
ہوسکیگا نیکی کیجئے گا امام زین العابدین ع دعاء صحیفہ مین فرماتے ہین اللھم انی اعتذر
الیک من مظلوم ظلم بحضرتی فلم انصرہ ومن معروف اسدی الی فلم
اشکرہ یعنے خداوندا مین عذر کرتا ہون تیری درگاہ مین اس مظلوم کے امر مین کہ جسپر

شکر کیا گیا ہو اور میں نے اسکی نصرت نہ کی ہو اسکے عذر کرتا ہوں اُس احسان کی بابت کہ جو میرے ساتھ کیا گیا
ہو اور میں نے اُسکا شکر ادا نہ کیا ہو سید علی خان علیہ الرحمہ نے شرح صحیفہ کاملہ میں اس دعا کی
شرح میں فرمایا ہے کہ حضرت امام زین العابدین نے جو عذر کیا ہے ترک دادخواہی مظلوم کی
نصرت نہ کرنے کا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اکثر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حق واجب ہے مومن
پر کہ مومن کی نصرت کرے بلکہ امام زین العابدین سے بھی یہی مضمون منقول ہے اور امام
جعفر صادق نے فرمایا ہے ما من مومن ینصر اخاہ وہو یقدر علی نصرتہ الا نصرہ
اللہ فی الدنیا والآخرۃ یعنی جو مومن کہ اپنے برادر مومن کی امداد کرے [illegible] تو اسکی نصرت
حق تعالی اسکی نصرت بروز قیامت کریگا وما من مومن یخذل اخاہ وہو یقدر
علی نصرتہ الا خذلہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ یعنی جو مومن اپنے برادر مومن کو مخذول
کرے اور نصرت اسکی نہ کرے باوجودیکہ قادر ہو اسکی نصرت پر حق تعالی اسکو دنیا و آخرت
دونوں میں مخذول و رسوا کریگا اس بارہ میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں لیکن سید
سید علی فرماتے ہیں کہ یہ جو حضرت نے عذر کیا اس احسان کے بارے میں جسکا شکر
ادا نہ ہوا ہو تو اسکی وجہ یہ ہے کہ شکر منعم کا خواہ وہ خالق ہو خواہ مخلوق واجب ہے احادیث
مشہور سے ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا اشکر لمن انعم علیک وانعم علی من
شکرک یعنی جو شخص کہ تیرا منعم ہو اسکا شکر ادا کر اور نعمت دے اور احسان کر اُس
شخص پر جو تیرا شکر گذار ہو اور بھی انھیں جناب سے منقول ہے من اُزل الیہ معروف
فلیشکرہ یعنے جس شخص سے کوئی احسان کیا جاوے اُسکو چاہئے کہ وہ اپنے احسان
کنندہ کا شکر گذار ہو ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے کتاب کافی میں اپنے
اسناد سے عمار ذہبی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ سنا میں نے امام زین العابدین
علیہ السلام کو کہ فرماتے تھے کہ حق تعالی دوست رکھتا ہے اس قلب کو جو خوف خدا سے
مغموم ہو اور ہر بندہ شکر گذار کو دوست رکھتا ہے اور بروز قیامت حق سبحانہ تعالی

اپنے بندون مین سے کسی بندہ سے پوچھیگا کہ تو نے فلان شخص کا شکریہ ادا کیا تھا وہ بندہ
درگاہ باری مین عرض کریگا خداوندا مین نے تیرا شکر کیا تھا پس حق تعالیٰ کہے گا چونکہ
تو نے اس شخص کا شکر نہین کیا تو تو نے میرا بھی شکر نہین کیا بعد اسکے فرمایا جو تم مین سے
زیادہ شکر گذار لوگون کا ہوگا وہی زیادہ شکر گذار خدا کا بھی ہوگا اور انہین حضرت سے
منقول ہے [illegible] حقوق مین کہتے ہین کہ محسن کا حق تجھپر یہ ہے کہ اسکی شکر گذاری کرے
اسکی نیکی یاد کرے اور [illegible] اسکی [illegible] مشہور کرے [illegible] اگر تو ایسا کریگا
تو تو نے اسکا شکر ادا کیا ظاہر [illegible] اور پوشیدہ طور سے بھی اور اگر کبھی کسی وقت مین تو قادر
اسکی مکافات پر ہو تو مکافات بھی کر اور امام جعفر صادق علیہ السلام رسالتمآب صلعم سے نقل
فرماتے ہین کہ جسکی نسبت کوئی احسان کیا جاوے [illegible] اسکی [illegible] مکافات کرنا چاہیئے
اور اگر مکافات کی قدرت نہین رکھتا تو اسکی مدح و ثنا کرے اور اگر یہ بھی نہین کیا تو اس نے
کفران [illegible] کیا پھر فرمایا کہ خدا لعنت کرتا ہے اس شخص پر جو راہ نیکی کی قطع کرے راوی نے پوچھا
وہ کون لوگ ہین جو راہ نیکی کی قطع کرتے ہین فرمایا وہ شخص کہ جس سے احسان کیا جاوے اور وہ کفران
نعمت کرے تو گویا وہ مانع ہوا احسان کنندہ کو اس امر سے کہ وہ کسی سے نیکی کرے [illegible] غرض
کی یہ ہے کہ جب اپنے محسن کا شکر گذار نہوا بلکہ کفران نعمت کیا تو اسکا دل پھٹ جاوے گا
کہے گا جنکے ساتھ نیکی کی انسے تو یہ ملا اب اورون سے کیا ملنا ہے نیکی ہی سے باز رہو تو
گویا وہ ناسپاس مانع خیر ہوا بلکہ کفران نعمت کینہ و عداوت پیدا کردیتا ہے قلب منعم مین اسیوجہ
سے کہا گیا ہے کہ جیساکہ سخت ترین اعمال سے یہ ہے کہ اپنی بدخواہ سے احسان کرنا اسیطرح
اخبث اعمال یعنی خبیث و بدتر اعمال سے یہ ہو کہ اپنے محسن سے برائی کرے بہرحال
جب شکر منعم و محسن مجازی کے باب مین اسقدر تاکید ہے اور ترک شکر اسکا خلاف
عقل و موجب مذمت کا ہے تو جو منعم و محسن حقیقی ہمارا ہے جسکے احسانات کی انتہا نہین
یعنی خداوند عالم اسکی شکر گذاری اگر ہم نکرین تو کیا حال ہونا ہے ہمارا اور عقلا کے نزدیک ہم

کیسی بدتمیت اور ناحق شناسی اور قابل مذمت ہونا کی ہم بادجود اسکے اشاعرہ اہل سنت
شکر خدا کرنا واجب نہین جانتے بلکہ عبث سمجھتے ہین کیا خوب کہا ہے سید سند نے
اپنے منظومہ مین ۔ اذا اطعمت کلبا بعض خبزیقل مالذ مالوصیبان باب
یعنی اگر کسی کتے کو ایک ٹکڑا روٹی کا کہلا دو تو وہ بھی شکر گذار ایسا ہوتا ہے کہ چوکھٹ سے
نہین ہٹتا وعند الاشعری الشکر لغو فقبح واللہ اخبث من کلاب اور اشعری
شکر کو عبث و لغو سمجھتا ہے واللہ وہ کتے سے بھی بدتر ہوے پس جب شکر اپنے
منعم کا واجب ہوا عقلاً و نقلاً دونون طرح سے اور شکر چاہی کہ مناسب حال منعم کے ہو اور ایسا
شکر بغیر معرفت منعم کے نہین ہو سکتا اس سے ثابت ہوا کہ معرفت خدا کی پہلے لازم و واجب ہے
تاکہ اسکا شکر ہم ادا کرین فقط تمت

موعظہ ۴ نماز اور تارک الصلوٰۃ کے بارے مین اور بیان اسکا کہ روح نماز نیت ہے بغیر اسکے نماز نہین ہوتی

حق تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین اس آیہ کریمہ مین
حق تعالی نے تین امرون کا ذکر کیا ہے یعنی نماز کو قایم کرو اور زکوۃ مال دو اور راکعین
کے ساتھ رکوع کرو یعنی نماز بجماعت ادا کرو اور چونکہ زکوۃ کو ہم اپنے رسالہ ارشاد المزکین
مین تفصیل سے لکھ چکے ہین اور وہ شایع بھی ہو گیا ہے لہذا مین دو امرون کا بیان
کرتا ہون پہلے نماز کو سنیے اور موعظہ آیندہ مین انشاء اللہ جماعت کا ذکر ہوگا نماز
کے بارے مین بہت کچھ تاکید وارد ہوئی ہین اسی آیہ شریفہ سے تاکید پائی جاتی ہے
کیونکہ زکوۃ بھی مثل نماز کے واجب ہے مگر چونکہ نماز مین شدت اہتمام منظور تھا تو اسکے
بجالانے کا حکم زکوۃ سے پہلے کیا اور بعد معرفت اصول دینی کے افضل عبادات
و اشرف طاعات اور مقتدا و پیشوا اکل اعمال کا نماز ہے لقمان نے اپنے فرزند کے

نصایح مین کہا ہے کہ اے فرزند جسطرح درخت کا قیام اسکی جڑون سے اور ریشون سے ہے جسقدر جڑین مضبوط ہونگی اُسی قدر درخت بھی مضبوط ہوگا اسی طرح جڑ درخت دین کی نماز ہے جبتک نماز قائم رہیگی تو دین بھی قائم رہیگا من لایحضرہ الفقیہ مین جناب رسالتمآب سے منقول ہے مثل الصلوٰۃ مثل عمود الفسطاط اذا ثبت العمود ثبت الاطناب والاوتاد والغشاء واذا انکسر العمود لم ینفع وتد ولا طنب ولا غشاء نماز کو حضرت نے تشبیہ دی ہے ستون خیمہ سے فرماتے ہین کہ نماز مثل ستون خیمہ کے ہے جبتک ستون خیمہ قایم رہتا ہے تو طنابین اور میخین اور پردہ خیمہ کے سب قائم رہتے ہین اور جب ستون ٹوٹ گیا تو طنابین اور میخین اور پردہ سب بیکار ہوجاتے ہین اُن سے کوئی نفع نہین ہوتا اس کلام بلاغت نظام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دین بمنزلہ خیمہ کے ہے اور باقی اعمال بمنزلہ طنابون اور میخون اور پردون کے ہین اور ستون اس خیمہ دین کا نماز ہے اگر نماز قایم نرہی تو خیمہ گرجاوے گا جب خیمہ دین گرا تو اور اعمال جو بمنزلہ طناب و میخ و پردہ کے ہین وہ بھی بیکار ہونگی اونسے بھی کوئی نفع نہو گا یہی وجہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اول ما یحاسب العبد الصلوٰۃ پہلے جس عمل کا کہ انسان سے سوال کیا جائیگا وہ نماز ہے فاذا قبلت منہ قبل سائر عملہ اگر نماز قبول ہوگئی تو باقی اعمال بھی قبول ہونگے واذا ردت رد سائر عملہ اور اگر نماز مردود ہوئی تو کوئی عمل قبول نہوگا پس اب ہمکو اسکی فکر لازم و واجب ہے کہ اُس طریقہ سے ہم نماز کو ادا کرین جو قابل قبول ہو تاکہ باقی اعمال بھی ہمارے ضایع نہون نہ یہ کہ اصل نماز ہی کو ترک کردین اور قبول وہی نماز ہے جو باآداب و شرائط ادا کیجاوے قیام و قعود و قرأت و تشہد و سلام سب درست ہون اُسی قاعدہ سے ہون جو نبی و امامون نے ہمارے ہمکو تعلیم کیا ہے اب اس مقام مین ایک نکتہ باریک ہے جسکا سُن لینا بھی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ ہر شئے کی ایک صورت ہوتی ہے ایک بدن ایک روح اسمین سب برابر ہین خواہ وہ

اول سوال نماز کا

نماز مین صورت و بدن و روح ہے

اخلاق ہوں خواہ عبادات خواہ اور اعمال سب کی صور و ابدان و ارواح کے بیان میں
طول ہوگا انشاء اللہ اور کسی صحبت میں بیان ہوگا نماز کی صورت و بدن و روح کو سنئے
بدن نماز وہی افعال مخصوصہ نماز مثل قیام وقعود و تشہد و سجود وغیرہ ہیں اور صورت نماز
وہ ہیئت مجموعی اسکی ہے اور روح نماز ولایت علی بن ابیطالب ہے اور جس طرح
کہ بدن بغیر روح کے مردہ و بیکار ہے اسی طرح نماز بھی بغیر ولایت علی بن ابیطالب کے
بمنزلہ بدن مردہ کے ہے کوئی نفع اُس سے حاصل نہ ہوگا اب اسکی وجہ سنئے کہ
ولایت علی بن ابیطالب کیوں روح نماز ہوئی وجہ اسکی یہ ہے کہ بقاء نماز کا حضرت
ہی کی وجہ سے ہوا قیام نماز کا حضرت ہی کی وجہ سے ہو بلکہ قیام کل عبادات کا حضرت
اور حضرت کی اولاد امجاد کے سبب سے ہوا بلکہ کامل نماز انہیں حضرات سے واقع ہوئی
ایسے متحد تھے حضرات نماز و عبادات سے گویا کہ محل حقیقی نماز و عبادات کے یہی حضرات تھے
پس جس طرح کہ بقاء و کمال بدان روح سے ہے اسی طرح بقاء و کمال نماز انہیں
حضرات سے ہوا اسوجہ سے ولایت علی بن ابیطالب روح نماز ہوئی بلکہ جیسا کہ بوجہ
اتحاد روح و بدن کے اطلاق انسان کا روح پر ہوتا ہے اسی طرح چونکہ یہ حضرات
نماز سے متحد ہیں اگر اطلاق نماز کا خود ان حضرات پر کیا جاوے اور کہیں کہ نماز یہی حضرات
ہیں تو ہوسکتا ہے بنا بر اسکے اگر کہا جاوے کہ معانی بطن قرآن میں نزد صلوٰۃ سے
قول حق تعالیٰ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر میں یہی حضرات ہیں تو ہوسکتا
ہے ان حضرات کا منع کرنا فحشاء و منکر سے گویا نماز کا منع کرنا ہے نماز انہیں حضرات
کی زبان سے فحشاء و منکر سے منع کرتی ہے بہرحال عمدہ شرائط قبول نماز سے ولایت علی
بن ابیطالب ہے بغیر اسکے نماز نہیں ہے اور بغیر نماز کے یہ حضرات نہیں یہی مضمون حدیث
میں بھی وارد ہوا ہے تفسیر صافی میں کتاب کافی سے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے
اور صاحب بحار نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے خلاصہ مضمون روایت یہ ہے

کہ سعد خفاف راوی نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ کیا قران بھی کلام کرتا ہے چونکہ حدیث مین وارد
ہوا ہے کہ قران صحرای محشر مین بصورت جوان خوبصورت حاضر ہوگا اور اپنے حامل اور اپنے
پڑھنے والے کی شفاعت کریگا تو اسی کو راوی نے پوچھا کہ یا حضرت کیا قران بھی کلام کرتا ہے
حضرت متبسم ہوے اور فرمایا خدا رحمت اپنی نازل کرے ہمارے ضعفا رشیعہ پر کہ وہ اہل تسلیم
ہین جو کچھ ہم سے سنتے ہین اسکو تسلیم کر لیتے ہین یعنی حقیقت نہین پوچھتے [illegible]
ہین بعد اسکے فرمایا کہ ہان اے سعد قران کلام کرتا ہے اور نماز بھی کلام کرتی ہے نماز ایک شخص
ہے اسکے واسطے صورت بھی ہے اور خلقت بھی ہے امر بھی کرتی ہے اور نہی بھی کرتی ہے سعد
کہتا ہے کہ یہ سنکر رنگ میرا متغیر ہو گیا مین نے کہا کہ یہ تو ایسی بات ہو کہ مین کسی سے لوگ نہین
کہہ نہین سکتا حضرت نے فرمایا کہ کیا لوگ اور بھی ہین بجز ہمارے شیعہ کے اے سعد جسنے نماز کو
نہ پہچانا اُسنے ہمارے حق کا انکار کیا اور ہمکو نہین پہچانا یعنی نماز ہم ہین ہماری وجہ سے نماز قائم
ہے بغیر ہماری ولایت کے نماز ہی نہین ہے پھر فرمایا اے سعد اب مین تجکو کلام قران کا سناؤن
سعد نے کہا ہان یا حضرت خدا آپ پر رحمت نازل کرے حضرت نے فرمایا کہ قران یہ کہتا ہے کہ
ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر یعنے نماز منع کرتی ہے فحشا ومنکر سے
اور ذکر خدا بزرگ تر ہے اور منع کرنا اوسکا یہی کلام کرنا ہے اور فحشا ومنکر سے چند لوگ مراد ہین اور
ذکر خدا ہم لوگ ہین اسی آیت سے حضرت نے کلام قران اور کلام نماز دونون کو ثابت کر دیا اس
آیہ کریمہ کی تفسیر مین لکھا ہے کہ ایک جوان انصاری جناب رسالتمآبؐ کے ساتھ نماز پنجگانہ
پڑھا کرتا تھا اور فسق وفجور بھی کرتا تھا کسی نے حضرت سے اسکا حال بیان کیا حضرت نے فرمایا
کہ نماز اسکو کسی روز ان امور سے منع کر دیگی چند روز نہین گذرے تھے کہ اس جوان نے توبہ
کی اور سب فسق وفجور چھوڑ دیا نماز کی برکت سے امام جعفر صادق فرماتے ہین الصلوۃ حجزۃ
اللہ یعنے نماز کیا ہے راہ خدا پر چلنا ہے اور اس سے تمسک کرنا ہے اسواسطے کہ وہ باز
رکھتی ہے نماز پڑھنے والے کو گناہون سے معویہ بن وہب نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا

کہ کونسا عمل افضل و بہتر ہے جسکی وجہ سے بندہ کو قرب حاصل ہو درگاہ باری سے اور وہ
عمل خدا کو بھی پسند ہو حضرت نے فرمایا ما اعلم شیئا بعد معرفتہ افضل من الصلوٰۃ
یعنے بعد معرفت خدا کے مین کسی عمل کو افضل و بہتر نماز سے نہین سمجھتا جو باعث قرب درگاہ
الٰہی ہو بہر حال جو نماز کہ بشرائط و اداب ادا ہوتی ہے عجب مرتبہ ہے اُسکا حدیث مین وارد
ہے صلوٰۃ فریضۃ خیر من عشرین حجۃ یعنے ایک نماز فریضہ بہتر ہے بیس حج سے
اور حج کا کیا مرتبہ ہے فرماتے ہین وحجۃ خیر من بیت مملو ذھبا یتصدق منہ حتی
یفنی یعنے ایک حج کا ثواب اتنا ہے کہ اگر کوئی مکان سونے سے پر ہو اور اسکو راہ خدا مین
تصدق کرین یہان تک کہ اُس مکان مین کچھ باقی نہ رہے جتنا ثواب اس تصدق کرنے
مین ملے گا اس سے زیادہ ثواب ایک حج کا ہے اور ایسے ایسے بیس حجون کے ثواب سے
ایک نماز فریضہ کا ثواب بڑھا ہوا ہے سبحان اللہ اس سے بڑھکر اور کیا چاہیے شیعیان
اہلبیت سے جب کوئی نماز کے واسطے کھڑا ہوتا ہے تو ملائکہ اسکو احاطہ کر لیتے ہین اسقدر
ملائکہ اسکو گھیر لیتے ہین کہ جسقدر اس نمازگذار کے مخالف دین ہین اور نماز بھی اسکے پیچھے
پڑھتے ہین اور دعا بھی کرتے ہین نمازگذار کے واسطے جبتک وہ نماز سے فارغ ہو بلکہ خود
خداوند عالم نمازگذار سے رکوع و سجود کو دیکھکر فخر و مباہات کرتا ہے اپنے ملائکہ پر کتاب امالی مین
ایک حدیث امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے حضرت موسی نے چند سوالات
درگاہ باری مین کیئے تھے منجملہ ان کے یہ سوال تھا الٰھی فما جزاء من قام یصلی بین یدیک
یعنی پروردگارا کیا جزا ہے اُس شخص کے لیئے جو تیرے سامنے نماز کے واسطے کھڑا ہو خطاب ہوا
یا موسی اباھی بہ ملائکتی راکعا وساجدا وقائما ومن باھیت بہ ملائکتی لم
اعذبہ اے موسی جب مین اس نمازگذار کو رکوع و سجود و قیام کرتے دیکھتا ہون تو
اپنی ملائکہ پر مین اسکی وجہ سے فخر و مباہات کرتا ہون اور جو سبب میری فخر و مباہات کا
ہوگا اسپر مین عذاب نہ کرونگا اور عذاب کا مستحق انسان اسوقت ہوتا ہے جب گنہگار ہو

ثواب نماز

اور نماز موجب دفع عذاب ہے یعنی گناہون کو محو کر دیتی ہے جناب رسالتمآب صلعم فرماتے ہین۔
ما من صلوٰۃ یحضر وقتہا الا نادی ملک بین یدی الناس یعنے جب کسی نماز کا وقت
آتا ہے تو ایک فرشتہ لوگون کے درمیان مین آواز دیتا ہے ایہا الناس قوموا الی نیرانکم
التی اوقدتموہا علی ظہورکم فاطفوہا بصلواتکم یعنی جن آگون کو تمنے اپنی
پشتون پر بھڑکا رکھا ہے اٹھو اور اُن کو بجھاوٴ اپنی نماز سے گناہ کو آگ سے تشبیہہ دی ہے
یعنی جسطرح آگ جلاکر خاکستر کر دیتی ہے کسی مصرف کا نہین رکھتی اسیطرح گناہ آدمی کو
خراب کر دیتا ہے دنیا وعقبیٰ دونون مین خراب ہوتا ہے نعوذ باللہ من ذالک اور نماز بمنزلہ
پانی کے ہے جسطرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور اسکی مضرت سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح
نماز گناہون کو محو کر دیتی ہے اُن کی مضرت سے یعنی عذاب آخرت سے محفوظ رکھتی ہی پس
پانچ وقت نماز پڑھنا بمنزلہ پانچ دفعہ نہانے کے ہے جیسا پانچ دفعہ نہانے سے آدمی
صاف وپاک رہتا ہے بدن مین کثافت باقی نہین رہتی اسیطرح پانچ نمازین کثافات
گناہ کو دہو ڈالتی ہین مگر جبکہ برعایت ارکان وواجبات کے ادا ہو ایسی نماز پاک وپاکیزہ
ونورانی ہوکر عالم بالا کی طرف صعود کرتی ہے اور نماز گذار سے کہتی ہے حفظتنی حفظک
اللہ تونے میری حفاظت کی خدا تیری حفاظت کرے اور جو نماز بلا پابندی ارکان کے
ہوتی ہو وہ تاریک سیاہ ہوتی ہے اور ردکیجاتی ہے کہتی ہے جیسا کہ تونے مجکو ضایع
کیا خدا تجھکو ضایع کرے نماز کا ضایع کرنا دین کی آبرو مٹانا ہی بلکہ دین کو ضایع کرنا
ہے جناب رسالتمآب صلعم فرماتے ہین لکل شئے وجہ ووجہ دینکم الصلوٰۃ ہرشی کی آبرو
ہوتی ہے تمھارے دین کی آبرو نماز ہے اپنے دین کی آبرو کو نہ بگاڑو مصداق اضاعوا الصلوٰت
واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیاً کے نہو یعنی حق تعالی کہتا ہے مذمت مین ان لوگون
کے جنہون نے نماز سے بے اعتنائی کی کہ اُن لوگون نے نماز کو ضایع کر دیا اور اپنے خواہشات
نفسانی کی پیروی کی عنقریب وہ غی مین جھونکے جاوینگے غی سے مراد بنا بر روایت ابن عباس

وہ وادی ہے جہنم مین جسکی حرارت جسکا عذاب جہنم سے بڑھا ہوا ہے جو لوگ کہ تارک الصلوٰۃ ہین اور شہوات نفسانی کے مطیع ہین وہ اُسی وادی مین پھینک دیئے جائینگے تارک الصلوٰۃ کے بارے مین بہت تہدید و عذاب وارد ہوا ہے بعض روایات مین ہے فمن ترک الصلوٰۃ فقد ھدم دینہ جسنے نماز کو ترک کیا اُسنے اپنے آنے کو منہدم کردیا بعض مین ہے من ترک الصلوٰۃ متعمداً لا یرجو ثوابھا ولا یخاف عقابھا فلا ابالی ایموت یھودیا او نصرانیا او مجوسیا یعنے جسنے عمداً نماز کو ترک کیا نہ امید اُسکی ثواب کی رکھتا ہے اور نہ اُسکے عذاب سے ڈرتا ہے حضرت پیغمبر خداصلعم فرماتے ہین کہ کوئی پروا مجھکو اُسکی نہوگی خواہ وہ یھودی مرے یا نصرانی یا مجوسی یعنے مین اسکی شفاعت نہ کرونگا جس فرقہ کا عذاب اُسپر ہو بعض روایات مین ہے کہ بروز قیامت جہنم سے ایک عقرب نکلیگا اور پوچھیگا کہان ہین وہ لوگ جنہون نے خدا و رسول کے ساتھ محاربہ کیا تھا جبرئیل اُس سے پوچھینگے کسکو ڈھونڈھتا ہے وہ کہیگا پانچ شخصون کو تارک الصلوٰۃ مانع زکوٰۃ و سودخوار و شراب خوار اور جو لوگ کہ مسجد مین دنیا کی باتین کرتے تھے یعنے باوجودیکہ مسجد مین تھے اور نماز سے سروکار نہین رکھتے تھے تارک الصلوٰۃ سے مراد وہ شخص ہے جو باوجود ادعاء اسلام منکر نماز ہو نماز کو حقیر سمجھے اور یہ ظاہر ہے کہ فارق بین الکفر والاسلام نماز ہے جب نماز ہی سے انکار کیا تو کافر ہوگیا شیطان سے بدتر کیونکہ شیطان نے تو سجدہ آدم سے انکار کیا تھا اور یہ خدا کے سجدہ سے انکار کرتا ہے کسی نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ زانی کو تو کافر نہین جانتے اور تارک الصلوٰۃ کو کافر جانتے ہین حضرت نے فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ زانی اور مثل اوسکے بوجہ خواہش ولذت نفس کے مرتکب اس فعل شنیع کا ہوتا ہے اور نماز کو عمداً ترک کرنے مین کوئی لذت حاصل نہین ہوتی سبب اُسکا خفیف جاننا نماز کا ہے اور استخفاف نماز کفر ہے۔ فقط

تمت

عذاب تارک الصلوٰۃ

تارک الصلوٰۃ بدتر شیطان ہے

موعظہ ۵ نماز جماعت اور وجوہ عقلی جماعت اور تماشے جبر بیل اور طریقہ جماعت اور فضیلت جمعہ مین

حق تعالیٰ فرماتا ہے واركعوا مع الراكعين یعنے رکوع کرو رکوع کرنے والون کے ساتھ یعنی نماز کو بجماعت ادا کرو نماز جماعت کے بارے مین بہت کچھ تاکید وارد ہوئی ہے اور بہت بڑی فضیلت اور بہت بڑا مرتبہ ہے اسکا خدا کے نزدیک فوائد دنیوی واخروی دونون اس سے حاصل ہوتے ہین کیونکہ مومنین جب روزمرہ باہم پانچوقت ملاقات کرینگے جماعت کی وجہ سے اول تو اس سے یہ معلوم ہوگا کہ اس قریہ یا شہر مین یا محلہ مین اسقدر برادران ایمانی ہمارے ہین اس سے بھی دل مین تقویت پیدا ہوتی ہے اور بھی روزمرہ باہم ملاقات کرنے سے شناسائی بڑھجاتی ہے موانست پیدا ہوجاتے ہین ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوجاتا ہے وقتاً فوقتاً بروقت ضرورت کے ایک دوسرے کا معین ہوجاتا ہے اور اصلاح نفس بھی ہوتی ہے ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب امالی مین اصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرؑ فرمایا کرتے تھے جو مسجد مین نماز کے واسطے جاتا ہے کوئی امر اسکو حاصل ہوتا ہے آٹھ امر مین سے یا تو کسی مومن سے برادری پیدا ہوجاتی ہے جو اسکا دوست محض اللہ ہوجاتا ہے یا ایسا علم وطریقہ اسکو معلوم ہوجاتا ہے کہ نہایت سرور ہوتا ہے یا کوئی آیۃ واضح الدلالۃ ایسی سنتا ہو کہ جس سے وہ خود اور اسکی امثال واقران اکثر لوگ منتفع ہوتے ہین یا ایسی رحمت خدا سے وہ فیضیاب ہوتا ہے کہ جسکے حصول کا اسکو انتظار رہتا ہے یا ایسا کلمہ سنتا ہے جو اسکو ہلاکت وگمراہی سے باز رکھتا ہے یا ایسا کلمہ سنتا ہے جو اسکا رہنما وہادی ہوجاتا ہے یا گناہ کو ترک کردیتا ہے خوف خدا و شرم وحیا سے لوگون کی اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جب ایک مجمع ہوگا تو اسمین ہر طرح کے آدمی ہون گے نیک اطوار بھی ہون گے بداطوار بھی ہون گے ناقص بھی ہون گے کامل بھی ہون گے عالم بھی ہونگے جاہل بھی ہون گے الاشیاء تعرف باضدادہا

ہر شئے اپنی ضد سے خوب پہچانی جاتی ہے روشنی کی قدر تاریکی سے ہوتی ہے صحت کی قدر مرض سے ہوتی ہے اتحاد و اتفاق کی قدر نفاق و تفرقہ سے معلوم ہوتی ہے اسی طرح اپنے عیوب خود نہین معلوم ہوتے ہین جب جماعت مین روزمرہ شریک ہون گے اور لوگون کے اوصاف دیکھین گے مثلاً بے ادب با ادب کو دیکھے گا بداخلاق و بے مروت خلیق کو با مروت کو دیکھے گا جاہل عالم کو دیکھے گا بد اطوار نیک اطوار کو دیکھے گا بد مزاج خوش مزاج کو دیکھے گا بے کار باکار کو کاہل دست مستعد و آمادہ کو دیکھے گا اسی طرح جو عیب جسمین ہوگا وہ اپنی مقابل کے صاحب صفت کو دیکھے گا تو اسکو اپنا عیب خوب معلوم ہوگا اور اپنے نقصان و برائی کی طرف متوجہ ہوکر نقصانات کو دفع کرے گا کسب کمال کرے گا شائستگی پیدا ہوجاویگی دنیا و عقبیٰ دونون کے کام درست ہوجاوین گے اور نیک نام بھی رہیگا اور بھی قبول دعا مین اجتماع مومنین کو بڑا دخل ہے حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جب چالیس مومن جمع ہوکر دعا کرتے ہین تو دعا قبول ہوتی ہے جب مجمع کثیر ملکر دعا کرے گا تو کیونکر قبول نہ ہوگی کیونکہ دعا مین صاحب معرفت رقیق القلب خضوع و خشوع و حضور قلب او باقی اداب وصفات کا ہونا چاہیئے اور یہ کل صفات ایک شخص مین پایا جانا دشوار ہے اور جب اجتماع مومنین ہوگا تو بعض صاحب معرفت ہون گے بعض رقیق القلب ہون گے بعض مین خضوع و خشوع ہوگا بعض مین تضرع و زاری بعض مین حضور قلب بعض مین اور باقی صفات ہون گے جب یہ سب متفق ہوکر دعا کرینگے تو گویا دعا جامع تمام اپنی اداب وصفات کی ہوئی پس عجب اثر اس دعا کا ہوگا اور بھی ہر صاحب فہم جانتا ہے کہ غرض نماز پڑہنے سے فرمان الٰہی کا بجا لانا اور طلب مغفرت کرنا خدا سے ہے اور جب ایک جماعت متفق ہوکر کسی کریم و سخی کے دروازہ پر جاوے اور سب ہم زبان ہوکر اس کریم سے اپنی حاجت طلب کرین اگرچہ ہر شخص علیحدہ علیحدہ اس جماعت کا بقدر اور قابل توجہ و التفات نہ ہو تو اس کریم سے جو قادر ہے حاجت روائی جماعت پر

فائدہ فوائد نماز جماعت

فائدہ اجتماع مومنین موجب قبول دعا ہے

اور عطا و بخشش و فضل و احسان اسکا تمام عالم کو احاطہ کئے ہو نہایت بعید ہے اُس سے
کہ ایسی بے مروتی کرے کہ تمام گروہ کو بے نیل مقصد نا امید اپنے دروازہ سے پھیر دے
جب کسی بزرگ کریم کی خدمت میں چند ہدیہ و تحفہ پیش کئے جاتے ہین اور اُن مین سے
بعض حقیر و لائق قبول نہین ہوتے مگر اور ہدیون کے ساتھ جو قابل قبول ہین وہ ہدیہ ناچیز
حقیر بھی قبول ہو جاتے ہین یہ کریم کی شان سے نہین ہے اور نہ سنا ہوگا آپ نے کہ عمدہ
عمدہ ہدیہ و تحفہ تو لے لئے جاوین اور حقیر و ناچیز پھیر دیئے جاوین اسی طرح ہماری
نمازین اور اعمال ناقص اگرچہ قابل قبول نہین لائق اسکے ہین کہ مردود ہوکر ہمارے سر پر
مارے جاوین مگر جو کامل مقبول و بے عیب نماز و اعمال و نمازون کے ساتھ جماعت مین ہماری
نماز ناقص بھی [illegible] امید ہے کہ قبول ہو جاوے پھیری نجاوے جیسا
کھوٹا روپیہ بہت سے کھرے روپیون مین چل جاتا ہے اور لینے والا مضایقہ نہین کرتا اسی
طرح اگر کھوٹی نماز ہماری کھری نمازوں کے ساتھ بازار قیامت مین چل جاوے تو کوئی
عجب کی بات نہین ہے اسیطرح اکثر چیزین علیحدہ علیحدہ ناقص ہوتی ہین اور مجموعہ
اسکا کامل ہو جاتا ہے اگر نماز ناقص ہماری مجموع نمازون کے ساتھ ملکر کامل ہو جاوے
تو ممکن ہے بہرحال اجتماع مومنین کو حصول مطلب مین بڑا دخل ہے اسی وجہ سے
شریعت مین بہت بڑی تاکید وارد ہوئی ہے نماز جماعت کے بارہ مین حضرت رسالتمآب
کے زمانہ مین کچھ لوگ جماعت مین نہین آتے تھے حضرت نے انسے فرمایا لیحضرن
المسجد او لاحرقن علیکم منازلکم یعنی مسجد مین ضرور حاضر ہو ورنہ تمہارے
مکانات کو مین جلادونگا جس حال مین کہ تم اونھین مکانات مین ہوگے بعض روایات
مین وارد ہوا ہے لاصلوۃ لمن لایشہد الصلوۃ من جیران المسجد الا مریض او مشغول یعنے
جو لوگ کہ قرب و جوار مسجد مین رہتے ہین اور نماز جماعت مین حاضر نہین ہوتے تو تنہا
مکانمین جو وہ نماز پڑھتے ہین وہ نماز ہی نہین ہے مگر یہ کہ مریض ہون یا کسی امر مین

عقاب تارک جماعت

مشغول ہوں من لا یحضرہ الفقیہ اور تہذیب الاحکام میں یون وارد ہوا ہے کہ ایک روز جناب
رسالتمآب نماز صبح سے فارغ ہوئے اور متوجہ اپنے اصحاب کی جانب ہوئے اور چند
لوگوں کا نام لیکر فرمایا کہ وہ لوگ نماز میں حاضر ہوتے تھے اصحاب نے عرض کیا نہیں
فرمایا کیا وہ لوگ یہان نہیں ہیں کہ انکو نہ دیکھا ہو صحابہ نے کہا نہیں فرمایا اما انه لیس
من صلوة اشد على المنافقين من هذه الصلوة والعشاء یعنے آگاہ ہو کہ کوئی
نماز منافقین پر سخت و دشوار نہیں ہے اس نماز یعنے نماز صبح و نماز عشا سے ولو یعلموا
ای فضل فیهما اگر وہ لوگ جانتے کہ کسقدر فضیلت ہے ان دو نماز ون میں
لاتوهما ولو حبوا تو ان سے اگر چلا نجاتا تو بیٹھ کر زمین گھسکر ان نماز ون میں حاضر ہوتے
اس روایت سے نماز صبح و عشا کو جماعت سے ادا کرنے میں زیادہ تاکید پائی جاتی ہے
فضائل نماز جماعت کے بہت ہیں جناب رسالتمآب فرماتے ہیں فضل الجماعة
علی صلوة الرجل فردا خمس وعشرون درجة فی الجنة یعنے فضیلت نماز
جماعت کے نماز تنہا پر پچیس درجہ ہے بہشت میں بعض روایت میں ستائیس درجہ
وارد ہوا ہے یہ فضیلت اسوقت میں ہے جب غیر عالم کے ساتھ جماعت ہو اور
اگر عالم کے ساتھ ہو تو ایک نماز کا ثواب ہزار نماز ون کا ملتا ہے اگر غیر مسجد میں ہو
اور اگر مسجد میں واقع ہو تو اس سے بھی زیادہ ہے انشاء اللہ فضائل مساجد میں
بیان ہوگا مسجد کوفہ وہ مقام متبرک ہے جہان ہزار پیغمبر اور ہزار وصی پیغمبر نے نماز
پڑھی ہے اور ایک نماز مسجد کوفہ میں برابر ہزار نماز ون کے ہے محمد بن عمار نے امام
رضا سے پوچھا بھیجا کہ ایک شخص نماز واجبی تنہا مسجد کوفہ میں پڑھتا ہے آیا یہ افضل
ہے یا دوسرے مقام میں نماز جماعت سے پڑھنا بہتر ہے حضرت نے فرمایا کہ نماز
جماعت افضل ہے نماز مسجد کوفہ سے دوسری روایت میں پیغمبر خدا فرماتے ہیں صفوف
امتی کصفوف الملائکة فی السماء صفین میری امت کی جماعت من مثل

فضائل نماز جماعت

صفوف ملائکہ آسمان کے ہین مرتبہ و بزرگی مین بلکہ حقتعالی کے نزدیک ہر رکعت اسکی زیادہ
محبوب ہے چالیس برس کی عبادت سے ایک تکبیر کے بارہ مین وارد ہوا ہے التکبیرۃ
الاولی مع الامام خیر من الدنیا وما فیھا ایک تکبیر امام کے ساتھ بہتر ہے دنیا

ف تمنا کرنا جبرئیل کا واسطے نماز کے

وما فیہا سے حضرت جبرئیل جو ملائکہ مقربین سے ہین انہون نے تمنا کی ہے کہ کاشکہ مین
بنی آدم سے ہوتا اور نماز جماعت مجکو نصیب ہوتی کتاب اثنا عشریہ مین باب سباعیات
مین جناب رسالتمآب صلعم سے نقل کیا ہے بروایت عامہ کہ حضرت نے امیر المومنین سے
فرمایا یا علی تمنی جبرئیل ان یکون من بنی آدم لسبع خصال اے علی جبرئیل نے
تمنا کی ہے بنی آدم سے ہونیکی سات خصلتون کیوجہ سے ایک نماز جماعت دوسری
صحبت علماء تیسرے صلح کرانا درمیان دو شخصون کے چوتھے اکرام کرنا یتیم کا پانچوین عیادت

ف فضیلت روز جمعہ

مریض کی چھٹے مشایعت کرنا جنازہ کی ساتوین پانی پلانا حج مین اے علی حریص رہو تم ان خصلتون
کے کل جمعہ ہے ابن بابویہ امالی مین لکھتے ہین کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جو قدم کہ جمعہ کیطرف
جاتا ہے حق تعالی اسکے جسم کو آتش جہنم پر حرام کرتا ہے اور جو کہ ان کے ساتھ صف اول مین
نماز پڑھتا ہے پس گویا کہ اوسنے صف اول مین رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی اور امام محمد باقر
سے منقول ہے کہ جب حق تعالی بروز قیامت اپنے بندون کو محشور کریگا تو ایام ہفتہ بھی معہ اپنی
ہیئت اور نامون کے مبعوث ہون گے ان سب کے آگے روز جمعہ ہوگا اس طور سے کہ اس
سے ایک نور ساطع ہوگا مثل عروس ذات وقار کے اور اس کے تابع مین باقی ایام ہفتہ کے
ہون گے اور روز جمعہ گواہی دیگا اور حفاظت کریگا اس شخص کی جو جمعہ کیطرف سرعت کرتا تھا
دنیا مین اور مومنین جنت مین داخل ہون گے بقدر اپنی سبقت کے جمعہ کی طرف یعنے
جیسے سبقت انہون نے جمعہ کے جانے مین کی ہوگی اسی سبقت سے وہ جنت مین داخل

ف طریقہ نماز جماعت

ہون گے چونکہ نماز جماعت کا ذکر ہے تو اسکا مختصر طریقہ بھی سن لیجیے امام اگر نماز اخفاتی
پڑھتا ہے مثل ظہر و عصر کے تو ماموم کی نماز اخفاتی ہو یا جہری اسکو دو رکعت اول مین

حمد و سورہ نہ پڑھنا چاہیے ہان مستحب ہے لا الہ الا اللہ و سبحان اللہ و صلوات
اور باقی اذکار پڑہے اور اگر نماز امام کی جہری ہے مثل صبح و مغرب ہین کے اور یا موم
کی نماز جہری ہو یا اخفاتی دونون صورتون مین ماموم کو چاہیے کہ دو رکعت اول مین
چپکا کھڑا رہے اور قرأت امام یا ہمہمہ اسکا سُنے مراد ہمہمہ سے فقط آواز امام کا سننا ہے
جس سے امتیاز حروف نہ سنائی دے اور اگر قرائت یا ہمہمہ امام کا بوجہ بعید کے یا اور
کسی مانع کے نہ سنائی دے تو سنت ہے ماموم کو قرائت کرنا اور جائز ہے کہ مشغول ذکر
تسبیح و تحمید و صلوات مین ہو اور آخری دو رکعت مین ماموم کو اختیار ہے چاہے حمد
پڑہے چاہے تسبیحات مگر نماز جماعت مین چند شرائط ہین اونسے واقف رہنا ضرور
ہے بعض شرائط امام میں ہین بعض ماموم مین بغیر اُن کے نماز صحیح نہین اول امام کو
چاہیے کہ بالغ ہو نابالغ اطفال کی امامت کرسکتا ہے دوسرے امام عاقل ہو
مجنون کی اقتدا جائز نہین ہے بلکہ بعض نے سفیہ کی اقتدا کو بھی منع کیا ہے تیسرے
امام حرام زادہ نہ ہو اگر معلوم ہو کہ حرام زادہ ہے تو اسکی اقتدا جائز نہین ہے اور اگر معلوم
نہ ہو کہ حرام زادہ ہے یا حلال زادہ تو اوسکی اقتدا جائز ہے اگرچہ باپ اسکا معلوم نہ ہو
چوتھے امام مومن اثنا عشری ہو کافر و مخالف و غیر اثنا عشری کی اقتدا جائز نہین ہے
پانچوین امام عادل ہو فاسق کی اقتدا جائز نہین اور مراد عادل سے وہ شخص ہے جو ظاہر
و پوشیدہ خدا سے خائف رہے اور واجبات کو بجا لاوے اور محرمات سے اجتناب
کرے اور جو امور آدمیت و انسانیت کے خلاف ہین نہ کرے اور اعمال مین ریا و سمعہ کو
دخل نہ دے اور ظن ہو جانا عدالت کا کافی ہے علم کی ضرورت نہین ہے چھٹے امام
ایک ہو متعدد اشخاص کی اقتدا ایک وقت مین ایک نماز جائز نہین ہے ساتوین
امام معین ہو اشارہ یا نام یا صفت سے اگر امام کو نام یا صفت یا اشارہ سے معین کیا
اور بعد خلاف ظاہر ہوا تو نماز باطل ہوگی آٹھوین امام استادہ نماز پڑھے اگرچہ ماموم بیٹھا ہو

امام نشستہ ماموم ایستادہ کی امامت نہین کرسکتا تو ہین امام قرأت حمد و سورہ کے
صحیح پڑھ سکتا ہو اگر اسطور سے پڑھے کہ اُسکے حروف مین امتیاز نہ ہو تو اسکی اقتدا
درست نہ ہوگی دسوین جائے قیام امام بلند جائے قیام ماموم سے اسقدر نہ ہو کہ بحسب
متعارف قدم نہ مار سکین احوط یہ ہے کہ ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ ہو ہان اگر جائے
قیام ماموم بلند ہو تو مضائقہ نہین ہے مگر اسقدر بلند نہ ہو کہ صورت اقتدا کی باقی نہ رہے
مثل اسکے کہ ماموم مینار بلند مسجد پر ہو اور امام مسجد مین ہو ان شرائط کی رعایت امام مین
چاہیئے اور جن امور کی رعایت ماموم مین ضرور ہے کہ وہ بھی آٹھ امر ہین اول ماموم امام
پر مقدم نہ ہو اور جائز ہے کہ برابر ہو اور برابری و تقدم مین اعتبار پاشنہ پا کی امام و ماموم کا
ہے اگر دونون ایڑیان امام کی مقدم ہون ماموم کی ایڑیون سے تو امام مقدم سمجھا جائیگا
اور اگر برابر ہون تو مساوات ہوگی دوسرے ماموم امام کو دیکھ سکے یا اور ماموین کو اگرچہ
بعض حال نماز مین دیکھے اور عورتین مرد کی اقتدا کر سکتی ہین اگرچہ حائل ہو پردہ یا دیوار
تیسرے اگر ماموم مرد یا خنثی مشکل ہو تو امام مرد ہو اور عورت و خنثی مشکل سوائے عورت
کے مرد کی امامت نہین کرسکتا چوتھے ماموم قریب امام کے ہو یا اور ماموین کے قریب
ہو اسطور سے کہ عرف مین کہین کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے پس اگر ماموم دور ہو امام یا
اور ماموین سے تو اقتدا باطل ہوگی پانچوین ماموم تکبیرۃ الاحرام بعد امام کے کہے اگر
قبل کہے گا یا دونون برابر تکبیر سے فارغ ہون تو اقتدا باطل ہوگی چھٹے اقتدا نماز واجب
مین درست ہے یومیہ ہو ادا یا قضا یا غیر یومیہ مثل نماز آیات و طواف کے اور نماز
سنتی مین جماعت جائز نہین ہے مگر چند مقامات مین مثل نماز استسقا و نماز عیدین
جب شرائط وجوب کے نپائے جائین اور جو نماز دوبارہ بجماعت پڑھی جائے اور نماز
روز عید غدیر بنا بر بعض علماء کے ساتوین نماز ماموم و امام کے صورت و ہیئت مین ایک
ہو اگرچہ عدد رکعات مین مختلف ہون پس نماز صبح کی اقتدا ساتھ نماز ظہر کے کرسکتے ہین

یا عکس اسکے یان اقتدا نماز یومیہ مثل نماز صبح کے ساتھ نماز آیات و عیدین و جنازہ کی
نہین کرسکتے آٹھوین ماموم نیت اقتدا کی کرے اگر قصد جماعت کا نکریگا تو نماز فرادی ہوگی
اور احکام جماعت کے مثل سقوط حمد و سورہ و متابعت امام اوسپر جاری نہونگے تو ین
صورت اقتدا کی باقی رکھے یعنی غالب افعال مین امام کا تابع رہے اگر ایک یا دو رکن و
فعل مین مخالفت ہوجاوے تو مضائقہ نہین ہے خصوصًا بضرورت یا بہ نسیان دسوین
ریا سے اقتدا نکرے ورنہ نماز باطل ہوگی فقط تمت

موعظہ ۶ - بیان فضیلت مساجد و نماز و تصدق اور قصہ مسجد ضرار کا اور جواب اُس شبہہ کا جو نماز کے افضل اعمال ہونے پر وارد ہوتا ہے

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نصایح ابوذر مین فرماتے ہین یا اباذر طوبی
لاصحاب الالویۃ یوم القیمۃ یحملونہا فیسبقون الناس یعنے اے ابوذر
خوشا بحال ان لوگون کے جو صاحبان لوا و علم ہونگے بروز قیامت اور اُٹھاوینگے
ان علمون کو پس سبقت لیجاوینگے لوگون پر وہ صاحبان لوا کون لوگ ہونگے
حضرت آگاہ کرتے ہین ابوذر کو فرماتے ہین الا وھم السابقون الی المساجد بالاسحار
یعنے آگاہ ہو اے ابوذر وہ صاحبان علم و لوا وہ لوگ ہونگے جو دار دنیا مین مساجد
کی طرف جانے مین سبقت کرتے ہین اوقات سحر وغیر اوقات سحر مین مساجد کا مرتبہ
خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے حدیث قدسی مین حق تعالی فرماتا ہے الا ان بیوتی فی
الارض المساجد یعنے آگاہ ہو تحقیق کہ مکان میری زمین مین مساجد ہین خوشا بحال اُس
شخص کے جو میرے گھر مین طہارت کرکے آوے اور میرے گھر مین میری زیارت کرے
اور مزور یعنی جسکی زیارت کرتے ہین اسکو اکرام زیارت کنندہ کا لازم ہے بشارت دو اون

فضیلت نماز سے حبین

اُن لوگون کو جو تاریکی شب مین مسجد دن مین آتی ہین بروز قیامت اُنسے ایک نور ساطع
ہوگا دوسری روایت مین ہے جو کہ با طہارت مسجد مین آوے تو خدا اسکو گناہون سے
پاک کرتا ہے اور اپنے زائرون مین شمار کرتا ہے اور مساجد کو خانہ خدا اسوجہ سے کہا ہے
کہ وہ محل نزول رحمت و فیوض الٰہی ہین زیادہ بہ نسبت اور مکانات کے اور یہ قاعدہ ہے
جب کوئی کسی سے طالب احسان ہوتا ہے تو اوس کے مکان پر جاتا ہے پس جو شخص
طالب احسان و رحمت و فیوض الٰہی کا ہو وہ مساجد مین جاوے اور چونکہ مساجد کو
خدا نے اپنا مکان کہا ہے تو اسکی عظمت و بزرگی کرنا چاہیئے اُسمین بے احتیاطی نکرے
صاف و پاک رکھے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین جو کہ مسجد مین
جھاڑو دے اسکو ثواب ایک بندہ آزاد کرنیکا ملتا ہے اور جو کہ کوڑا مسجد کا بہت قلیل
بھی نکالے اتنا کم جتنی دو آنکھ مین پڑتی ہے اسکو حق تعالیٰ دو حصہ عظیم اپنی رحمت کی
کرامت فرماتا ہے دوسری حدیث مین ہے جو کہ بروز پنجشنبہ اور شب جمعہ مسجد مین
جھاڑو دوے اور بقدر رد ار چشم کے کوڑا نکالے تو خدا اُسکے گناہون کو بخشدیتا
ہے مساجد کا احترام کرنا چاہیئے معاملات دنیوی خرید و فروخت غل مچانا دیوانون بچون
کو آنے دینا نہ چاہیئے اور جناب رسالتمآب فرماتے ہین جو کہ مسجد مین چراغ جلاوے
تو برابر ملائکہ حاملان عرش اُسکے واسطے استغفار کرتے رہتے ہین جبتک روشنی چراغ
کی مسجد مین رہتی ہے اور جو کہ مثل آشیانہ قطا کے مسجد بناوے یعنی بہت چھوٹی مسجد
بناوے تو حق تعالیٰ جنت مین اُسکی واسطے ایک مکان بناتا ہے مگر چونکہ مدار عمل کا نیت
پر ہے الاعمال بالنیات مقصود مسجد بنانے سے تقرب بخدا ہو اغراض فاسدہ
دنیویہ سے بری ہو ورنہ ثواب کے بدلے عذاب ہوگا جیساکہ مسجد ضرار ابو عامر راہب
نے بنوائی تھی یہ وہ شخص ہے جو ایام جاہلیت مین رہبانیت مین رہا پلاس پہنتا تھا
جب حضرت نے طرف مدینہ کے ہجرت کی تو کفار کو تحریص و ترغیب کرتا تھا اور در غلاتا

فضیلت جھاڑو دینے اور چراغ جلانیکی مساجد مین

قصہ مسجد ضرار

تھا کہ حضرت سے لڑین اور انواع واقسام کے اذیتین حضرت کو پہونچاتا تھا
بعد فتح مکہ کے جب اسلام کو قوت ہوئی تو طائف کی جانب بھاگا جب اہل طائف
بھی مسلمان ہوگئے تو یہ شام کو بھاگا وہان نصرانی ہوگیا اسنے منافقین مدینہ سے
کہلا بھیجا تھا کہ بادشاہ روم سے مین جا کر مدد لاتا ہون تم ایک مسجد بناؤ وہان جمعیت
کیا کرو مین آن کر محمد کو مدینہ سے نکال دونگا وہ منافق حضرت کے پاس آئے اور
کہا کہ ہمارے بیمار اور بڈھے خصوصاً شب ہائے بارش مین آپ کی مسجد قبا مین نہین
آسکتے ہمکو اجازت ہو کہ ہم مسجد بنا دین حضرت نے اجازت دی انھون نے مسجد قبا کی
پہلو مین مسجد بنائی اور غرض اونکی یہ تھی کہ مسلمانون کو حضرت کو نقصان پہونچا دین جب
مسجد بنا چکے تو حضرت کی خدمت مین آئے اور درخواست کی آپ نماز پڑھا دین کہ باعث
برکت ہوگا حضرت اسوقت مین جنگ تبوک کو جانے والے تھے بہر حال حضرت نے
اپنی دراز گوش کو جسکا نام یعفور تھا طلب فرمایا سوار ہوئے اب وہ یعفور مسجد کیطرف
قدم نہین بڑہاتا ہر چند اسکو ہکاتے ہین مگر کسی طرح مسجد کی جانب قدم نہین اٹھاتا
اور جب دوسری طرف ہکاتے ہین تو خوب دوڑتا ہے منافقین کہنے لگے کہ شاید
یہ اس راہ سے خوف کھا گیا ہے حضرت نے فرمایا اچھا گھوڑا ہمارا لاؤ جب گھوڑا
آیا وہ بھی مسجد کی طرف نہ چلا اور دوسری جانب چلتا تھا پھر منافقین نے کہا کہ یہ گھوڑا
بھی شاید ڈر گیا ہے اسطرف سے اب حضرت مع اپنے اصحاب کے پیادہ پا چلے
ہر چند کوشش کرتے ہین قدم حضرت کا مسجد کی جانب نہین اوٹھتا اور جب دوسری
طرف چلنا چاہتے ہین تو بخوبی چلتے ہین یہ حالت دیکھکر حضرت نے فرمایا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ امر خدا کے ناپسند ہے اب تو مین آمادہ سفر ہون بروقت مراجعت کے موافق
رضائے الٰہی کے عمل کرونگا پس جب حضرت جنگ تبوک سے واپس آئے پھر منافقین
کا ارادہ حضرت سے درخواست کرنے کا تھا تو حق تعالی نے یہ آیہ نازل فرمایا دس

مسجد کے بارے مین اور کفر ابوعامر کا ظاہر کردیا فرماتا ہے والذین اتخذوا مسجدا
ضرارا وکفرا وتفریقا بین المومنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من
قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکاذبون یعنے
وہ لوگ جنہون نے مسجد بنائی بغرض ایذا رسانی مسلمانون صاحبان مسجد قبا کی و
کفرا وتفریقا بین المومنین اور واسطے تفرقہ ڈالنے درمیان مومنین کے تاکہ وہ پراگندہ
ہوجاوین رسول اللہ سے وارصادا لمن حارب اللہ اور واسطے انتظار اس
شخص کے جسنے محاربہ کیا خدا و رسول سے قبل مین یعنے ابوعامر ولیحلفن ان
اردنا الا الحسنی اور ہر آئینہ قسم کھاتے ہین کہ ہمارا ارادہ مسجد بنانے سے بجز
نیکی یعنے نماز و ذکر خدا و توسعہ مصلین کے اور کچھ نہین ہے واللہ یشہد انہم
لکاذبون اور خدا گواہی دیتا ہے کہ ضرور یہ لوگ جھوٹے ہین خدا نے اپنے پیغمبر کو
منع کیا وہان نماز پڑھنے سے فرمایا لا تقم فیہ ابدا یعنے کبھی تم اسمین نماز نہ
پڑھنا بہر حال جب حضرت داخل مدینہ منورہ ہوے حکم دیا کہ جو منافقین مکارون نے
مسجد بنوائی ہے اسکو کھدوا ڈالو اور جلا دو اور اس مقام کو مزبلہ قرار دیا تاکہ کوڑا و نجاسات
وغیرہ وہان پڑا کرے اور ابوعامر کا انجام یہ ہوا کہ قولنج وفالج و برص ولقوہ مین مبتلا ہوا اور
چالیس روز تک شدت عذاب مین مبتلا رہا بعد اسکے واصل جہنم ہوا بادشاہ روم تک
پہونچنے بھی نہ پایا اس قصہ سے یہ ظاہر ہوا کہ جس فعل کی غرض و غایت اچھی نہ ہو اگرچہ بنیکی
سے واقع ہو تو اسکا کچھ ثواب نہین ہوتا بلکہ موجب عذاب ہوتا ہے جیسا کہ انجام ابوعامر
کا سنا آپ نے بہر حال مساجد مین نماز واجب پڑھنے کی تاکید زیادہ ہے بخلاف سنت کے
اسکا گھر مین پڑھنا بہتر ہے عمل سنت مثل نوافل و تصدق سنت کا مخفی عمل مین لانا بہتر ہے
تاکہ شائبہ ریا سے بری ہو مستحبات مین احتمال ریا کا رہتا ہے بخلاف واجب کے مثل
نماز واجب و زکوۃ واجب کے چونکہ انکا ادا کرنا لازم ہے ہر شخص پر اسکے ادا کرنے مین

ریا کا احتمال نہین ہے تو اُن کو علانیہ بجالانے کا حکم ہے حضرت امیر علیہ السلام فرماتے
ہین جو کہ ہمسایہ مسجد مین ہو اسکی نماز قبول نہین ہے جبتک کہ مسجد مین نماز واجب
کے واسطے حاضر نہ ہو اگر کوئی ضرورت نہ ہو اور صحیح و سالم بھی ہو منقول ہے کہ جو مسجد مین
جاتا ہے اور جس مقام پر تر و خشک سے اوسکا قدم پڑتا ہے وہ مقام زمین ہفتم
تک اسکی واسطے تسبیح خدا کرتے ہین جب مسجد مین آگیا اور نماز پڑہی اگر وہ مسجد جامع
بزرگ شہر ہے تو ایک نماز برابر سو نمازون کے ہے اور اگر وہ مسجد قبیلہ و محلہ ہے
تو ایک نماز پچیس نمازون کے برابر ہے اور اگر وہ مسجد بازار ہے تو ایک نماز برابر بارہ
نمازون کے ہے اور اگر بیت المقدس مین نماز پڑہی تو ایک نماز برابر ہزار نمازون کے
ہے اور اگر مسجد الحرام مین نماز پڑہی تو ایک نماز برابر لاکھ نمازون کے ہے اور اگر مسجد
پیغمبر خدا مدینہ مین نماز پڑہے تو ایک نماز برابر دس ہزار نمازون کے ہے اور اگر مسجد
کوفہ مین نماز پڑہی تو ایک نماز برابر ہزار نمازون کے ہے اتنے ثواب ہین مسجد مین
نماز پڑھنے کی اگر گھر مین پڑہے گا تو وہی ایک نماز محسوب ہوگی اس سے بڑھکر سنئے
اگر ایسی نماز کو جماعت سے پڑہے گا تو مسجد کوفہ کے نماز سے بڑہکر ثواب ملیگا اور جماعت بہتر
ہوگی نماز مسجد کوفہ سے بلکہ وارد ہوا ہے کہ نماز جماعت عالم کے ساتھ پڑہنے مین ایک نماز
برابر ہزار نمازون کے ہے اور غیر عالم کے ساتھ پڑہنے مین ایک نماز برابر پچیس یا ستائیس
نمازون کے ہے اسقدر ثواب مطلق جماعت مین ہے اگر مسجد مین جماعت نہ ہو اور
اور اگر مسجد مین جماعت ہوئی اور عالم کے ساتھ ہوئی اور مسجد جامع مین ہوئی تو ایک نماز
برابر لاکھ نمازون کے ہوگی اور اگر غیر عالم کے ساتھ ہوئی تو پچیس یا ستائیس سو
نمازون کے برابر ہوگی اور اگر مسجد قبیلہ یا محلہ ہے وہان عالم کے ساتھ جماعت ہو تو
ایک نماز برابر پچیس ہزار نمازون کے ہے اور غیر عالم کے ساتھ ایک نماز برابر چھ سو
پچیس یا پچہتر کے ہوگی اور اگر مسجد بازار ہے اور عالم کے ساتھ جماعت ہے تو ایک

نماز برابر بارہ ہزار نمازون کے ہے اور غیر عالم کے ساتھ ایک نماز برابر تین سو پانچ
چوبیس نمازون کے برابر ہے اس سے بڑھ کر سنیئے کیا وسعت رحمت ہے بعض روایات
مین وارد ہوا ہے یہ ثواب اسوقت مین ہے جب ایک امام اور ایک ماموم ہو جو جو ماموم
بڑھتے جاوین گے ثواب اسکا دونا ہوتا جاویگا یہان تک کہ اگر دس ماموم ہوسے تو اسکے
ثواب کی انتہا نہین بجز خدا کے اور کوئی نہین جان سکتا باوجود اس تفضل کے اگر اب
بھی ہم توجہ نکرین تو ہماری شومی طالع ہے اور مسجد مین جب نماز پڑھی تو مختلف مقامات
مین پڑھے کیونکہ ہر ایک بقعہ وقطعہ زمین مسجد گواہی دیگا بروز قیامت نماز گذار کے واسطے
نماز ایسی ضروری ہے کہ کسی حال مین اوسکا ترک جائز نہین پانی کا استعمال نکر سکے
تیمم کرے تیمم بھی اگر ممکن نہ ہو کسی وجہ سے تو بھی نماز پڑھے گو کہ قضا بھی اوسکی ہے
اگر مریض ہے کھڑے ہو کر نہین پڑھ سکتا بیٹھ کے پڑھے لیٹ کے پڑھے اشارہ سے
پڑھے یہان تک کہ ڈوبتے کی حالت مین بھی پڑھے کسی طرح چھوڑے نہین بخلاف
اور عبادات کے حالت اضطرار مین ترک انکا جائز ہے مثل روزہ کے حالت مرض مین
یا سفر مین روزہ رکھنا جائز نہین ہے اگر رکھے گا تو وہ محسوب نہ ہوگا قضا اسکی لازم
ہوگی جناب رسالتمآب ابوذر سے فرماتے ہین الصلوۃ عماد الدین والسان
اکبر والصدقۃ تمحو الخطیئۃ واللسان اکبر یعنے نماز ستون دین ہے اور زبان
اس سے بزرگ تر ہے اور صدقہ گناہون کو محو کرتا ہے اور زبان اس سے بزرگ تر
ہے اس کلام بلاغت نظام مین کئی امر قابل غور ہین اول تو حضرت نے زبان کو صلوۃ
وصدقہ دونون سے بہتر وبزرگ فرمایا ہے شاید اسکی وجہ یہ ہو چونکہ زبان سے خیرات
ومبرات وصدقات کا حکم صادر ہوتا ہے تو گویا صدقات وخیرات اسپر موقوف ہین جس وجہ
سے یہ بزرگ ہوئی صدقہ سے اور نماز سے زبان کی بزرگی کا سبب یہ ہے کہ ذکر خدا
جس سے نماز مرکب ہے زبان ہی سے ہوتا ہے اور علوم وحقایق اور مواعظ و

مسجد مین مختلف مقامات مین نماز پڑھی

نصایح اور احکام نماز و شہادتین و عقائد حقہ جنکے بغیر نماز ہی نہین ہوتی زبان ہی سے
بیان کئے جاتے ہین اسوجہ سے زبان کو بہتر و بزرگ فرمایا ہے نماز سے ذکر خدا کا افضل
ہوتا نماز سے قرآن مین وارد ہے ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ
اکبر یعنی نماز منع کرتے ہین فحشاء و منکر سے اور ذکر خدا بزرگ ہے نماز سے اس آیہ کریمہ کے
تفسیر موعظہ نماز مین ذکر ہوئی دوسرا امر یہ ہے کہ نماز کو ستون دین فرمایا ہے اور یہ ظاہر ہے
کہ جب ستون نہین رہتا تو وہ شئے بھی نہین رہتی جسکا ستون ہے پس جب نماز نہین ہے
تو دین بھی نہین ہے بقاء دین اسی کی وجہ سے ہے یہی وجہ ہے کہ اسکو افضل کہا ہے یعنی
جیسا نماز کو دخل ہے تقرب بخدا مین ویسا کسی عمل کو نہین ہے پیغمبر خدا نماز کو روشنی اپنی
چشم کی فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ بھوکا و پیاسا جب کھانا پانی پاتا ہے سیر و سیراب ہوجاتا ہے
اور مجھے نماز اسقدر محبوب ہے کہ اس سے مجھے کبھی سیری نہین ہوتی اس مقام پر
یہ شبہہ ہوتا ہے کہ حدیث مشہور ہے افضل الاعمال احمزھا یعنی افضل اعمال وہ
عمل ہے جو سخت و دشوار تر ہے اور نماز تو عبادت سہلہ ہے اسی سے اور اعمال بہت
سخت و دشوار ہین پھر کیونکر نماز کل اعمال سے افضل ہوسکتی تھی جواب اسکا یہ ہے کہ سختی
و دشواری عمل موجب افضلیت نہین ہے بلکہ افضل وہ عمل ہے جسکو تقرب درگاہ باری مین
زیادہ دخل ہو اور ہمارے عقول ناقصہ نہین سمجھ سکتے کہ کون سا عمل جو مناسب ہمارے
حال کے ہو اسکو زیادہ مدخلیت ہے تقرب درگاہ باری مین بلکہ یہ موقوف تجویز حکیم علی الاطلاق پر ہے
جیسا کہ طبیب مناسب حال مریض کے کبھی ایسی دوا تجویز کرتا ہے جو نہایت سہل و آسان ہوتی ہے اور ایک پیسہ مین ملسکتی ہے اور صحت
نفع بخشتی ہے مریض کو کہ سو روپیہ کے معجون مین بھی وہ نفع نہین ہوتا یا جو تقویت کہ بدن
کو گوشت و گندم سے ہوتی ہے وہ اور معاجین و جوارش سے جو سیکڑون روپیون مین تیار
ہوتے ہین نہین ہوتی اسیطرح حق تعالی طبیب ہماری نفوس و ارواح و عقول کا ہے
وہ خوب جانتا ہے کہ کونسا عمل مناسب ہمارے حال کے تقرب درگاہ اقدس مین

نماز کیونکر افضل عمل ہو سکتی ہے حالانکہ اس سے سخت عبادات بہت ہین

دخل رکھتا ہے اسی کو ہمارے واسطے تجویز کیا اگرچہ وہ سہل ہے اس مین ہمارا قیاس
نہین چل سکتا ایسا قیاس خلیفہ ثانی نے کیا ہے کہ حی علی خیر العمل کو اذان سے
نکال ڈالا اور الصلوۃ خیر من النوم کو زائد کر دیا جب طبیب کی تجویز کو ہم نہین سمجھ
سکتے تو حکیم علی الاطلاق کی تجویز کیونکر ہم سکتے ہین اور حدیث مشہور کے معنی یہ ہین کہ
ہر نوع کا عمل دشوار اس نوع کے عمل سہل سے افضل و بہتر ہے مثلاً جس نماز مین مشقت زیادہ ہو وہ بہتر ہوگی اس نماز سے جسمین مشقت کم ہے
یا روزہ گرمیون کا افضل ہے جاڑون کے روزدن سے یا وضو جاڑے مین آب سرد سے
بہتر ہوگا گرمی کے وضو سے بہرحال جیسا کہ نماز کو دخلیت ہے قرب بارگاہ ایزدی سے
ویسا کسی عمل کو نہین ہے یہی مضمون امام جعفر صادقؑ سے ماثور ہے وہ فرماتے ہین
کہ ہین کسی عمل کو بعد معرفت اصول دین کے افضل و بہتر نماز سے نہین پاتا اور امام
موسیٰ کاظم فرماتے ہین کہ میرے پدر بزرگوار نے ہنگام وفات وصیت فرمائی کہ اے فرزند
شفاعت ہماری نہ پہونچے گی اس کو جو نماز کو سبک جانے اور سب بجا لاوے
اور یہ نہ کوئی خیال کرے کہ جب نماز افضل اعمال ہے تو اسکو پڑھا کرا اور باقی اعمال کو
ترک کردے کیونکہ یہ تو ایسا خیال ہے کہ کوئی کہے جب گوشت مین قوت زیادہ
ہے تو اور غذاؤن کو چھوڑ دینا چاہیئے حالانکہ ایسا نہین ہے ہر غذا مین ایک اثر
خاص ہے تقویت روح وبدن کے واسطے اگرچہ گوشت افضل ہے اسیطرح
اگرچہ نماز افضل ہے مگر ہر عمل کو دخل خاص ہے تکمیل ایمان وتقویت یقین وحصول
مطالب وخواص قرب مین ترک کرنا اس خیال سے کسی عمل کو نچاہیئے اور موعظہ نماز مین
ہم بیان کر چکے ہین کہ ولایت علی بن ابیطالب روح نماز ہے پس بغیر ولایت امیرالمومنین
کے ہرگز نماز موجب قرب بارگاہ ایزدی نہین ہوسکتی تیسرا امر یہ ہے کہ صدقہ گناہ
کو محو کرتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ صدقہ حسنہ ہے اور حق تعالی فرماتا ہے ان الحسنات
یذھبن السیئات یعنی نیکیان گناہون کو دور کردیتی ہین جناب امیرؑ تفسیر مین اس

صدقہ کیون گناہ کو محو کرتا ہے

آیہ کے فرماتے ہین کہ حق تعالی دفع کرتا ہے ہر نیکی کے ساتھ گناہ کو اور یہ آیہ تلاوت فرمایا
اس بارہ مین احادیث کثرت سے وارد ہین امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین نیکی کرنا
والدین واقارب سے اور تصدق کرنا فقر اکو فقر کو زائل کرتا ہے عمر کو دراز کرتا ہے ستر
قسم کی موت بد کو دور کرتا ہے سید نعمۃ اللہ جزائری انوار نعمانیہ مین لکھتے ہین کہ
مین نے اکثر مواد و اسباب رزق کا تتبع و تفحص کیا مگر کسی چیز کو جالب اور کھینچنے والا رزق
کا صدقہ سے بڑھکر نہین پایا عوض صدقہ کا موجود وحاضر ہے کبھی ایک کے عوض مین
دس کبھی ستر کبھی سات سو ملتے ہین اور جو کہ میرے بیان کی تصدیق چاہے وہ آزمالے
کسی مستحق کو دے اور خیال رکھے کہ اس روز یا دوسرے دن کیا عوض اسکو ملتا ہے
علاوہ اسکے اجر جزیل و ثواب جمیل کا ذخیرہ اسکے واسطے جمع رہتا ہے اور مین نے
بھی کئی مرتبہ تجربہ کیا ہے جب کبھی کسی مستحق کو دیا تو مجھے اوسی روز یا بعد اسکا اضعاف
مضاعف مل گیا حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین استنزلوا الرزق بالصدقۃ
من ایقن بالخلف جاد بالعطیۃ یعنے اوتارو تم اپنے رزق کو صدقہ دینے سے
جسکو یقین عوض ملنے کا ہوگا وہ بخشش و عطا مین جودت کریگا اور امام محمد باقر علیہ السلام
نے فرمایا اگر مین حج کرون تو وہ ستر بندہ آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے مجکو اور اگر ایک بھوکے
کو اہل خانہ مسلمان سے سیر کرون اور ان کے عریان کو لباس پہناؤن یا ان کو سوال سے
باز رکھون یہ بہتر ہے اس سے کہ مین ستر حج بجالاؤن جناب رسالتمآبؐ فرماتے ہین کہ تمام زمین
قیامت مثل آگ کے جلتی ہوگی بغیر سایہ مومن کے جسنے دار دنیا مین تصدق کیا ہے
وہ تصدق سایہ افگن ہوگا اس مومن پر روز قیامت امام زین العابدینؑ جب
صدقہ دیتے تھے تو سائل کے ہاتھ سے اٹھا کر اسکو چومتے تھے اور سونگھتے تھے
پھر دیتے تھے لوگون نے اسکا سبب پوچھا حضرت نے فرمایا کہ صدقہ پہلے خدا کے ہاتھ
مین جاتا ہے بعد اسکے سائل کے ہاتھ مین آتا ہے بلکہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے

کہ جبتک صدقہ مومن سائل کا خدا کے ہاتھ مین نجاویگا مومن کے ہاتھ مین آتا ہی نہین
بعد اُسکے یہ آیہ تلاوت فرمایا الم یعلموا ان اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ و یاخذ الصدقات
وان اللہ ھو التواب الرحیم یعنی کیا انہین معلوم ہے ان کو بتحقیق کہ خدا قبول کرتا ہے
توبہ کو اپنے بندون سے اور لیتا ہے صدقات کو اور ضرور بخدا بڑا قبول کرنیوالا توبہ
کا ہے اور رحیم ہے بہرحال تصدق کے نتائج بہت نیک ہوتے ہین گناہ کو
یہ محو کرے حساب قیامت کو یہ آسان کرے مال و عمر کو یہ زیادہ کرے قرض کو یہ
ادا کرے برکت کو یہ زیادہ کرے آتش غضب الٰہی کو یہ دفع کرے مگر باآداب و شرائط
ہو اتنا یہ بھی سُن لیجیے کہ تصدق مین دس گنا ثواب ملتا ہے اور برادر مومن کو قرض دینے
مین اٹھارہ گنا ثواب ملتا ہے اور صلہ و احسان برادران مومن مین بیس گنا ثواب ہے
اور صلہ رحم و اعانت اقارب مین چوبیس گنا ثواب ہے فقط تمت

موعظہ ۷ ۔ بیان فضیلت علم و تشبیہات علم و معنی قلب وغیرہ و معنی ایمان و اسلام و معانی احادیث مشکلہ مین ۔

العلم نور یقذفہ اللہ فی قلب من یشاء یعنی علم نور ہے جسکے قلب مین
خدا چاہتا ہے اس نور کو داخل کرتا ہے اس مین شک نہین ہے کہ اشرف سعادات
و افضل کمالات سے علم ہے بڑا سعادتمند ہے وہ جسنے علم حاصل کیا گویا کمال سے
بہرہ کامل اسکو مل گیا کثرت سے آیات و روایات اسکی فضیلت مین وارد ہوئی ہین
انسان کو جو شرف حاصل ہے جمیع مخلوقات پر تو اسی علم سے ہے سرمایہ جمیع کمالات
کا علم ہے اس سعادت سے اپنے تئین محروم رکھنا چاہیے اور اگر کسی وجہ سے خود
رہے تو اپنی اولاد کو تو خراب نکرنا چاہیے جہانتک ہوسکے اُنکی تعلیم مین کوشش کرے
کہ خیر دنیا و آخرت اسی سے حاصل ہوتا ہے زندگی مین بھی نفع پہونچاتا ہے اور بعد

موت بھی نفع دیتا ہے اکثر احادیث مین ہے کہ علم حیوۃ و زندگی قلب ہے جس
قلب مین علم و حکمت نہین وہ مردہ ہے دیوان جو منسوب ہے حضرت امیرع
کی جانب اسمین ہے ؎ فتر بعلم ولا تبتغی بہ بدلا ٭ الناس موتی
واھل العلم احیاء ٭ آمادہ و مستعد ہو جا علم کے حاصل کرنے پر اور کوئی
بدل و عوض اسکا نہ طلب کر صاحب علم زندہ ہے اور جاہل بمنزلہ مردہ کے ہے خدا
نے نادانون اور کافرون کی نسبت کہا ہے اموات غیر احیاء وما یشعرون
یعنے مردہ ہین زندہ نہین ہین اور نہ سمجھتے ہین کہین کہا ہے صم بکم عمی فھم
لا یعقلون کہین لا یبصرون ہے یعنے گونگے بہرے اندھے ہین نہ سمجھتے ہین
نہ دیکھتے ہین یہ کیون کہا حالانکہ اون کی آنکھین بھی تھین اور کان بھی تھے یہ اسی
وجہ سے کہا کہ جو لوازم حیوۃ سے ہین علم اور سمجھ وہ اُن مین نہ تھی اور بھی انسان
اپنی آنکھون اور کانون سے یہی ظاہری چیزین دنیا کی دیکھتا ہے اور سنتا ہے
اور علم و حکمت سے بصارت و سماعت قلبی و روحانی حاصل ہوتی ہے قوت و
تازگی قلب و روح مین پیدا ہو جاتی ہے حضرت امیر فرماتے ہین کہ راحت دو اپنے
نفوس کو ساتھ تازہ حکمتون کے کیونکہ وہ مثل بدن کے سست و کند ہو جاتی ہین
خزینۃ الخیال مین لکھا ہے کہ علم میت و مردہ ہے طلب کرنا اسکا زندہ کرنا ہے
اور طلب سے جب وہ زندہ ہو گیا تو ضعیف رہتا ہے اور پڑہانا اسکو قوی کرتا ہے
اور جب درس دینے سے اسکو قوت حاصل ہوئی تو پوشیدہ رہتا ہے اظہار اسکا
مناظرہ سے ہوتا ہے اور جب مناظرہ سے ظاہر ہو گیا تو عقیم رہتا ہے نتیجہ اُسکا
عمل ہے عمل ہی کی وجہ سے نشو و نما و توالد و تناسل اسمین ہوتا ہے اور اپنے
صاحب کو اعلی درجہ تک پہونچاتا ہے اور تا قیام دنیا ذکر اسکا زندہ رہتا ہے
شاعر کہتا ہے ؎ من صاحب العلم حیا لہ میتا ابدا ٭ بعلو بہ المرء غدار السلام غدا

یعنی جو علم سے زندہ ہوا وہ کبھی مرتا ہی نہین اور کل کے روز دار السلام بہشت مین اسکا مرتبہ اسی علم کیوجہ سے بلند ہوگا اسکا حاصل کرنے والا اسکا پڑھانیوالا اسپر عمل کرنے والا اسکا دوست رکھنے والا سب مدارج عالیہ پر فائز ہونگے طالب علم کا یہ مرتبہ ہے کہ ملائکہ اسکے واسطے اپنے پر بچھاتے ہین بوجہ رضامندی و خوشنودی کے اور اہل اسمان و اہل زمین سب اسمان و دریا تک طلب مغفرت کرتے ہین خدا کی درگاہ سے طالب علم کے واسطے صدقہ دینے کرنیکا اجر پانچ طرح سے ہوتا ہے اور طالب علم کے ساتھ نیکی کرنیکا اجر سب سے بڑا ہوا ہے جناب رسالتمآب فرماتے ہین مینے جبرئیل سے صدقہ کے بارے مین پوچھا انھون نے کہا یا محمد صدقہ پانچ قسم کے ہین ایک صدقہ ایسا ہے کہ اسمین ایک کے عوض دس حصہ اجر ملتا ہے دوسرا صدقہ وہ ہے جس مین ایک کے عوض ستر حصہ ملین تیسرا وہ ہے کہ ایک کے عوض سات سو حصہ ملین چوتھا وہ ہے کہ ایک کے عوض ستر ہزار ملین پانچواں صدقہ وہ ہے کہ ایک کے عوض لاکھ حصہ اجر و ثواب کے ملین حضرت نے فرمایا اے جبرئیل انھین بیان کرو جبرئیل نے کہا اے پیغمبر خدا جو صدقہ ایسے شخص کو دیا جاوے جسکی ہاتھ پاؤن انکھین صحیح ہون اسمین دس حصہ ثواب ہے اور جو ایسے کو دیا جائیگا جو زمین گیر ہے اسمین ستر حصہ ثواب ہے اور جو والدین کو دیا جاوے اسمین سات سو حصہ ثواب ملیگا اور جو صدقہ مردون کے نام دیا جاتا ہے اسمین ستر ہزار حصہ کا ثواب ہے اور جو صدقہ طالب کو دیا جاتا ہے اسکا ثواب ایک درہم کے عوض لاکھ درہم کا ملیگا اور اسکے پڑھانے والے کے بارے مین حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین جو کہ ہمارے ضعفاے شیعہ کو ہمارا علم تعلیم کرے اور ظلمت جہالت سے ساتھ نور علم کے خارج کرے تو بروز قیامت اسکے سر پر ایسا تاج ہوگا کہ اسکی روشنی سے تمام عرصہ محشر نورانی ہو جاویگا اور ایک

حلہ السیا اُسکو درگاہ باری سے عطا ہوگا کہ تمام دنیا اسکے ایک تار کا مقابلہ نکرسکے
گی اور جوکہ تعلیم مین بخل کرے نہ بتاوے یا لوگون کو جھڑکے جب وہ علم کے طالب ہون
تو حق تعالی اسکی علم کو اسکی روشنی کو سلب کرلیگا اور لوگون کے دلون سے اُسکی
قدر و منزلت کو زائل کردیگا اور عمل کرنیوالا مطیع خدا و رسول ہے منقول ہے کہ
مداد العلماء افضل من دماء الشہداء یعنی روشنائی علمار کی افضل
ہے خون شہدا سے وجہ اوسکی یہ ہے کہ اس روشنائی سے وہ دلائل وہ براہین
قاطعہ وہ امور ہدایت لکھے جاتے ہین جنسے قیامت تک لوگ ہدایت پاتے رہے ہین
اور جتنے شکوک وشبہات اہل باطل کرتے ہین اور ضعفاے شیعہ کے قلوب کو
متزلزل کرتے ہین وہ سب اُن دلائل سے دفع ہوجاتے ہین بلکہ صاحبان انصاف
مذہب حق اختیار کرلیتے ہین اور شہدار کے خون مین یہ بات کہان اگرچہ مدارج
عالیہ پر وہ فائز ہون گے مگر خون اُنکا قیامت تک ہدایت تو نہین کرتا رہے گا
مثل روشنائی علمار کے اور بعض معاصرین نے اس مقام پر شبہہ کیا تھا کہ شہدار
مین تو امام حسینؑ بھی داخل ہین یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خون حسین بن علی سے
روشنائی علمار افضل ہوجاوے سینے اُسکے جواب مین یہ کہا کہ اس حدیث مین لفظ
شہدار مقابل مین علمار کے واقع ہوا ہے پس بقرینۂ تقابل شہدار سے وہ شہدار
مراد ہون گے جو علما نہ ہون اور امام حسینؑ تو علمار بلکہ افضل علمار بلکہ افضل انبیار
الا ما استثنی ہین ان مین تو وصف شہادت و وصف علم دونون پائے جاتے ہین
یہ اُن شہدار مین کہان داخل ہوسکتے ہین علم میراث انبیار ہے امام جعفر صادقؑ
سے منقول ہے ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا
درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیٔ
منھا فقد اخذ حظا وافرا یعنی تحقیق کہ علمار وارث انبیار کے ہین کیونکہ انبیار نے

حدیث مداد العلماء افضل من دماء الشہداء
مین شہدار سے مراد وہ ہین جو غیر علما ہین
حسین و امثال حسینؑ نہین

روپیہ اشرفی میراث نہین چھوڑا بلکہ میراث چھوڑا علم اور اپنی احادیث کو اگر کسیقدر بھی اِن سے کوئی حاصل کرے تو اسکو حصہ کامل حاصل ہوا اس حدیث سے یہ کوئی نہ سمجھا کہ انبیاء وارث نہین ہوتے جیسا کہ اہلسنت کہتے ہین اسواسطے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہین کہ علماء وارث ہین انبیاء کی امر دین وہدایت خلق مین کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ وراثت مالی انبیاء کی علماء تک نہین پہونچ سکتی اسی کو حضرت نے بیان فرمایا ہے کہ انبیاء نے ہدایت خلق کے واسطے درہم ودینار کو میراث نہین چھوڑا بلکہ اپنے علم و احادیث کو چھوڑا ہے کہ ہدایت اسی سے ہوتی ہے نہ مال سے اس سے یہ نہین نکلتا کہ انبیاء مین میراث نہین ہوتا اور یہی معنی اس حدیث کے ہمارے علماء کرام نے لکھے ہین مگر چونکہ یہ معنی عام فہم تھے اسی پر اکتفاء کی گئی اور بھی وراثت انبیاء کی تو قرآن مجید سے ثابت ہے اور خلاف قرآن اگر کوئی حدیث ہو بھی تو وہ قابل اعتبار نہین ہے حق تعالی فرماتا ہے وورث سلیمان داؤد یعنی وارث ہوے سلیمان داؤد کے تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ ہزار گھوڑے حضرت سلیمان نے میراث حضرت داؤد مین پائے اگر انبیاء مین وراثت نہ تھی تو حضرت سلیمان نے خلاف حکم خدا کیا اور حضرت ذکریا کے قصہ مین فرماتا ہے وھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب یعنی خداوندا عطا کر تو مجھکو اپنی جانب سے ایک ولی جو میرا وارث ہو اور وارث ہو آل یعقوب سے پھر فرماتا ہے یوصیکم اللہ للذکر مثل حظ الانثیین یعنی وصیت کرتا ہے تمکو خدا اسمین نبی وغیر نبی سب شامل ہین کسی کی تخصیص نہین وہ یہ ہے کہ مرد کو بہ نسبت عورت کے دونا حصہ ملنا چاہئے پھر فرماتا ہے واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض یعنی صاحبان رحم وقرابت حصہ پانے مین بعض بعض سے اولی ہین اسمین بھی تخصیص کسیکی نہین ہے جب اتنی آیتین میراث انبیاء پر دلالت کرتی ہین تو اب کب کوئی حدیث مخالف قرآن قابل اعتبار

حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء سے نفی وراثت انبیا ثابت نہین ہوتی۔

ہوسکتی ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ ان آیتون مین بھی وراثت سے وراثت علمی مراد ہے
تو یہ نہین کہہ سکتا اسواسطے کہ فریقین کے نزدیک جب لفظ بولا جاتا ہے تو معنی
حقیقی اسکے مراد لئے جاتے ہین جبتک کہ کوئی قرینہ معنی مجازی کا نہ ہو اور یہ
ظاہر ہے کہ معنی حقیقی وراثت کے وراثت مال کے ہین اور کوئی قرینہ بھی معنی مجازی
کا نہین ہے تو کیونکر معنی مجازی مراد ہون گے بلکہ عموم آیۃ یوصیکم اللہ دلیل ہے
اسکی کہ وراثت سے وراثت مالی مراد ہے بخلاف العلماء ورثۃ الانبیاء کے
یہان تو قرینہ جلیہ موجود ہے وراثت علمی کا جیساکہ سنا آپ نے اور بھی اگر وراثت
علمی مراد ہوتی تو حضرت سلیمان نبی ایسے بے سمجھ تھے کہ ہزار گھوڑے وراثت
مین لے لئے یہ نہ سمجھے کہ انبیاء مال کے وارث نہین ہوتے ہین بہرحال طلب
العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ علم کا حاصل کرنا واجب
ولازم ہے ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو خواہ عورت یہان مراد علم سے بقدر ضرورت
ہے جسکا حاصل کرنا ہر شخص پر واجب عینی ہے اصول وفروع دین مین اور
بھی مقصود ہمارے پیدا کرنے سے عمل وعبادت ہے اور وہ بغیر علم کے نہین ہوسکتی
خزینۃ الخیال مین ہے العلم اساس والعمل بناء والبناء لایلتحام لہ
الا بالاساس یعنے علم بمنزلہ پشتہ اور نیو کے ہے اور عمل بمنزلہ بناء ومکان
کے ہے جسطرح کہ مکان بغیر پشتہ ونیو کے پورا نہین ہوتا اسیطرح عمل بغیر
علم کے پورا نہ ہوگا اگر بغیر علم کے عمل کیا بھی تو وہ ایسا ہے جیساکہ کوئی شخص
بے راہ چلتا ہے ایسا شخص جس قدر چلیگا منزل مقصود سے دور ہوتا جائیگا
تمام مشقت وکوشش اسکی بیکار ہوگی اور ہماری عقل بالاستقلال بغیر علم کے
ان خصوصیات کو جو اعمال وعبادات مین ہین اور موجب نجات ہین ادراک نہین
کرسکتی اگر ایسا ہوتا تو دنیا مین بڑے بڑے عقلا موجود تھے پیغمبرون اور رسولون کی

بھیجنا عبث وبیکار ہوجاتا پس بغیر علم کے راہ بندگی خدا جو نہایت عظیم و خطرناک ہے طے نہین ہوسکتی
جب دنیا کی راہین بے راہ نما کے طے نہین سکتین تو آخرت کے راہین جن مین ہزارون شیاطین
جن وانس راہ زنی کے لئے چھپے بیٹھے ہین بے راہنما کے کیونکر طے ہوسکتے ہین وہ رہنما علم ہے
بغیر علم کے اور کون ہے مگر کون سا علم وہ علم جس مین خوشنودی خدا ورسول ہو اور موجب
سعادت ابدی کا ہو نہ یہ کہ باعث ضلالت وگمراہی کا ہو ایسا علم سیکھنا سکھانا دونون حرام ہین
مثل علم سحر و علم کہانت و علم موسیقی وغیرہ کے یہ سب گمراہ کرنیوالی ہین رہنما وہادی جیسے خدا
راضی رسول راضی امام راضی وہ علم ہے جو اہل بیت رسالت صلوات اللہ علیہم سے ہمکو
پہونچا ہے یا وہ علوم جن پر اس علم کا سمجھنا موقوف ہے مثل صرف و نحو و منطق و فلسفہ و ادب
کے بقدر ضرورت نہ یہ کہ تمام عمر اپنی انھین مین ضایع کردے امام موسی کاظم علیہ السلام
فرماتے ہین کہ ایک روز جناب رسالتمآبؐ داخل مسجد ہوے دیکھا کہ ایک گروہ
ایک شخص کے گرد جمع ہے فرمایا یہ کون شخص ہے لوگون نے کہا یہ علامہ ہے حضرت نے
پوچھا کس علم کو جانتا ہے کہا کہ انساب عرب اور واقعات جو انکین گذرے ہین اور ایام
جاہلیت کے حالات مشہورہ اور اشعار و عربیت ان سب سے خوب واقف ہے حضرت نے
فرمایا ذالک علم لا یضر من جہلہ ولا ینفع من علمہ یعنی ایسا علم ہے کہ اسکے نہ
جاننے سے کو ضرر نہین اور نہ اسکے جاننے سے کوئی نفع ہے بعد اسکے فرمایا علم
یہی تین علم ہین یا آیہ محکمہ واضح الدلالۃ یا فرض و واجب جسکو خدا نے اپنی عدالت
سے مقرر کیا ہے یا سنت جو باقی ہے قیامت تک اور ماسوا ان کے جو کچھ ہے وہ زائد
وبیکار ہے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہین کہ جو علوم کہ کار آمد ہین ان کو مین نے چار قسمون
مین منحصر پایا اول یہ کہ اپنے خدا کو پہچانے دوسرے یہ جانے کہ کیا کیا نعمتین اس نے
ہمکو عطا کی ہین تیسرے یہ کہ خدا ہمسے کس چیز کو چاہتا ہے چوتھے یہ کہ کون سی چیز ایسی
ہے جو ہمکو دین سے خارج کردیتی ہے یہ ایسا کلیہ حضرت نے فرمایا ہے کہ تمام علوم جنکی احتیاج

کون سا علم حاصل کرے

لوگون کو جیسے مثل تہذیب اخلاق و تدبیر منزل و سیاست مدن وغیرہ جائزہ کسب معیشت [illegible]
سے بچا [illegible] الا [illegible] اگر ہم علم حاصل
کرین تو [illegible] خیال خام ہے [illegible]
سے حاصل [illegible] ہم سے چاہتا ہے [illegible] حاصل کر [illegible]
[illegible] کسب معیشت کی تاکید ہے حدیث مین وارد ہے الکاد لعیالہ
کالمجاہد فی سبیل اللہ یعنی جو کوشش کرتا ہے اپنے اہل وعیال کے واسطے وہ مثل اس
شخص کے ہے جو راہ خدا مین جہاد کرتا ہے ہر حال علوم اہلبیت کو حاصل کرلے مگر شرائط
و آداب کا اسکے لحاظ رکھے اگر ایسا نہو نہ بیکار ہوگا بلکہ جہل سے بدتر ہوگا منجملہ شرائط کے خلوص نیت
ہے غرض اسکی تحصیل سے رضاے الٰہی ہو اور نفس کو اغراض فاسدہ دنیاویہ سے
پاک و صاف رکھے کیونکہ علم اشرف عبادات سے ہے اور عبادات مین جبتک خلوص نیت
نہو درجہ قبول تک نہین پہنچتی اور علم مین خلوص نیت بہ نسبت عبادات کے زیادہ چاہیے
بوجہ اشرف عبادات ہونیکے اور جس قدر نیت صاف ہوتی ہے عمل بھی نفیس ہوتا ہے اور
اعمال نفیسہ کے ضایع کرنے مین شیطان کو بڑی کوشش رہتی ہے طالب کو چاہیئے کہ بہت ہوشیار
رہے خیالات شیطانیہ کو اپنے پاس نہ آنے دے اسکی درگاہ سے طالب توفیق رہے اسکی
رضامندی مقصود ہو تاکہ فیضان توفیق کا فیاض مطلق کی جانب سے بوجہ اکمل ہو اور
ثمرات اسکے عمدہ پیدا ہون جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ ابوذر سے فرماتے ہین یا
اباذر ان شر الناس منزلة عند الله یوم القیمة عالم لا ینفع علمه اے ابوذر بدترین
مردم اور پست ترین مرتبہ خدا کی نزدیک بروز قیامت وہ عالم ہوگا جسکے علم سے کوئی نفع نہو
نہ اپنے تئین نہ غیر کو پھر فرماتے ہین من طلب علما لیصرف به وجوه الناس الیه لم یجد
ریح الجنة یا اباذر من ابتغی لیخدع به الناس لم یجد ریح الجنة جو کہ علم حاصل کرے
اس غرض سے کہ لوگون کو اپنی طرف مائل کرے اور مرجعیت ہم پہنچاے تو وہ بوے

بہشت نہ سونگھے گا اے ابوذر جو طلب علم کرے اس غرض سے کہ لوگوں کو فریب دے تو نہ پاویگا
بوے بہشت کو حالانکہ بوے بہشت پانسو برس کے راہ سے معلوم ہوگی [illegible] امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے جو کوئی علم حاصل کرے اس غرض سے کہ فخر کرے ساتھ علماء کے یا جھگڑے ساتھ
[illegible] علموں اور سفیہوں سے یا لوگوں کو اپنی جانب [illegible]
چاہیئے کہ اپنی واسطے ایک مقام جہنم میں مہیا کرے اور مجملہ شرائط کے [illegible]
نفس کو اسکے صفات ذمیمہ و اخلاق [illegible] سے [illegible] و حسد [illegible]
سے نکال ڈالے تا کہ نفس [illegible] البتہ [illegible] حقایق [illegible]
دارد کو [illegible] ہوئی کہ درمیان میرے اور [illegible] اس [illegible]
کو میری محبت سے باز رکھے گا تحقیق [illegible] قطاع الطریق [illegible]
بندوں کی جو میری جانب متوجہ ہیں ادنی [illegible] کروں گا [illegible] شیرینی [illegible]
اپنی مناجات کی ان کے دلوں سے سلب کر لوں گا جناب امام صادق علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے
روایت فرماتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا میری امت میں دو صنف ایسے ہیں کہ اگر یہ نیک و صالح
ہیں تو تمام امت نیک و صالح رہے گی اور اگر یہ فاسد و بدنیت ہیں تو تمام امت بد ہوگی صحابہ
نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون صنفیں ہیں حضرت نے فرمایا ایک صنف تو فقیہوں اور عالموں کی ہے اور
دوسری صنف بادشاہوں کی علم کی تشبیہ تین چیزوں سے دی ہے ایک دانہ سے جو زمین
میں بویا جاتا ہے دوسری غذاے مقوی بدن سے تیسرے نور چراغ و آفتاب سے پس
جبتک زمین خس و خاشاک و سنگ و کلوخ وغیرہ سے جو موانع نشو و نما ہیں صاف و پاک
نہ ہوگی کبھی اوسمیں دانہ نہ اوگیگا نہ سرسبز و شاداب ہوگا نہ کوئی ثمرہ اس سے پیدا ہوگا اسیطرح
بدن جب جمیع امراض سے بری ہوگا تو غذاء مقوی قوت دیگی اور نفع پہونچائیگی ورنہ حالت
مرض میں غذاء مقوی کا استعمال باعث مضرت ہوگا اسی طرح نور چراغ و آفتاب اوسیکا ممد
ہوتا ہے جو چشم بینا رکھتا ہو اندھے کو نہ نور چراغ نفع دیگا نہ نور آفتاب یہی کیفیت علم کی ہے جب

تشبیہات علم

محل علم یعنی قلب ونفس خس و خاشاک امراض نفسانیہ سے صاف و پاک و بری ہو اور چشم
بینا بھی رکھتا ہو اسوقت علم بھی نفع دیگا اس کے ثمرات بھی خوب پیدا ہون گے الہامات
ربانی اس تک پہونچنے لگین گے امام زین العابدینؑ فرماتے ہین کہ انسان کی چار آنکھیں ہین
دو اسکے سر مین جنسے وہ اپنے امور دنیاوی کو دیکھتا ہے اور دو اسکے قلب مین ہین انسے
وہ امور آخرت کو دیکھتا ہے پس جسکی نسبت توفیق الٰہی شامل ہوتی ہے تو اسکے دل کے
دو ان آنکھون کو روشن کر دیتا ہے انسے وہ امور غائبہ کو دیکھنے لگتا ہے اور اپنے عیوب کو دیکھتا ہے
اور اگر کوئی شقی و بدعاقبت ہوا تو اسکے دل کی آنکھین اندھی ہو جاتی ہین اسیوجہ سے طبیبان
نفوس وارواح پہلے علاج ارواح ونفوس کا کرتے تھے امراض نفسانیہ کو جب زایل کر لیتے
تھے تب بعد اسکے انکی تقویت علم وحکمت سے کرتے تھے یہی کیفیت مواعظ کی بھی ہے وعظ
و نصیحت بھی جبھی اثر کریگی جب نفس کو جمیع موانع سے صاف و پاک کرکے سینے گا امام جعفر
صادق ؑ فرماتے ہین کہ قلب کے دو کان ہین ایک کان مین روح ایمانی خیرات وطاعات
کو ڈالتی ہے دوسرے کان مین شیطان برائیان وشبہات کو پھونک دیتا ہے جو انمین سے
غالب ہوتا ہے اسکی قلب خواہش کرتا ہے اور امام محمد باقرؑ فرماتے ہین کہ قلب تین قسم کا ہوتا ہے
ایک قلب وہ ہے جسمین کوئی خیر و خوبی نہین وہ قلب کافر کا ہے ایک قلب وہ ہے جسمین
خیر و شر دونون ہوتے ہین جو قوی ہوتا ہے وہ غالب رہتا ہے اور ایک قلب ایسا ہے جو
کھلا رہتا ہے ایک چراغ نور الٰہی کا اسمین روشن رہتا ہے اور برابر اس سے روشنی
رہتی ہے اور ایسا نور اس سے ساطع رہتا ہے کہ قیامت تک وہ برطرف نہین ہوتا چونکہ
قلب کا ذکر آگیا ہے تو اسکے معنی بھی بیان کر دینا مناسب ہین قلب کا اطلاق دو معنی پر
ہوتا ہے کبھی قلب سے مراد وہ پارہ گوشت ہوتا ہے جو بشکل صنوبری پہلو چپ مین حقتعالیٰ
نے پیدا کیا ہے اور یہی معنی حقیقی قلب کے ہین متبادر قلب سے یہی معنی ہین اور تبادر دلیل
حقیقت ہے اور کبھی قلب سے مراد نفس ناطقہ انسان لیتے ہین مجازاً بوجہ مناسبت کے

وجہ اسکی یہ ہے کہ مدار حیوۃ انسان کا روح حیوانی پر ہے اور روح حیوانی وہ بخارات لطیفہ ہین
جو اس خون سے پیدا ہوتے ہین جسکا ماخذ و منبع قلب ہے اور اسی قلب سے وہ بخارات صعود کرتے
ہین اور دماغ تک پہونچتے ہین اور دماغ سے بواسطہ عروق اور رگون کی تمام اعضا و جوارح
تک سرایت کرتے رہتے ہین اور نفس ناطقہ انسانی کی جتنے کمالات جتنے استعدادات جتنی
ترقیات ہین وہ سب بدن پر موقوف ہین بدن کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہین خود نفس ناطقہ
بلا واسطہ بدن کے کوئی کمال حاصل نہین کرسکتا پس چونکہ نفس ناطقہ حیوۃ بدن کا محتاج
ہے ہر وقت اوسکا منتظر رہتا ہے اسیوجہ سے نفس ناطقہ کو تعلق زیادہ ہے اوس چیز سے
جو باعث حیات بدن ہے یعنی روح سے اور یہ تو سنا آپنے کہ روح کا ماخذ و منبع قلب ہے تو قلب سے
نفس ناطقہ کو تعلق زیادہ ہے بہ نسبت اور اعضاء و جوارح کے اسی تعلق کیوجہ سے قلب
بولتے ہین اور مراد اس سے نفس لیتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ آیات و اکثر روایات مین نفس
ناطقہ انسانی کو قلب سے تعبیر کرتے ہین اور یہ جو احادیث مین وارد ہوا ہے کہ مدار اصلاح و فساد
بدن کا قلب پر ہے وہ بنا بر انہین معنی کے ہے قلب سے مراد نفس ہے یعنی جو صفت
کہ نفس مین حاصل ہوگی مثل علوم و کمالات و حسن اخلاق و تہذیب و مروت و سخاوت و شجاعت کی
وہ صفت تمام بدن اور تمام اعضاء و جوارح مین سرایت کریگی اور جسقدر جو صفت نفس مین کامل ہوگی اوسکا اثر اعضاء
و جوارح سے زیادہ ظاہر ہوگا مثل روح بدن کی جسقدر مادہ اسکا قلب صنوبری مین زیادہ
ہوگا اسی قدر روح مین قوت زیادہ ہوگی اعضاء و جوارح سے آثار قوت کے زیادہ ظاہر ہون گے
مثلاً ایک سرچشمہ ہے اس سے نہرین جاری مین تو منبع و ماخذ ان نہرون کا وہ سرچشمہ ہوگا
جسقدر پانی اس سرچشمہ مین ہوگا اوسیقدر وہ نہرین بھی پر از آب ہونگی جسطرح قلب
صنوبری سے نہرین عروق کی جاری ہین اور تمام اعضاء و جوارح بدن تک پہونچتے ہین
اور باعث حیوۃ بدن ہین اسیطرح قلب روحانی یعنی نفس ناطقہ انسانی سے بھی نہرین
حیوۃ معنوی یعنی علم و ایمان و یقین و اعتقاد و معارف حقہ الٰہیہ کے جاری ہوتے ہین اور ہر عضو

قلب کا اطلاق معنی پر

تک پہونچتے ہیں اور یہ سرچشمہ قلب روحانی دریائے فیض غیر متناہی حق تعالی سے جاری وساری ہوتا ہے جبتک کہ فیضان اسکی جانب سے نہ ہوگا یہ سرچشمہ کبھی پر از آب رحمت نہ ہوگا اور فیضان جبھی ہوتا ہے جب وہ سرچشمہ مواد فاسدہ بدنیہ مثل کبر و نخوت و بغض و حسد وریا وغیرہ صفات ذمیمہ سے صاف و پاک رہے یہی وجہ ہے کہ حدیث معتبر ہین وارد ہوا ہے جبتک قلب پاکیزہ رہیگا تمام بدن پاکیزہ ہوگا جتنے افعال اس سے صادر ہون گے سب پاکیزہ ہون گے اور جب قلب خبیث ہوگیا تو تمام بدن خبیث اور تمام افعال خبیثہ اس سے صادر ہون گے اور اصلاح نفس کوئی امر مشکل نہین ہے نفس جوہر مجرد عن المادہ عالم قدس سے ہے فی نفسہ اسمین قابلیت معارف حقہ ایمانیہ کے ہے جیسا کہ آیہ الست بربکم قالوا بلی اور حدیث کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام اسپر شاہد ہے مگر چونکہ اسکو تعلق بدن کثیف مادی سے ہوگیا ہے بوجہ اسی مجاورت کے اخلاق ذمیمہ و اوصاف دنیہ اسمین حاصل ہوجاتی ہین اور تعلق اسکو بدن سے اسیوجہ سے ہوا ہے جیسا کہ گذرا کہ تمام کمالات و استعدادات و ترقیات جو اسکو حاصل ہوتے ہین وہ بذریعہ بدن کے ہوتی ہین اور نافرمانی خدا سے بڑھکر کوئی ایسی چیز نہین ہے جو قلب کو فاسد کردے امام جعفر صادق ع فرماتے ہین ما من شئ افسد للقلب من خطیئۃ کوئی شئے خراب کرنیوالی قلب کے گناہ سے بڑھکر نہین ہے یہی قلب کو درہم برہم کردیتا ہے اور جب قلب خراب ہوگیا تو کوئی وعظ و پند اسمین اثر نہین کرتا قساوت پیدا ہوجاتی ہے حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین قساوت قلبی نہین ہوتی مگر بسبب کثرۃ گناہ کے اور گناہ جب واقع ہوتا ہے جب خدا کو بھول جاوے حضرت موسی کو وحی ہوئی کہ میری یاد کو کسی حال ہین فراموش نکر میری یاد کا بھولنا باعث قساوت قلبی کا ہوتا ہے اور محل و مقام علم کا قلب ہے جیسے صفائی قلب کی ہوگی ویسا ہی علم بھی ہوگا اور یہی کیفیت ایمان و معرفت خدا کی ہے جیسا جسکا قلب ہے ویسا ہی اوسکا ایمان اسکی معرفت اوسکا یقین اسکی اعتقادات ہون گے اور موافق ایمان و اعتقادات کے

اسکا اثر اُسکی اعضا رسے ظاہر ہوگا کیونکہ ایمان کے بھی مراتب ومدارج ہین زیادتی وکمی ایمان
مین ہوتے ہی آیات وروایات دونون سے ظاہر ہوتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اذا تلیت
علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا یعنے جبکہ آیات قرآنی اونپر پڑھے جاتے ہین تو ایمان
انکا زیادہ ہوجاتا ہے محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے عبد العزیز قراطیسی سے روایت
کی ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ اے عبد العزیز تحقیقکہ ایمان کے

مراتب ایمان

دس درجہ ہین مثل زینہ کے پہونچتے ہین وہان تک لوگ درجہ بدرجہ کرکے پس دوسرے
درجہ والے کو نچاہیئے کہ پہلے درجہ والے سے کہے کہ تم مین کچھ نہین ہے جبتک کہ تم دوسرے
درجہ تک نہ پہونچو اور جو شخص کہ تجھسے کم درجہ کا ہو ایمان مین اسکو ساقط نہ کر اور ناچیز نہ سمجھ
اگر تو ایسا کریگا تو تجھکو وہ شخص جو تجھسے بلند مرتبہ کا ہے ناچیز وحقیر سمجھیگا اور جبکہ تو دیکھے
تو کسی کو اپنے سے کم ایمان مین تو اپنے درجہ تک پہونچا بہ نرمی وملائمت اور ایسی تکلیف
نہ دے کہ جو اُس سے نہ ہوسکے اور وہ شکستہ قلب ہوجاوے جو کہ کسی مومن کو شکستہ قلب
کرے اسکو لازم ہے کہ اُس مومن کی شکستگی کو دفع کرے یہ جو حضرت نے درجہ ایمان کے
بیان کئے ہین اس سے بہت سے احادیث مشکلہ کے معنی حل ہوجاتے ہین مثلاً احادیث مین
وارد ہوا ہے جو مومن مرتکب گناہ کبیرہ ہوتا ہے تو روح ایمان اس سے مفارقت کرجاتی ہے
جب ایمان نرہا تو کافر ہوا جب کافر ہوا تو احکام کفر کے اوسپر جاری ہونا چاہیئے مثل اسکے کہ اسکی نجس
جانین مثل کفار کے اس سے معاشرت ومناکحت وغیرہ درست نہو بایں وجہ مومنہ اُسکی
نکاح سے خارج ہوجاوے اور وہ مخلد فی النار ہو مثل اور کفار کے حالانکہ ایسا نہین ہے اس

معانی ایمان

قسم کے بہت سے احادیث ہین حل انکا موقوف ہے معانی ایمان واسلام کے جاننے پر
ایمان کی اصطلاح شرع مین کئی معنی ہین اکثر احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان سے
مراد اعتقادات حقہ ہین ساتھ ترک کبائر کے اور عمل مین لانی اُن واجبات کے جنکا ترک
کبیرہ ہے مثل نماز وروزہ وزکوۃ وحج وغیرہ کے پس جن احادیث مین وارد ہوا ہے کہ

مرتکب گناہ کبیرہ ایمان سے نکل جاتا ہے یا تارک الصلوٰۃ تارک الزکوٰۃ تارک الحج کافر ہے
تو مراد اس سے یہ ہے کہ ایمان بمعنی مذکور اوسمین نہین ہے نہ یہ کہ وہ کافر ہوگیا کفر اور ملا ...
اور نجس ہے اور دوسرے معنی ایمان کے جیسا کہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہین
کہ اعتقادات حقہ رکھتا ہو اور تمام واجبات کو بجالاوے اور کل محرمات کو ترک کرے
خواہ ترک انکا کبیرہ ہو یا نہ ہو یہ مرتبہ ایمان کا بڑا ہوتا ہے پہلی مرتبہ سے پس جن احادیث
مین وارد ہے کہ جو شخص فعل حرام کرتا ہے وہ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اس سے یہی
مراد ہے کہ اس مرتبہ کا ایمان اسمین نہین رہتا اس مرتبہ کی ایمان والے کے واسطے جو مدارج
رفیعہ خدا نے مقرر کئے ہین اونکا استحقاق جاتا رہتا ہے تیسرے معنی ایمان کے یہ ہین
کہ اعتقادات کاملہ یقینیہ رکھتا ہو اور واجبات و مستحبات کو بجالاوے اور محرمات و مکروہات
کو ترک کرے یہ مرتبہ بڑا مرتبہ ہے جن احادیث مین وارد ہوا ہے کہ مومن مین وہ صفات
ہوتے ہین جو بغیر انبیاء و اوصیاء کے نہین پائے جاتے وہان مراد مومن سے وہ
ہے جو اس مرتبہ کا ایمان رکھتا ہو اور ایک معنی ایمان کے یہ ہین کہ محض عقائد حقہ ضروریہ
رکھتا ہو انکا انکار نہ کرے بظاہر انکا اقرار کرے اور یہی معنی اسلام کے بھی ہین بنا بر اکثر
روایات کے ایسا مومن و مسلم بھی آخرت مین نفع یاب ہوگا ہمیشہ جہنم مین نرہے گا مستحق
مغفرت الٰہی اور شفاعت کا ہوگا اعمال و عبادات اسکے بھی درست ہون گے اور کبھی
اسلام سے یہ مراد ہوتی ہے کہ فقط شہادتین کو زبان سے جاری کرے اور دل سے
اسکا اعتقاد نہ ہو ایسا اسلام منافقون کا ہے مگر یہ معنی شاذ ہین جسکا اسلام ایسا
ہوگا اسکو آخرت مین کچھ نفع نہ ہوگا مثل کفار کے عذاب ابدی مین مبتلا رہیگا پس
جس مین معنی اول اسلام کے جو مرادف ایمان کے ہین نپائی جائین وہ کافر ہے بکفر
اصطلاحی اس سے معاشرت و مناکحت وغیرہ جائز نہین ہے مثل اسکے کہ اصول
دین کا انکار کرنے اور ضروریات دین سے کسیکا انکار کرے مراد ضروریات دین سے

وہ امور ہین جنکا ہونا دین اسلام مین بدیہی وظاہر ہو جو اس دین مین ہو وہ انکو جانتا ہو مگر شاذونادر کوئی ایسا ہو کہ نجانتا ہو مثل ایسکے کہ تازہ مسلمان ہوا ہو پس جو شخص کہ نماز وروزہ وحج وزکوۃ کو مثلاً واجب نہ جانے اوسکے ترک کو جائز جانے وہ کافر مستحق قتل کا ہے یا کوئی ایسا فعل کرے جس سے حقارت دین کی ہو یا اشیاء محترمہ دین کے ہو مثلاً عمداً قرآن کو جلاوے یا نجاسات مین پھینکدے یا اسپر لات مارے یا ایسا کلمہ کہے خواہ نظم مین خواہ نثر مین جس سے توہین ہو انبیا وملائکہ وائمہ معصومین یا کعبہ وروضات مطہرہ ائمہ اور خاک شفا اور کتب حدیث شیعہ کے یہ سب امور موجب کفر ہین اور کبھی اسلام سے یہ مراد لیتے ہین کہ جمیع اوامر ونواہی خدا کا مطیع ومنقاد رہے اور ہر حال مین اسکی جانب متوجہ رہے یہ درجہ اسلام کا ایمان سے بڑہا ہوا ہے یہ وہ اسلام ہے جسکو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی صفت مین بیان کیا ہے اور کہا ہے حنیفا مسلما یعنے مین مائل ہون دین حق کی جانب اور بچا دیگر راہی سے علیحدہ ہون اور مطیع ومنقاد ہون جمیع اوامر ونواہی خدا کا ووسکی درگاہ سے متوسل ہون اور یہی معنی اسلام کے ہین دعاء نماز میت اللھم اغفر للمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات مین یہان اسلام سے مراد وہ معنی اصطلاحی اسلام کے جو سابق مین گذرے نہین ہین ورنہ جتنے فرقے اسلام کے ہین وہ سب اس دعا مین داخل ہوجاوینگے حالانکہ وہ مستحق اس دعا کے نہین ہین اور یہی مومنین و مومنات کے بعد مسلمین ومسلمات کا واقع ہونا قرینہ جلیہ ہے کہ اسلام سے مراد یہان معنی خاص ہین جو ایمان اصطلاحی سے مرتبہ مین بڑہے ہوے ہین ورنہ تعمیم بعد تخصیص کے لازم آئیگی وہ خلاف ہے بہرحال چونکہ ایمان کے مراتب ہین اسیوجہ سے ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے تشبیہ دی ہے ایمان کو ساتھ انسان کامل الاعضاء کے یعنی جیسا کہ انسان مین بعض اعضا ایسے ہین کہ انکی زائل ہوجانے سے اصل شخص انسان زائل ہوجاتا ہے مثل سر وقلب وغیرہ اعضاء رئیسہ کے اور بعض اعضاء ایسے ہین

تشبیہ ایمان بکامل الاعضا

کہ اُن کے زائل ہوجانے سے منافع حاصل نہین کرسکتا مضرتین دفع نہین کرسکتا مگر انسان
رہتا ہے مثل ہاتھ پانون وغیرہ کے اور بعض اعضاء ایسے ہین جنسے زینت وحسن وکمال
انسان جاتا رہتا ہے مثل چشم وابرو وبینی وگوش کے اسیطرح ایمان بھی ہے بعض اجزا
اُسکے ایسے ہین کہ جسکے زائل ہونے سے اصل ایمان ہی زائل ہوجاتا ہے مثل اعتقادات
حقہ کے جو بمنزلہ سر وقلب ایمان کے ہین اگر اعتقادات نہوے تو اصل ایمان ہی نہین
ہے اور بعض اجزا ایسے ہین کہ جنکے نہونے سے منافع ایمان حاصل نہین ہوسکتی اور نہ
مضار ایمان دفع ہوسکتے ہین مثل واجبات کا بجالانا اور محرمات کا ترک کرنا یہ بمنزلہ
ہاتھ پانون کے ہین پس جو شخص کہ محض اعتقاد رکھتا ہو اور واجبات ومحرمات سے کچھ غرض
نہو وہ بمنزلہ شخص دست وپا بریدہ کے ناقص ہے نہ کوئی منفعت اُس سے حاصل ہوسکتی
ہے اور نہ مضرت دفع کرسکتا ہے اگر کوئی شخص ایسا فرض کیجے کہ دست وپا چشم وگوش
بریدہ ہو تو ایسے شخص کی زندگی بالکل بیکار بلکہ حکم مردہ مین ہے اور ایسے شخص کی حیوۃ بھی
جلد زائل ہوجاتی ہے یہی کیفیت ایمان کے بغیر فعل واجبات وترک محرمات کے ہی ایسا
ایمان بھی جلد زائل ہوجاتا ہے یہ اعمال بمنزلہ قلعہاے مستحکم کے ہے لشکر واعوان وانصار
ایمان مین انکی موجودگی مین کوئی چیز مضرت نہین پہونچا سکتی اسیکی جانب جناب رسالتمآب نے
اشارہ فرمایا ہے کہ لایزال الشیطان ذاعرا من المومن مادام حافظا علی الصلوۃ
الخمس فاذا ضیعہن تجرء علیہ فادخلہ فی العظام یعنی ہمیشہ شیطان مومن سے
کانپتا رہتا ہے جبتک کہ وہ اپنی نماز پنجگانہ کا حافظ رہتا ہے جب وہ نمازون کو ضایع
کرتا ہے تو شیطان کی جرأت اُسپر بڑھ جاتی ہے اور گناہان عظیم مین مبتلا کردیتا ہے
اور بعض اجزاء ایمان کے ایسے ہین جنسے زینت ہے ایمان کی مثل صورت وچشم وابرو
وغیرہ کے جیسے انکے ہونے سے زینت ہے صورت انسان کی اسیطرح اعمال خیر وصفات
حسنہ مثل اخلاق وتواضع وغیرہ زینت ایمان ہین اور جب ایمان حاصل ہوگیا تو خدا

ناصر و مددگار رہتا ہے چشم و دل و گوش سب کشادہ ہو جاتے ہین الہامات ربانی اسکے
دل تک پہونچنے لگتے ہین حدیث مین ہے المومن ینظر بنور اللہ مومن دیکھتا ہے ساتھ
نور خدا کے اسکی طرف قرآن مجید مین اشارہ فرمایا ہے اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم
من الظلمات الی النور یعنی خدا ناصر و مددگار اُن لوگون کا ہے جو ایمان لائے ہین نکالتا ہے
انکو تاریکی کفر و ضلالت سے طرف نور ایمان و ہدایت کے یا نکالتا ہے انکو تاریکی گناہ
و جہالت سے طرف نور توبہ و علم و حکمت کے یعنی وقتاً فوقتاً انکی معرفت انکا علم و ادراک
بوجہ نور ایمان کے بڑھتا جاتا ہے یہان پر خدا نے جہالت کو تاریکی سے تشبیہ دی ہے
اور علم کو نور سے مشابہ کیا ہے مومنین کے بارے مین شاعر کہتا ہے ؎ سوائین
پایہ ادنی نشو چہ نشوند ٭ کہ بوجہ بوسے مقصد اعلی داد اند ٭ در شبانگاہ تجلی کمف این طائفہ را
چہ وہی شمع کہ اینان ید بیضا دارند ٭ تمت

موعظہ ۸ - مذمت تکبر و وجوہ تکبر مین اور معنے اُسکے اور وقود زیدہ النار کا

حضرت امیر علیہ السلام خطبہ قاصعہ مین فرماتے ہین الحمد للہ الذی لبس العز و الکبریاء
واختارہما لنفسہ دون خلقہ یعنی حمد و ثنا اس خداوند عالم کے واسطے ہے کہ
جسنے لباس عزت و کبریائی کا پہن لیا ہے اور ان دونون صفتون کو یعنی عزت
و بزرگی کو مخصوص اپنی ذات کے واسطے کیا سوائے اپنی مخلوقات کے یعنی اونپر تکبر کو حرام
کیا ہے تکبر بدترین صفات ذمیمہ سے ہے موجب مذلت دنیا و آخرت دونون کا ہوتا ہے
حدیث قدسی مین حق تعالی فرماتا ہے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری یعنی کبر و بزرگی خاص
میری ردا ہے اور عظمت و برتری میری چادر ہے فمن نازعنی فی واحد منہما القیتہ
فی جہنم پس جو شخص کہ مجھسے نزاع کریگا ان دونون صفتون مین سے کسی صفت مین

یعنی تکبر کرے یا اپنے تئین عظیم و برتر سمجھے تو اسکو مین جہنم مین جھونک دونگا فقرہ من
نازعنی بڑا مہیب فقرہ ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تکبر و غرور کرنے والا گویا منازعت
و محاربہ کرنیوالا ہے خدا سے نعوذ باللہ من ذلک بعد اسکے فرماتے ہین حضرت امیر علیہ السلام
وجعلهما حمى وحرما على غيره واصطفاهما لجلاله یعنی عزت و کبریائی
کو خدا نے اپنا احاطہ خاص قرار دیا ہے غیر کے آنیکی اسمین ممانعت ہے اور اپنی جلالت
کے واسطے ان دونون صفتون کو برگزیدہ کیا ہے وجعل اللعنة على من نازعه
فيهما من عباده اور جسنے کہ منازعت کی خدا سے ان دو صفتون مین اسپر اسنے
لعنت کو مقرر کیا ہے سرگروہ و پیشوا متکبرین کا جو بانی و مبانی اس صفت ذمیمہ کا ہوا وہ
ابلیس لعین ہے جب حقتعالی نے چاہا کہ اپنے ملائکہ مقربین کا امتحان کرے اور انکے
متواضعین و متکبرین کو جدا کردے تو کہا انی خالق بشرا من طين فاذا سويته
ونفخت فيه من روحي فقعوا له ساجدين یعنے ایک بشر کو مین مٹی سے پیدا کرنیوالا
ہون پس جبکہ مین اسکو بنا لون اور اپنی روح کو اسمین پھونک دون تو تم سب اسکے
سجدہ کرنیکو جھک جانا کل ملائکہ نے اس حکم کی تعمیل کی مگر ابلیس نے تکبر کیا اپنی شرافت
اصل پر نازان ہوا قال انا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين کہا مین آدم سے بہتر ہون
مجھکو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے یعنی باوجودیکہ مین اصل مین شریف
و بزرگ ہون یہ کیونکر ہو سکتا ہے جو مجھسے پست تر ہو یعنی خاک اسکو مین سجدہ کرون
یہ نہ سمجھا وہ ملعون کہ بزرگ وہ ہے جسکو خدا بزرگ کرے اس مین نور و نار و آب و
خاک کو کیا دخل اگر خدا چاہتا کہ آدم کو ایسے نور سے پیدا کرے جسکی روشنی سے
آنکھین خیرہ ہو جائین اور نظر اوسپر نہ ٹھہرے وہ ضیا اسمین ہو کہ عقول حیران ہون
اور ایسی مہک خوشبو ہو کہ جسنے ارواح و نفوس مین بالیدگی و تازگی پیدا ہو تو کر سکتا
تھا عاجز نہ تھا بلکہ اگر ایسا کرتا تو سب اونکی جانب گرویدہ ہوتے نہایت خضوع و خشوع

سے اطاعت وفرمانبرداری ملائکہ کی کرے تو جو غرض و نہایت حق تعالیٰ کی تھی کہ
بعض اشیاء مین امتحان اپنی مخلوقات کا کرے سیکے سبب وعلت کیان سے تھی
رکھا تھا اور آزماوے کہ کون مطیع ہے کون [illegible] ایک کو دوسرے سے جدا کردے
اور کبر وغیرہ کی ان سے ناگہ کرے [illegible] جو غرض تھی فوت ہوجاتی
اسی وجہ سے آدم کو خاک سے پیدا کیا [illegible] اسی خاک کردیا کہ تو لوگون تم ہوا
کہ اسکو سجدہ کرے [illegible] اس مصالح [illegible] بیان کرنا ضروری ہوا دوسرا یہ کہ شیطان
ملائکہ مین تھا جب [illegible] ملائکہ [illegible] کی خلقت نور سے شیطان کی
خلقت نار سے ہے [illegible] ملائکہ معصوم ہین انسے خطا نہین ہوتی اس سے
خطا ہوئی دوسرے یہ کہ شیطان کو خدا نے کیون پیدا کیا کہ وہ لوگون کو بہکاتا ہے جواب اسکا
یہ ہے کہ یہ ویسا اعتراض ہے جیسا کوئی کہے خدا نے سانپ بچھو وغیرہ حیوانات درندہ
کو اور کفار کو کیون پیدا کیا کہ لوگون کو اذیت پہونچاتے ہین جن مصالح سے انکو پیدا کیا
ویسے ہی مصالح شیطان کے پیدا کرنے مین بھی ہین اور جسطرح بندون کو اس نے
فاعل بالاختیار گردانا ہے نیکی بدی کی راہ بتادی ہے اسیطرح شیطان کو بھی فاعل
بالاختیار گردانا جو اسنے کیا اور کرتا ہے وہ اسیکی طرف منسوب ہوگا اسمین خدا پر کوئی الزام
نہین آتا اور یہی نیکی بدی مین امتیاز نہ ہوتا جبتک کہ بدی کا وجود نہ ہوتا مثل مشہور ہے
الاشیاء تعرف باضدادھا ہر شے اپنی ضد سے خوب پہچانی جاتی ہے اگر شیطان نہوتا
تو بدی کا وجود ہی نہ ہوتا بندہ مجبور رہتا نیکی کے کرنے مین پھر جزا و سزا بیکار ہوجاتی اور
بھی اگرچہ شیطان ورغلاتا ہے مگر خدا نے ہمکو یہ بھی جتادیا ہے کہ دیکھو شیطان تمھارا دشمن ہے
تمکو راہ ہدایت سے ورغلانے والا ہے اور تمھارے قبل بہت سے لوگون کو ورغلاتا ہے
اس سے بچتے رہنا اسکے دہوکے مین نہ آنا اس صورت مین اگر ہم شیطان کے پیروی کرینگے
تو ہمارا قصور ہے خدا پر کوئی الزام نہین ہے تیسرے یہ کہ یہ سجدہ ملائکہ سجدہ عبودیت و بندگی

رفع شبہہ شیطان

نہ تھا ایسا سجدہ کفر ہے بجز خدا کے کسیکے واسطے جائز نہین یا تو یہ سجدہ ویسا تھا جیسا کہ
خانہ کعبہ کی طرف کیا جاتا ہے خانہ کعبہ کو ہم معبود اپنا نہین جانتے ہین بلکہ وہ قبلہ ہمارا قرار
دیا گیا ہے اسوجہ سے بحکم خدا ہم اسکی طرف سجدہ کرتے ہین اصل سجدہ خدا کو ہے چونکہ
خدا نے حضرت آدم کو قبلہ ملائکہ کا گردانا تھا جیسا کہ بعض علماء نے لکھا ہے اسوجہ سے حکم
ہوا ملائکہ کو آدم کی طرف سجدہ کرنیکا حقیقت مین یہ سجدہ خدا کا تھا اور قعوالہ ساجدین
مین لفظ لہ کو بمعنی الیہ کے لیا ہے یعنی طرف آدم کے سجدہ کے واسطے جھکو یا یہ سجدہ ویسا تھا
جو اگلی امتون مین دستور تھا کہ اپنے اکابر و بزرگون کو سجدہ کیا کرتے تھے سجدہ تعظیمی یا یہ سجدہ
شکر تھا جو عین طاعت خدا ہے جیسا حضرت یعقوب و برادران یوسف نے یوسف کو کیا تھا
بعض روایات مین وارد ہوا ہے کہ انوار مقدسہ خمسہ یعنی محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین
صلب آدم مین تھے اسیوجہ سے ملائکہ کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرین بہر حال شیطان کے
بارے مین منقول ہے کہ برسون ملائکہ کے ساتھ اُسنے عبادت کی ہے ایک آن مین بھی
عبادت سے باز نرہتا تھا ہفت آسمان مین کوئی مقام سجدہ کا باقی نرہا تھا جہان اُسنے
سجدہ نکیا ہو منقول ہے کہ ہر روز منبر نور پر جاتا تھا اور ملائکہ مین وعظ کہا کرتا تھا چھ لاکھ
فرشتے اُسکے منبر کے نیچے رہتے تھے اسقدر تقرب درگاہ خدا مین اسکو حاصل ہو گیا تھا
کہ ایک روز ایک فرشتہ ملائکہ مقربین سے کہنے لگا کہ اگر العیاذ باللہ کوئی خطا مجھسے
ہوجاوے تو مین عزازیل کو اپنا شفیع گردانونگا تاکہ خداوند عالم اُسکی شفاعت سے
میری خطا سے درگذرے حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین خطبہ قاصعہ مین فاعتبروا
بما کان من فعل اللہ بابلیس واحبط عملہ الطویل وجہدہ الجہید عبرت حاصل
کرو کہ کیا کیا خدا نے ابلیس کے ساتھ اُسکے عمل طولانی و کوشش بلیغ کو باطل و ناچیز
کردیا وکان قد عبد اللہ ستۃ الاف سنۃ لا یدری امن سنی الدنیا ام من سنی الاخرۃ
عن کبر ساعۃ واحدۃ یعنے چھ ہزار برس اُسنے عبادت خدا کی کی اور اُن برسون کا حال

نہیں معلوم کہ وہ دنیا کے برس سے تھے یا آخرت کے برس ہین جنکا ایک یکدن فقط پچاس ہزار برس کا
ہوتا ہے غور کرنیکا اور عبرت کا مقام ہے کہ اتنی عبادت اسکی ایک ساعت کے کبر و غرور نے نیست و نابود
کردی اور اگلی امتوں کے متکبرین یا اسوقت کے [illegible] کے انجام کو دیکھئے کیسے کیسے عذاب میں مبتلا
ہوئے کبھی تکبر سے بہتری نہیں ہوئی نمرود کے پاس خدا نے تین دفعہ فرشتہ بھیجا تھا فہمایش
کے واسطے کہ اب بھی تو ایمان لا میں تجھے باز رہوں گا کیونکہ تکبر نے اسکے دماغ کو خراب رکھا تھا وہ کب
سنتا تھا وہ تو اپنے تئیں خدا سمجھتا تھا جواب دیا اس فرشتے کو کہ بجز میرے کوئی اور بھی
بخشنے والا ہے خدا سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہوا آخر الامر اس فرشتے نے کہا اچھا تین روز کی مہلت
ہے تو تمام فوج اپنی جمع کر جب اس جبار نے کل فوج اپنی جمع کی تو وحی ہوئی اس فرشتے کو جسکے
قبضہ میں کل مچھر ہیں افتح علیھم بابا من البعوض کھولدیا دروازہ مچھروں کا اسکی فوج پر ولد
مچھر تو اسقدر مچھر اسدن نکلے کہ آفتاب اس روز چھپ گیا تھا اور بحکم خدا وہ مچھر
فوج نمرود پر ٹوٹ پڑے تمام گوشت [illegible] فوج کا کھا گئے مچھر ہڈیوں کے کچھ باقی نہ رہا مگر
نمرود کو کوئی صدمہ نہ ہوا جب نمرود یہ سب دیکھ چکا تو ایک مچھر کو حکم ہوا کہ ناک میں گھس کے
اسکے دماغ میں پہونچا [illegible] نے نقل کیا ہے کہ چار سو برس تک وہ مچھر اوسکے دماغ میں رہا یہ کیفیت
اسکی تھی [illegible] لوہے کی لکڑی سے وہ اپنا سر کٹواتا تھا بلکہ جو شخص کہ دونوں ہاتھوں میں لیکر
اس لکڑی کو زور سے نمرود کے سر پر مارتا تھا وہ اسکا بڑا دوست ہوتا تھا یہاں تک کہ وہی ایک
مچھر تمام دماغ اسکا کھا گیا اور داخل جہنم ہوا یہ تکبر نمرود کا بدترین اقسام تکبر سے ہے جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے ان اعظم الکبر غمص الخلق وسفہ الحق یعنے اعظم کبر سے
یہ ہے کہ لوگوں کو حقیر سمجھے اور حق کو برا جانے اہل حق پر طعن کرے اکثر احادیث میں یہی معنی تکبر
کے وارد ہوئے ہین پس جو کہ بندگی خدا سے تکبر کرے یا اطاعت سے انبیاء و اوصیاء و ائمہ
ہدای و علماء و اہل حق سے سرکشی کرے یا فضیلت سے اس جماعت کی جسکو خدا نے فضیلت
دی ہے انکار کرے جیسا کہ کفار و منافقین انبیاء و اوصیاء کو باعتبار اپنی عقل ناقص و دیدہ

معنی تکبر

نابینا کے حقیر سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ایسے شخص کی اطاعت کرین اسیطرح مناظرہ مین گفتگو
مین کلام مین لیا ہین شکست دیکر یا ست مین لوگون کو ذلیل و حقیر سمجھنا یہ سب تکبر مین داخل
ہین عمرو بن یزید اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ مین نے پوچھا امام جعفر صادق علیہ السلام سے
کہ مین عمدہ غذا کھاتا ہون اور عمدہ خوشبو و عطریات کا استعمال کرتا ہون اور عمدہ گھوڑے پر سوار
ہوتا ہون اور غلام و خدمتگار میرے ساتھ رہتے ہین یا حضرت اگر اسمین کچھ تکبر و تجبر ہو تو مین چھوڑ دون
حضرت نے بعد تامل کے فرمایا جبار ملعون وہ شخص ہے جو لوگون کو حقیر جانے اور حق کو جہالت
شمار کرے یعنی ناچیز سمجھے راوی نے کہا کہ مین حق کو جہالت نہین جانتا ہون اور تحقیر کو بھی نہین
سمجھا حضرت نے فرمایا جو لوگون کو ناچیز سمجھے اور تفوق و تجبر و زیادتی اپنر کرے وہ جبار ہے یعنی
جب تجھ مین تحقیر و تذلیل نہین ہے تو یہ آرائش تکبر مین داخل نہین ہے اور کس بات پر تکبر
ہم کرین اور لوگون کو ذلیل جانین ہم سب کی خلقت و اصل خاک ہے یہ بھی تو نہین ہے جیسا
کہ ابلیس نے کہا تھا کہ میری خلقت آگ سے ہے اور آدم کی اصل خاک ہے اور آگ اشرف ہے
خاک سے ہم تو سب اصل مین ایک ہین اس اعتبار سے تو ہمارا تکبر ابلیس کے تکبر سے بڑھ جائیگا حضرت
امیر علیہ السلام فرماتے ہین الناس من جہة التمثال اکفاء ٭ ابوہم آدم والام حوا ہم سب
لوگ صورت مین یکسان ہین باپ آدم ہین مان حوا ہین فان یکن لہم فی اصلہم شرف
یفاخرون بہ فالطین والماء اگر انکی اصل مین کوئی بزرگی و شرف ہے جس سے کہ وہ
باہم فخر کرتے ہین تو وہ پانی اور مٹی ہی تو ہے پھر کاہے کا فخر وان اتیت بفخر من ذوی نسب
فان نسبتنا جود و علیاء اگر تجھے فخر و مباہات نسب سے ہے تو ہم منسوب جود و علو
مرتبہ کی جانب ہین یعنی ہم زیادہ سزاوار فخر کے ہین جب ہم فخر نہین کرتے تو اور ذوی
الانساب کو کیا جائے فخر ہے ؎ ترک عجب و کبر کن تا قبلۂ عالم شوی ٭ سیرت ابلیس
را بگذار تا آدم شوی ٭ حضرت عیسیٰ سے کسی نے پوچھا لوگون مین کون افضل و بہتر ہے
حضرت عیسیٰ نے دو مٹھیان خاک کی اوٹھا کر فرمایا یہ دونون مشت خاک برابر ہین کسکو ایک

کرے وہ ساتوین طبقہ مین جہنم کے ہوگا اور اگر مالداری وثروت کا غرور ہے تو خدا کے
نزدیک اسکی کچھ وقعت نہین ہے قل متاع الدنیا قلیل کہو تم اے پیغمبر مال متاع دنیا
قلیل ہے قیام اسکے لئے نہین ہے جناب رسالتمآب فرماتے ہین لوکانت الدنیا تزن
عند اللہ جناح بعوضۃ لما سقی اللہ کافرا منہا شربۃ ماء یعنی اگر دنیا کی قدر ومنزلت
خدا کے نزدیک بقدر پر پشہ کے بھی ہوتی تو کافر کو کبھی اسمین سے ایک پیاس پانی نہ
ملتا اور بھی اگر مال باعث فخر ہوتا تو پیغمبر خدا الفقر فخری نفرماتے اور امیر المومنین دنیا کو
تین مرتبہ طلاق نہ دیتے اور نفرماتے اس سے الیک عنی یعنے دور ہو جا تو میرے
پاس سے اور بھی ثروت ومال اگر باعث افتخار ہوتا تو قارون کبھی زمین مین غرق نہ
ہوتا اور عیسی آسمان پر نجاتے شاعر کہتا ہے از بیدرمی برفت عیسی بفلک ؛ وز درہمی
درمی برفت قارون بدرک ؛ گر زانکہ کسے زکس بزر بہ بودی ؛ قارون بفلک رفتی و عیسی
بدرک ؛ اور اگر منصب وحکومت باعث تکبر کا ہے تو نہایت خلاف عقل ہے کیونکہ تکبر سے
تو افتخار وترفع منظور ہوتا ہے رعایا و محکوم کی نظر مین حاکم کی بزرگی تو ہوتی ہی ہے
تکبر اوسنے بحث ہر کوئی بزرگی اس سے بڑھ نہین جاتی بلکہ اور باعث منقصت وبدنامی
کا ہوتا ہے اور اگر عالی نسبی کا غرہ ہے تو اول تو نسب کا مدار ظن پر ہے یقین اسکا
مشکل ہے علاوہ اسکے آپ سن چکے حضرت امیر علیہ السلام کے کلام کو کہ نسب موجب
فخر نہین ہو سکتا ابولہب پیغمبر خدا کا چچا تھا کیسا عالی نسب نوح کا بیٹا پیغمبر زادہ تھا
اور بلال غلام حبشی تھا مرتبہ بلال کا دیکھیے اور پسر نوح کو دیکھیے کہ کیا خراب ہوا
ابولہب کا یہ انجام ہوا کہ حق تعالی فرماتا ہے تبت یدا ابی لہب وتب کٹ گئے ہاتھ ابولہب کو
بجز ہلاکت وخسران کے اور کچھ حاصل نہ ہوا ما اغنی عنہ مالہ وما کسب اس کو
مال ودولت نے جو کچھ کہ اوسنے حاصل کیا تھا کچھ نفع نہین دیا سیصلی نارا ذات
لہب عنقریب بھڑکتے ہوے شعلون مین جہنم کے بھنے گا حق تعالی فرماتا ہے

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا یعنے اے
لوگون ہمنے تمکو پیدا کیا ہے آدم و حوا سے یعنے تم سب ایک ہو اور فرقہ و قبیلہ جو تم مین
قرار دیئے ہین تو اسواسطے کہ تم مین باہم معرفت حاصل ہو اور پہچان لو کہ فلان فلان قبیلہ
کا ہے نہ اس غرض سے کہ تم لوگ آپس مین تکبر و فخر کرو ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم بزرگ تر
عالی مرتبہ تم مین وہ ہے خدا کے نزدیک جو تقوی و پرہیزگاری مین زیادہ ہو شان
نزول مین اس آیہ کے لکھا ہے جب فتح مکہ ہوئی تو پیغمبر خدا نے بلال کو حکم دیا کہ خانہ
کعبہ کی چھت پر جا کے اذان کہے جب بلال نے اذان کہی تو ایک جماعت قریش کو جو متکبر
و بانخوت تھے ناگوار ہوا طعن کرنے لگے منجملہ ان کے ہشام نے بلال کے نسب مین قدح کرنی
شروع کی کہنے لگا کیا محمد کو اور کوئی نہ ملتا تھا جو اس کالے کوے سے اذان کہلوائی دوسرا
کہنے لگا طعن سے اگر خدا چاہے گا تو اسکو بھی بدل دیگا ابوسفیان نے کہا مین کچھ نہ کہون گا
ایسا نہ ہو کہ خدائے آسمان محمد کو خبر پہونچا دے یہ باتین ہو رہی تھین کہ جبرئیل امین
پیغمبر خدا کے پاس آئے اور یہ سب قصہ حضرت سے بیان کر دیا حضرت نے ان سب کو
طلب فرمایا اور کہا تم لوگ ایسا ایسا کہتے تھے اقرار کیا انھون نے پھر یہ آیہ نازل ہوا
اور بعض نے شان نزول مین اس آیہ کے یہ لکھا ہے کہ ثابت بن قیس ایک شخص پر
آزردہ ہوا اور کہنے لگا انت ابن فلانۃ تو تو فلان عورت کا بیٹا ہے اور وہ عورت
رذیل و کمینون سے تھی ثابت بن قیس نے اس مرد دیندار کی تذلیل چاہی یہ کلام
ثابت کا مسموع ہمایون جناب رسالتماب تک پہونچا تو حضرت نے ثابت سے کہا کہ ان لوگونکی
طرف تو دیکھ جب اوسنے دیکھا تو حضرت نے پوچھا کیا دیکھا تو نے عرض کیا لوگون کو دیکھا
جنکے رنگ مختلف ہین بعض سرخ بعض زرد بعض سیاہ پھر فرمایا فانک لا تفضلھم الا
بالتقوی والدین یعنے اے ثابت تجھکو جو ان لوگون پر فضیلت ہے تو بسبب تقوی و
دینداری کے ہے یعنی نسب کی وجہ سے تجھکو ان پر فضیلت نہین ہے جو تو نے اوسپر

ف قدح کرنا ہشام کا نسب بلال مین

ف قصہ ثابت بن قیس کا

طعن کیا پھر یہ آیہ نازل ہوا اور ایک قول اور بھی اسکی شان نزول مین لکھا ہے کہ پیغمبر خدا کا
گذر بازار مدینہ مین ہوا دیکھا کہ ایک غلام حبشی بکتا ہے اور کہتا ہے جو شخص مجھے خریدے
اُس سے مین یہ شرط کرتا ہون کہ مجھے نماز یومیہ پڑھنے سے ساتھ رسول اللہ کے منع نکرے
مین ہمیشہ حضرت کے ساتھ نماز پڑہا کرتا ہون ایک شخص نے اسی شرط سے اسکو خرید لیا
اور حضرت بھی ہر نماز مین اس غلام کو دیکھا کرتے تھے بعد چند روز کے حضرت نے اُسکو نماز مین
ندیکھا پوچھا حضرت نے لوگون نے کہا کہ اُس کو تپ ہی حضرت خود اسکی عیادت کو تشریف
لیگئے بعد تین روز کے پھر اُسکا حال پوچھا اسکے مولا نے عرض کیا کہ اسنے انتقال کیا
یہ سنکر حضرت خود مشغول اسکے دفن وکفن مین ہوے جب انصار ومہاجرین نے یہ
شفقت نبوی غلام حبشی کے حال پر دیکھی تو نہایت تعجب ہوا تو حق تعالی نے اس آیہ کو نازل
کیا ان تینون شان نزول سے یہ نکلا کہ نسب کی وجہ سے لوگون کو حقیر نجانو خدا کے یہان
نسب نہین پوچھا جائیگا وہان مدار اعمال پر ہے خواہ ادنیٰ غلام حبشی ہو خواہ نبی زادہ امام زادہ
ہو سب برابر ہین کوئی نسب باعث فخر کے نہین ہے جب زید بن موسیٰ نے جو بھائی امام
رضا علیہ السلام کے تھے مدینہ مین خروج کیا اور بہت سے لوگون کو جلادیا اور قتل
کیا یہان تک کہ اُن کو زید نار کہتے تھے تو مامون رشید نے اپنی فوج بھیجکر زید کو گرفتار کرایا
جب مامون کے پاس انکو لاے تو مامون نے کہا انھین لیجاؤ امام رضا علیہ السلام کے
پاس جب حضرت کی خدمت مین اُنکو لائے تو امام رضا نے فرمایا یا زید اغرک قول سفلۃ
اھل الکوفۃ اے زید کیا تجھکو اہل کوفہ کے سفلون کے قول نے مغرور کردیا ہے
جو وہ کہا کرتے ہین ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرم اللہ ذریتہا علی النار یعنے بتحقیق
کہ فاطمہ معصومہ وعفیفہ ہین اونکی ذریۃ پر خدا نے جہنم کو حرام کیا ہے یعنی تیرا گمان
یہ ہے کہ مین ذریۃ فاطمہ سے ہون جو چاہون نافرمانی خدا کی کرون جہنم تو مجھپر حرام ہی
ہے اے زید ذالک للحسن والحسین خاصۃ یہ خاص حسن وحسین کے واسطے ہے یعنی

قصہ زید بن النار

ذریت فاطمہ سے مراد وہ ہیں جو بطن جناب سیدہ سے ہیں مثل حسن وحسین و زینب و کلثوم کے
بعد اسکے عجب کلام فرماتے ہیں حضرت آخر کلام امام ہی فرماتے ہیں اے زید یہ تیرا خیال
ہے کہ میں نافرمانی خدا کرکے بھی بہشت میں جاؤں گا حالانکہ امام موسی بن جعفر علیہ السلام
اطاعت خدا کرکے بہشت میں جائینگے فان انت اکرم علی اللہ عزوجل من موسی بن جعفر
[illegible] تو خدا کے نزدیک [illegible] موسی بن جعفر سے بڑا ہوکے
فرمایا حضرت نے واللہ [illegible] نہ پہنچے گا کوئی ان مدارج کو جو خدا نے مقرر
کئے ہیں جبتک کہ وہ اطاعت خدا کی نہ کرے اور تیرا گمان یہ ہے کہ
تو معصیت خدا کرکے ان مدارج تک پہونچے فبئس ما زعمت بہت برا خیال
کیا ہے تو زید نے یہ سب سنکر کہا میں آپ کا بھائی ہوں حضرت نے فرمایا تم میرے بھائی
جبتک ہو جبتک اطاعت خدائے عزوجل کی کرو حضرت نوح نے خدا سے کہا تھا ان ابنی
من اهلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین یعنی پروردگارا یہ لڑکا میرا میری اہل سے
ہے اور تیرا وعدہ حق ہے تو احکم الحاکمین ہے یعنی تو نے وعدہ کیا ہے میرے اور میرے
اہل کے بچانے کا جواب آیا یا نوح انہ لیس من اهلک انہ عمل غیر صالح اے نوح
یہ تیرے اہل سے نہیں ہے یہ عمل غیر صالح ہے حضرت فرماتے ہیں خدا نے فرزند نوح
کو نوح کے اہل سے خارج کردیا فقط معصیت کرنیکی وجہ سے یعنی اے زید جب تو نے
معصیت خدا اختیار کی ہے تو تو میرا بھائی نہیں ہے اس قصہ سے بھی ظاہر ہے کہ مدار
عمل پر ہے نسب پر نہیں امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں انما خلقت النار لمن عصی اللہ
ولو کان سیدا قرشیا والجنة لمن اطاع اللہ ولو کان عبدا حبشیا یعنی جہنم اسی کے لئے
پیدا کیا گیا ہے جو نافرمانی خدا کی کرے اگرچہ وہ سید قرشی ہو اور بہشت اسی کے واسطے
بنایا گیا ہے جو فرمانبرداری خدا کی کرے اگرچہ وہ غلام حبشی ہو اسیطرح بہت سی
احادیث وارد ہوئی ہیں حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں الشرف بالفضل والادب لا

بالاصل والنسب یعنی شرافت وبزرگی فضیلت وادب سے ہے نہ اصل ونسب سے
ع نسب چہ سود دہد چون تو بے ہنر باشی * زآب جو چہ ہوش تشنہ ہائے چوبین را ۔
ایک شخص شریف خاندان جو جاہل تھا اسنے بقراط حکیم کی عدم نجابت و نائت نسب
پر طعن کیا عجب جواب دیا بقراط نے کہا کہ شرافت تیرے آبا و اجداد کی جب مجھ تک
پہونچی تو جاتی رہی اور شرافت وبزرگی میری اولاد کی مجھسے شروع ہوئی پس میں
فخر اپنی اولاد کا ہوا اور تو ننگ ہوا اپنے اجداد کا ہوا ع چہ فضلے است کہ مغز دیا از عظم
لطیف باکسیکہ فخر کند بر نسب زبے ہنری * اور اگر حسن وجمال وقوت وپہلوانی کا
غرور ہے تو یہ سب سے زیادہ بے ثبات ہیں ادنیٰ سے تغیر وسوء مزاج میں اگر رستم
زمانہ بھی ہو تو کروٹ نہیں بدل سکتا اور اگر صیاد اجل نے شکار کر لیا تو نیست ونابود
ہوگئے اور لوگونکی ملامت ولعنت اپنے ساتھ لے گئے کیونکہ متکبر سے کوئی راضی نہیں
رہتا ہے مقتضاء طبع ہے متکبر کی عزت نہیں رہتی نظروں سے گر جاتا ہے اور بالعکس
ہوجاتا ہے جو وہ چاہتا ہے بزرگی اور حاصل ہوتی ہے ذلت کتاب ارشاد القلوب میں
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ان لعبد ملکین موکلین بہ ان تواضع
رفعاہ وان تکبر وضعاہ یعنے ہر ایک بندہ پر دو فرشتہ موکل ہیں اگر وہ تواضع وفروتنی
کرتا ہے تو وہ دونوں فرشتہ اسکے مرتبہ کو بلند کر دیتے ہیں اور اگر تکبر کرتا ہے تو اسکو
پست وذلیل کر دیتے ہیں قرآن مجید میں ہے اُن لوگوں کے بارے میں جو اکڑ کر چلتے ہیں
بافتخار وغرور ولا تمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا *
یعنی زمین پر چلنے میں تکبر نکر کیونکہ زمین کو تو اپنی چال سے شق نہیں کر سکتا اور بلندی
وگردن فرازی میں تو پہاڑوں تک نہیں پہونچ سکتا ہے اشراف عرب کے عادات
سے تھا کہ جامہا کو لانبی پہنا کرتے تھے اور زمین پر کھینچتے ہوئے چلتے تھے اسمین
وہ بزرگی اور اپنی رفعت شان سمجھتے تھے چونکہ یہ طریقہ متکبرین کا تھا تو جنابرسالتمآب

نے فرمایا جیسا کہ مجموعہ ورام وغیرہ مین ہے من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ عزوجل
الیہ یوم القیمۃ یعنی جو اپنے جامہ کو زمین پر کھینچتے ہوے چلے بطور متکبرین کے تو
حق تعالی بروز قیامت اسکی طرف نظر رحمت نکریگا بلکہ بعض مفسرین نے تفسیر وثیابک
فطھر مین لکھا ہے کہ تطہیر ثیاب سے بلند وکوتاہ کرنا جامہ کا مراد ہے جب جامہ بلند وکوتاہ
ہوگا تو زمین پر نہ کھنچیگا نجاست سے نہ بھرے گا طاہر رہے گا ایک مرد عاقل صاحب
بصیرت نے ایک متکبر کو دیکھا کہ جامہ خز پہنے ہوے بطور متکبرین کے چلتا ہے اس مرد
عاقل نے کہا کہ اے بندہ خدا یہ رفتار خدا ورسول کے ناپسند ہے اسنے جواب دیا
کہ تم پہچانتے ہو کہ مین کون ہون اس مرد عاقل نے کہا جانتا کیون نہین ہون ابتدا
تیری آب نجس وناپاک سے ہے اور انجام تیرا مردار گندیدہ ہے اور زمانہ درمیانی مین تو
مزدور فضلہ بردار ہے دیکھئے کیا ذلیل کیا اسکو تکبر نے حضرت داؤد کو وحی ہوئی
یا داؤد کما ان اقرب الناس الی اللہ المتواضعون کذالک ابعد الناس من اللہ
المتکبرون یعنے اے داؤد جیسا کہ متواضع ومنکسر خدا سے زیادہ قریب ہے اسیطرح
متکبر خدا سے زیادہ دور رہے منقول ہے تین شخصون کی جانب خدا بروز قیامت
نظر رحمت نکریگا عذاب دردناک اُن کے واسطے مہیا ہوگا ایک مرد پیر زناکار دوسرے
بادشاہ جبار تیسرے فقیر متکبر اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقیر کے واسطے
تکبر زیادہ بد ہے بہ نسبت غنی کے اسی طرح بہت سی احادیث مذمت تکبر مین وارد
ہین یہان تک کہ منقول ہے کہ اگر کسیکے دل مین بقدر رائی کے دانہ کے تکبر ہوگا تو
وہ جنت مین نجائیگا فقط تمت

موعظہ ۹ - بیان تواضع مین اور متکبر کے ساتھ تکبر کرے

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے ان التواضع لا یزید العبد الا

رفعة فتواضعوا رحمکم اللہ یعنی بتحقیق کہ تواضع و فروتنی آدمی کے رفعت و بزرگی کو بڑہاتی ہے جیسے تکبر سے بزرگی نہین ہوتی بجز تواضع کے پس تم لوگ تواضع اختیار کرو خدا تم پر رحم کریگا ارباب نخوت کا خیال ہے کہ تکبر سے عظمت ہوتی ہے بالکل خلاف ہے انبیاء و اصفیاء و اولیاء جتنے گذرے ہین کیسی عظمت و شان و جلالت مرتبت اونکی تھی کوئی متکبر نہ تھا سب متواضع تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر تواضع عمدہ صفت نہ ہوتی اور تکبر اچھا ہوتا تو خدا اپنے سفیرون اور پیغمبرون اور اولیاء کو کبھی متصف بصفۃ تواضع نکرتا سب کو متکبر ہی رکھتا ایسا نہین کیا بلکہ سب متواضع رہے اور بموجب آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہمکو بھی اونھین کی پیروی لازم و واجب ہے مجموعہ ورام مین ہے کہ حضرت سلیمان جب صبح ہوتی تھی تو اغنیاء و امراء سے ملاقات کرتے ہوے فقراء و مساکین کے پاس جاتے تھے اور اونھین کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے اور کہتے تھے مسکین مع المساکین مسکین مسکینون کے ساتھ بیٹھتا ہے حالانکہ کیسا اقتدار کیسی سلطنت تھی حضرت سلیمان کے جن و انس و وحوش و طیور سب اونکے تابع تھے باوجود اسکے اسقدر تواضع اور ہم جو اپنے تئین دیکھتے ہین باوجودیکہ کوئی اقتدار دنیوی نہین ہے اور اگر ہے تو اسقدر ہے کہ اپنی اوقات بسری کر لیتے ہین اوس پر تواضع کو ننگ و عار سمجھتے ہیں یہ جانتے ہین کہ تواضع سے ہمارا مرتبہ گھٹ جائیگا حالانکہ تواضع سے مرتبہ بلند ہوتا ہے حضرت موسی کو تواضع نے کلیم اللہ بنا دیا کوہ طور کی رفعت تواضع سے ہوئی کوہ جودی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ کشتی نوح نے وہان قیام کیا تواضع سے حضرت امیر علیہ السلام باوجود ایسی عظمت و بزرگی کے فرمایا کرتے تھے مسکین جالس مسکینا غریب جالس غریبا یعنے مسکین ہون مسکینون کے ساتھ بیٹھتا ہون فقیر ہون فقیرون کے ساتھ بیٹھتا ہون شاعر نے متعلق تواضع کے خوب مضمون ادا کیا ہے ؎ تواضع تکن کالنجم لاح لناظر ٭ علی صفحات الماء وھو رفیع ٭ یعنی تواضع کر ہو جائیگا تو مثل

اس ستارہ کے جسکو کہ ناظر پانی مین پست دیکھتا ہے حالانکہ وہ بلند ہوتا ہے یعنی
جیساکہ پانی مین ستارہ کا معلوم ہونا سبب پستی اس ستارہ کا نہین ہوتا اسیطرح تواضع
اور پامال رہنا سکے واسطے باعث پستی کا نہین ہوتا بلکہ بلندی وعلو رتبہ اونکا جو ہے وہ
ترقی پاتا ہے ولاتک کالدخان یرفع نفسہ الی طبقات الجو وھو وضیع ہ اور مثل
مثل اس دہوین کے جو اپنے تئین بلند کرتا ہے ہوا مین حالانکہ مرتبہ اسکا پست ہے
یعنی جیساکہ دہوین کا رتبہ بلند ہونے سے بڑہتا نہین ہے اسیطرح تکبر سے ہماری
پستی و فرومایگی کا مرتبہ بلند نہوگا ؎ خواہی کہ سربلند شوی خاکسار باش ؛ در لیے
جز استان نمود صدر نشانہ باش ؛ بلکہ اغنیا و ارباب دولت کے واسطے تواضع زیادہ بہتر ہے
جیساکہ تکبر برا ہے اور فقرا کے واسطے بدتر ہے ؎ تواضع ز گردن فرازان نکوست ؛
گدا گر تواضع کند خوے اوست ؛ جو شخص کہ اپنے مین صفت تکبر وعدم تواضع کے پاوے
اسکو چاہیے کہ اسکے زائل کرنے مین کوشش کرے طریقہ اسکے رفع کا یہ لکھا ہے کہ احادیث
و روایات جو مذمت کبر و نخوت و مدح تواضع مین وارد ہوئے ہین انکو دیکھے اور اگر
نہین دیکھ سکتا ہے تو وعظ مین سنے طبیعت کو تواضع کا عادی گردانے کسیکو بنظر حقارت
نہ دیکھے سلام مین سبقت کرے امام جعفر صادق سے منقول ہے من التواضع ان یسلم
علی من لقیت یعنی تواضع سے یہ امر ہے کہ سلام کرو جس سے ملاقات ہو حضرت امیرؑ
کا قول ہے سلام مین ستر حسنہ ہے او نہتر حسنہ سلام کرنے والے کو ملتے ہین اور ایک
حسنہ جواب دینے والے کو ملتا ہے یہان سنت بڑہا ہوا ہے واجب سے ثواب مین ایک
روز حضرت امیرؑ ا بنی عیال کے واسطے کچھ لئے جاتے تھے کہ خادم نے آنکر عرض کیا
یا حضرت مجھے عنایت ہو فرمایا ابو العیال احق ان یحمل صاحب عیال زیادہ لایق ہے
اسکے اوٹھانیکا اور پیغمبر خداؐ نے ابوذر سے فرمایا یا اباذر من حمل بضاعتہ بری
من الکبر اے ابوذر جو شخص اپنی بضاعت کو خود اوٹھاوے وہ کبر سے بری ہوگا اس

اس قسم کے امور تادیب نفس غرور کے لئے مناسب ہین حسب رواج بلد کے اور بعض شہرون
مین اس قسم کے امور خلاف رواج اور خلاف شان و وقار بزرگون کے ہوتے ہین اگر اس
نظر سے نکرے تو خلاف تواضع نہوگا اور امور جو خلاف رواج نہون اور تواضع مین شمار
کئے جاتے ہون اونسے اپنے نفس کو عادی کرے رواج کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے جبتک خلاف
شرع نہوگا کافی مین امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ ان حضرت نے اہل مدینہ سے
ایک شخص کو دیکھا کہ اپنی عیال کے واسطے کچھ خریدا ہے اور خود لئے جاتا ہو معلوم ہوتا ہے وہ
شخص بزرگون سے تھا کیونکہ جب اس حال مین حضرت سے ملاقات ہوئی تو شرمندہ ہوا
حضرت سمجھ گئے فرمایا اشتریتہ لعیالک وحملتہ الیھم اما واللہ لولا اہل المدینۃ لاحببت
ان اشتری لعیالی ثم احملہ الیھم یعنے تونے اپنے عیال کے واسطے یہ خریدا ہے اور
اونھین کے واسطے لئے جاتا ہے آگاہ ہو قسم خدا کی اگر اہل مدینہ کے طعن کا خوف نہوتا تو البتہ
مین پسند کرتا ہون کہ اپنی عیال کے واسطے خریدون اور خود اسکو اٹھاکر انکے واسطے
لیجاؤن پس اس حدیث سے یہ ظاہر ہوا کہ اس قسم کے امور جو خلاف رواج ہون اور
نکرے تو وہ خلاف تواضع نہین ہین ہان البتہ دماغ مین بزرگی کا سما جانا کسیکے کلام کو
اگرچہ وہ حق بھی ہو اپنے کلام کے مقابلہ مین ناچیز سمجھنا اور اپنی لاعلمی کو کسر شان اپنا سمجھنا
خلاف تواضع ہے حالانکہ جس بات کا علم نہو اسکو دریافت کرلے لاعلمی عیب نہین ہے
دیکھئے ملائکہ مقربین کو باوجود ایسی جلالت قدر و منزلت کے اپنے جہل کا اقرار کرلیا
اور کہا سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا اے پروردگار تو پاک و منزہ ہے
ہم اسیقدر جانتے ہین جسقدر تونے ہمکو تعلیم کیا ہے اسیطرح لوگون کے خوشامدی
کلمات سے اپنے تئین رفیع و بزرگ سمجھنا خلاف تواضع ہے نقل ہے کہ کسی مقام مین زلزلہ
اور آندھی شدت سے آئی لوگون کو بہت وحشت و اضطراب ہوا ایک عابد وہان
رہتا تھا اہل شہر اسکے پاس گئے اور کہا کہ آپ دعا کرین کہ خدا اس بلا کو ہمسے دفع کرے

قصہ عابد بے تواضع

وہ عابد رونے لگا اور کہا لیتنی لم اکن سبب ھلاککم کاش کہ میں نہ ہوتا سبب تمھاری ہلاکت کا غرض عابد کی یہ تھی کہ تم لوگ مجھے مستجاب الدعوات سمجھتے ہو اور میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ کہیں میں ہی تو سبب تمھاری ہلاکت کا نہیں ہوں خدانکردہ کہ میں سبب ہوجاؤں تمھاری ہلاکت کا امالی شیخ طوسی علیہ الرحمہ میں ابن عباس سے نقل کیا ہے کان رسول اللہ یجلس علی الارض ویاکل علی الارض ویحلب الشاۃ ویجیب دعوۃ المملوک علی خبز الشعیر یعنی رسالتمآبؐ ایسے متواضع و منکسر تھے کہ زمین پر بیٹھتے تھے زمین پر کھانا کھاتے تھے اور بکری کا دودھ خود دوہتے تھے اور اگر کوئی غلام نان جو کی دعوت کرتا تھا وہ بھی قبول فرماتے تھے یہی کیفیت تواضع کی کل اماموں کے تھے ایک روز امام حسین علیہ السلام کا گذر کسی راہ سے ہوا جہاں کہ فقرا مجتمع تھے اور بھیک مانگ کر جو روٹی کے ٹکڑے لائے تھے وہ کھا رہے تھے امام حسین علیہ السلام کو جو اونھوں نے دیکھا تو کہا یابن رسول اللہ کیا آپ ہمارے ساتھ نہار کھانے میں شریک نہ ہوجیئے گا یہ سنکر امام حسین عؑ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ فقرا کی دل شکنی کریں تواضع کو کام فرمایا اتر پڑے گھوڑے سے اور فرمایا کہ خدای تعالی متکبرین کو دشمن جانتا ہے یہ فرما کر اُن کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگئے پس بموجب ھل جزاء الاحسان الا الاحسان جو کسیکے ساتھ نیکی کرے اسکے ساتھ بھی نیکی کرنا چاہیے حضرتؑ نے اون فقرا سے فرمایا کہ اب تم بھی ہماری دعوت کو قبول کرو دیکھئے کیا عنوان ہے کہنے کا حالانکہ فقرا سے کہہ رہے ہیں پھر وہ سب ہمراہ حضرت کے دولت سرای حضرت پر آئے اور حضرت نے اونکی دعوت کی اس مقام پر یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ تواضع اگرچہ عمدہ چیز ہے مگر کن کے ساتھ جو متواضعین ہیں انکے ساتھ نہ متکبرین کے ساتھ جیسا کہ مجموعہ ورام میں جناب رسالتمآبؐ سے نقل کیا ہے اذا رأیتم المتواضعین من امتی فتواضعوا لھم واذا رأیتم المتکبرین فتکبروا علیھم فان ذالک لھم مذلۃ یعنی جب تم صاحبان تواضع کو میری امت سے دیکھو تو اُن سے

بتواضع ملو اور جب صاحبان نخوت و غرور کو دیکھو تو تم بھی اونسے تکبر کرو کیونکہ متکبرین کے ساتھ تکبر کرنا باعث انکی ذلت و خواری کا ہوتا ہے اور کسر شان اونکی ہوتی ہے

موعظہ ۱۰ - بیان ریا و سمعہ اور قصہ اس نبی کا جنکو پانچ چیزون کا حکم ہوا اور قصہ باز و کبوتر کا

حق تعالی فرماتا ہے ویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن ویمنعون الماعون ویل ایک وادی ہے جہنم مین یعنی ویل و عذاب ہے ان نماز گذارون کے واسطے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہین یعنی اسکو ناچیز و حقیر جان کر ضایع کرتے ہین یونس بن عمار نے تفسیر اس آیہ کے امام جعفر صادقؑ سے پوچھے اور عرض کیا یا حضرت کیا سہو نماز سے مراد یہان یہی وسوسہ شیطان ہے حضرت نے فرمایا نہین یہ وسوسہ تو ہر ایک کو ہوتا ہے مراد یہان سہو نماز سے یہ ہے کہ اس سے غفلت کرے اور اول وقت کو ترک کرے یعنی بلا عذر نماز مین تاخیر کرے الذین ھم یراؤن اور ویل و عذاب ان لوگون کے واسطے ہے جو اپنے اعمال مین ریا کرتے ہین امیر المومنینؑ سے تفسیر مین اس آیت کے وارد ہوا ہے کہ مراد اس آیہ سے وہ منافقین ہین جو نماز پڑھتے ہین نہ کوئی امید ثواب کی رکھتے تھے اور نہ اسکے ترک کرنے مین اونکو کوئی خوف عذاب کا تھا اسی وجہ سے وہ غفلت کرتے تھے نماز سے یہان تک کہ وقت اسکا گذر جاتا تھا جب مومنین کا ساتھ ہوتا تھا تو اون کے دکھلانے کیواسطے نماز پڑھتے تھے اور جب مومنین کے ساتھ نہوتے تھے تو نماز نہ پڑھتے تھے یعنی اپنے اعمال مین ریا کرتے تھے اونھین کی خدا مذمت کرتا ہے مراد ریا سے یہ ہے کہ اعمال طاعت کو اس نیت سے کرے کہ لوگ دیکھین اور اسکو اچھا کہین یا اس نیت سے کہ لوگ سنین اور تعریف کرین اسکو سمعہ کہتے ہین بہر حال جو عمل کہ قربۃً الی اللہ نہ ہوگا وہ قبول نہین نہ اسکا کچھ ثواب ہے امام جعفر صادقؑ سے

معنی ریا کی

منقول ہے من عمل شیئا من الثواب لا یطلب منه وجه الله انما یطلب تزکیة الناس
یشتهی ان یسمع منه الناس فهذا الذی اشرک بعبادة ربه یعنی جو شخص کسی عمل طاعت
و ثواب کو بجا لاوے اور مقصود اس سے رضاء الٰہی نہو بلکہ غرض یہ ہو کہ لوگ اسکو اچھا کہیں
اور خواہش کرے کہ لوگ سنیں اور آوازہ اسکا بلند ہو پس ایسا شخص گویا شریک کرتا ہے
اپنے خدا کی عبادت مین دوسرے کو ریا کو پیغمبر نے شرک اصغر کہا ہے روز قیامت ریاکارونسے
کہا جائیگا اذهبوا الی الذین کنتم تراءون فی الدنیا فانظروا هل تجدون عندهم جزاء اعمالکم
یعنے جاؤ ان لوگون کے پاس جنکے واسطے تم دنیا مین ریا کرتے تھے دیکھو آیا پاؤگے تم انسے
جزا و ثواب اپنے اعمال کا تین شخصون کو روز قیامت سامنے حق تعالیٰ کے حاضر کرینگے قاری
قرآن و شہید و مالدار قاری سے خطاب ہوگا تجکو مینے توفیق دی تونے قرآن کو حفظ کیا
قاری کہے گا ہان خطاب ہوگا قرآن سے کیا کیا تونے کہے گا نماز مین پڑہا راتون کو اسکی تلاوت
کی جواب آئیگا ہان ایسا تو کیا تونے مگر میرے واسطے نہین کیا بلکہ اس غرض سے کیا تاکہ لوگ
تجکو قاری کہین تیرا کوئی حق ہمپر نہین جزا تیری وہی مدح ہے جو لوگون نے کی مالدار سے
کہا جائیگا تونے کیا کیا کہے گا نفقہ کیا مینے اور صدقہ دیا جواب آئیگا کہ ہان ایسا تو کیا مگر
اس نیت سے کہ لوگ تجھے سخی کہین ہماری درگاہ سے کچھ تیرا حصہ نہین ہے یہی لوگون کی
تعریف تیری جزا ہے شہید سے کہا جائیگا تجکو مینے قوت دی شجاع کیا کہے گا ہان مینے
تیری راہ مین جہاد کیا یہان تک کہ قتل ہوا خطاب ہوگا کہ غرض تیری جہاد سے یہ تھی کہ
لوگ تجھے شجاع کہین نیت خلوص و قربت کی نہ تھی اغراض فاسدہ دنیوی مد نظر تھی وہی
تعریف لوگونکی تیرا حصہ ہے پس تینون شخصون کو حکم ہوگا کہ جہنم مین لیجاؤ خلاصہ یہ ہے کہ ہر
عمل مین نیت خالص رکھے الاعمال بالنیات جیسے نیت ہوگی ویسی جزا عمل کی ملیگی
من کان یرید الحیوٰة الدنیا و زینتها نوف الیهم اعمالهم فیها وهم فیها لا یبخسون
جو کہ چاہتا ہے اپنے عمل سے حیوٰۃ دنیا و زینت دنیا کو تو دنیا مین ہم اون کے اعمال کی

جزا پوری کر دینگے دنیا مین اون کے واسطے کمی نہ ہوگی مگر آخرت کے انجام کو فرماتا ہے اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الا النار یعنے یہ وہ لوگ ہون گے جنکے واسطے آخرت مین سواے جہنم کے اور کچھ نہ ہوگا وحبط ما صنعوا فیھا وباطل ما کانوا یعملون اور ضایع ہو گا جو کچھ کہ انہون نے کیا دنیا مین اور باطل ہونگے جو اعمال وہ دنیا مین کرتے تھے حضرت امیر علیہ السلام نے تین علامتین ریاکار کی بیان فرمائی ہین لوگون کے سامنے عبادت کرنے مین خوش ہوتا ہے تنہائی مین کسل و کہالت کرتا ہے چاہتا ہے کہ ہر امر مین لوگ اسکی تعریف کرین یہی وجہ ہے کہ مستحبات مثل نوافل وغیرہ کے اور صدقات کے بارے مین منقول ہے کہ پوشیدہ عمل مین لاوے کہ شائبہ ریا اوسمین نہین ہوتا منقول ہے کہ تین شخصون پر سایہ عرش الہی ہوگا جو لوگ کہ آپسمین محبت و دوستی پیدا کرین محض بغرض رضاے الہی قربۃً الی اللہ اور اسیے حالت دوستی مین علیحدہ ہون اور وہ لوگ جو داہنے ہاتھ سے دیتے ہین اور بائین ہاتھ کو خبر نہین ہوتی اور وہ شخص جسکو کوئی عورت صاحب جمال طلب کرے اور وہ انکار کرے اور کہے مین خدا سے ڈرتا ہون عمل مخفی کی نظیر مثل دانہ کے ہے جبتک وہ زمین مین چھپا رہیگا اوگے گا اور سرسبز ہوگا اور اگر ظاہر ہوگیا تو کبھی نہین اوگے گا یہی حالت اعمال و طاعات الہی کی ہے جب مخفی طور سے ادا ہوتی ہین تو خدا اونکو خود ظاہر کر دیتا ہے اور کیسا ثمرہ نیک اس سے پیدا ہوتا ہے اور جب ظاہر ہوا اور اوسمین شائبہ ریا پیدا ہوگیا تو بلا ثمر ہوگا یہی وجہ ہے کہ اکثر آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین احسانات پوشیدہ کیا کرتے تھے اور شبہاے تاریک مین فقرا و مساکین کی خبرگیری کرتے تھے کسی پیغمبر کو وحی ہوئی کہ عمل نیک کو پوشیدہ بجا لا اظہار اسکا مجھپر لازم ہے عیون اخبار رضا مین ابو صلت عبد السلام بن صالح ہروی سے ایک روایت ہے جو اس مضمون پر دلالت کرتی ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ سنا مینے امام رضا علیہ السلام کو کہ فرماتے تھے کہ خدا نے وحی کی کسی پیغمبر کو پیغمبرون سے کہ صبح کو جو پہلے تیرے سامنے آوے اسکو کھالے دوسرے کو پوشیدہ کر دو تیسرے کو قبول کر چوتھے کو

نا امید نہ پھیر پانچوین سے بھاگ جب صبح ہوئی تو وہ پیغمبر چلے تو چلتے چلتے ایک پہار سامنے دیکھا ٹھہر گئے یہ خیال کیا ہوگا کہ مین اسکو کھاؤن کیونکر مگر چونکہ نبی سمجھے کہنے لگے کہ خدا ایسا حکم مجھے نہ دیگا جسکی مجھے طاقت نہ ہو یعنے تکلیف ما لا یطاق محال ہے یہ سمجھکے پہار کی طرف بڑہے اس ارادہ سے کہ اسکو کھالین جسقدر نزدیک اسکے جاتے تھے وہ چھوٹا ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ اس پہار تک پہونچے دیکھا تو ایک لقمہ پایا اسکو کھا گئے نہایت لذیذ پایا پھر وہان سے آگے بڑہے راہ مین ایک طشت طلا دیکھا اُن پیغمبر نے کہا کہ خدا کا مجھے حکم ہے کہ دوسری شئے کو چھپا دون ایک گڑہا کہودکر اس طشت طلا کو اسمین چھپا دیا اور روانہ ہوے پیچھے مڑکر جو دیکھا تو وہ طشت پھر باہر پڑا تھا ؛ تو انھون نے کہا کہ مین تو حکم خدا بجا لاچکا اور وہان سے چلے ایک پرند کو دیکھا کہ باز اسکا پیچھا کئے ہے اور پرند گرد اس پیغمبر کے پھر رہا ہے سوچے کہ تیسری چیز کو قبول کرنیکا حکم ہے اپنی آستین کھول کر بڑہا دی اس پرند نے اُس آستین میں آکر پناہ لی باز بقدرت خدا گویا ہو اور کہنے لگا کہ تمنے میرے شکار کو پکڑ لیا مین کئی روز سے اسکے درپے تھا اُن پیغمبر نے کہا کہ حکم خدا مجھے یہ ہے کہ چوتھی چیز کو نا امید نہ پھیرون پس ایک پارہ گوشت اپنی ران سے کاٹ کر اس باز کو دیدیا اور وہان سے چلے راہ مین گوشت مردار گندیدہ کو دیکھا کہ کیڑے اُس مین پڑ گئے ہین پیغمبر نے سوچا کہ پانچوین چیز سے بھاگنے کا حکم ہے وہان سے بھاگے اور اپنے مقام کی طرف واپس آئے اور ان احکام خمسہ کے لم اور رمز کو خواب مین شبکو بشارت ہوئی جسپر تو مامور ہوا تھا وہ تو بجا لایا مگر اسکے راز و رمز سے بھی واقف ہو ؛ پہاڑ سے مراد غصہ ہے جب آدمی کو غصہ آتا ہے تو اپنے تئین اور اپنے مرتبہ کو نہین دیکھتا تحمل و صبر او سپر بمنزلہ کوہ گران کے معلوم ہوتا ہے اور جب اپنے مرتبہ کا خیال کیا اور صبر و تحمل کیا تو آخر وانجام مین وہ غصہ لقمہ خوشگوار ہو جاتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوہ گران نہ تھا بلکہ ایک لقمہ خوشگوار تھا غصہ پر صبر و تحمل کرنا بمنزلہ کھا جانے

پہاڑ کے ہے اور وہ طشت طلا عمل صالح و نیک تھا جب بندہ اُسکو خلق سے پوشید
کرتا ہے تو خدا اسکو ظاہر کردیتا ہے اور زینت وآرایش بندہ کی وہ عمل صالح ہوجاتا ہے
اور پرندہ سے مراد وہ شخص نصیحت کنندہ ہے جو کسی قوم کے پاس آوے اور کلمات
خیر خواہی و نصیحت کے کہے تو اونکو قبول کرنا چاہیئے اور باز سے مراد حاجت مند
ہے اشارہ اس امر کا ہے کہ حاجت مند کو نا امید نہ پھیرنا چاہیئے اور گوشت گندیدہ
غیبت ہے اس سے بھاگنا چاہیئے جسطرح اِن نبی نے پرندہ کو پناہ دی اور باز کے
شکار سے بچالیا اسیطرح امام مبین امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب نے بھی
ایک پرندہ کو پناہ دی اور باز کے شکار کرنے سے بچالیا حضرت مسجد کوفہ مین تشریف فرما تھے
بعد نماز ظہر کے بنا بر روایت ثانیہ کے وعظ فرماتے تھے کہ یکایک ایک کبوتر کانپتا ہوا آیا اور
حضرت کی گود مین گرا اور بعض نے لکھا ہے کہ حضرت کو سلام کیا اور صلوات بھیجی محمد مصطفے پر
کہنے لگا یا علی چھوٹے چھوٹے بچے میرے بیابان مین ہین پہاڑ پر یا آشیانہ مین انکو چھوڑ کر
آیا ہون چار یا پانچ روز سے وہ بھوکے ہین ایک دانہ تک اونکو میسر نہین ہوا ہے
اسی فکر مین مین گشت کرتا تھا کہ کہین سے کچھ ملے تو بچون کے واسطے لیجاؤن ایک دانہ
گندم مجھے ملا تھا کہ ایک باز نے میرا تعاقب کیا چاہا مین اوس سے جان بچاکر بھاگا ہون
آپکے پاس پناہ لینے کو آیا ہون مجھے پناہ دیجئے امیر المومنین سے کہان ہوسکتا تھا کہ یہ سنتے
اور اسے پناہ نہ دیتے فوراً آستین اپنی پر ڈالدی اور کبوتر آستین مین آگیا اور فوراً بعد اسکے باز
بھی آنکر موجود ہوا اور حضرت کی گود مین بیٹھ گیا اور سلام کیا حضرت کو کہنے لگا آپ پیشوا الملک
ہین یا علی ایک پہاڑ کے غار مین چھوٹے چھوٹے بچے میرے ہین چار دن یا سات دن
ہوچلے ہین کہ اونکو ایک دانہ تک نہین ملا فاقہ سے پڑے ہین اسی خیال مین مین گشت
کررہا تھا کہ کوئی شکار میرے ہاتھ آئے کہ بچون کا آذوقہ کرون ایک کبوتر مجھے ملا تھا وہ
شکار میرا یا حضرت مجھے عنایت ہو اب خیال کیجئے کہ کیا مشکل مقام ہے کبوتر بھی اپنے

بچون کے واسطے آذوقہ تلاش کرنیکو نکلا تھا اور باز بھی اسی خیال مین پھرتا تھا اگر کبوتر کو
دیتے ہین تو اسنے پناہ لی ہے اور بھی اسکے بچے مرجائینگے اور اگر نہین دیتے ہین تو باز کے
بچے فاقہ سے مرتے ہین اب حضرت کیا کرین یہ بھی گوارا نہین سمجھتے کہ بچہ کا خون ہو پھر فرمایا
کیا حضرت نے جب باز نے کہا کہ یا حضرت میرا شکار عنایت کیجیے حضرت نے فرمایا سبحان اللہ
یہ کہان ہوسکتا ہے کہ جسنے مجھسے پناہ لی ہو اوسکو مین دیدون اسکے عوض دوسرا
کبوتر لے لے باز نے کہا اگر آپ دس ہزار کبوتر بھی دیجیے تو بھی مین نہ لونگا یا تو یہی شکار میرا
عنایت ہو یا اپنی ران کی ایک بوٹی کاٹ کر دیجیے یہ سنکر حضرت قنبر کی طرف متوجہ ہوے
فرمایا کہ چاقو لے آ قنبر بموجب ارشاد کے چاقو لاے اور حضرت کے ہاتھ مین دیا باز نے
یہ جو دیکھا تو عرض کیا ایسا ہرگز نہ کیجیے گا بنا بر روایت ثانیہ کے باز نے کہا یا حضرت
چاقو کیا کیجیے گا فرمایا کہ اپنی ران سے ایک گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر تجھکو دونگا کہ تیرا
آذوقہ ہو تو بھی محروم نہ جاوے باز نے یہ سنکر کہا کہ معاذ اللہ یہ کہان ہوسکتا ہے یہ مجھپر
حرام ہے اگر میری عمر نوح کے اتنی ہو اور قیامت تک مین زندہ رہون تو بھی اسکا شکریہ
نہین ادا کر سکتا ہون باز کہتا ہے اب میرا حال سنئیے مین باز نہین ہون اور نہ وہ کبوتر
ہے مین جبرئیل ہون اور یہ میرے بھائی میکائیل ہین حقتعالی نے ہمکو آپکی خدمت مین
اس غرض سے بھیجا ہے کہ آپکی بزرگی و کرامت دیکھین اور خوب پایا ہمنے آپ کو اب ہم
درگاہ باری کی جانب جاتے ہین سبحان اللہ محل صلوات ہے بہرحال جو عمل قربتہ الی
اللہ ہوگا ریا و سمعہ کو اوسمین دخل نہ ہوگا اگرچہ وہ قلیل بھی ہو تو عجیب تاثیر اسکی ہوتی
ہے خدا اسکے ارادہ سے زیادہ اسکا اظہار کرتا ہے اور اگر عمل بہت ہوا اور ریا و سمعہ کو
اوسمین دخل دیا تو اس عمل کا کوئی نتیجہ خدا کے نزدیک نہ ہوگا عدۃ الداعی مین ایک روایت
وارد ہوئی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل مین تھا وہ عبادت بہت
کرتا تھا اور بڑی مشقت مین اپنے تئین مبتلا کیا تھا مگر خلوص نہ تھا غرض اوسکی

شہرہ و نام آوری تھی اثر اسکا یہ ہوا جو دیکھتا تھا وہ اسسے مکار و ریا کار ہی کہتا تھا
یہانتک کہ خواب غفلت سے بیدار ہوا نادم ہوا نیت کو اپنی خالصا لوجہ اللہ کیا تو توفیق
الٰہی بھی شامل حال اسکی ہونے لگی یہانتک کہ ریا و سمعہ کو مطلق اسکی عبادت مین دخل
نرہا اب یہ اثر اسکا ہوا کہ جو شخص اسکا نام لیتا تھا ادب سے لیتا تھا صاحبان تقوی و ورع مین
اسکا شمار کرتے تھے یہ خلوص کا اثر ہوا حکایت عبدالواحد بن زید سے نقل کیا ہے وہ
کہتا ہے مین نے تین شب خدا سے دعا کی کہ جو میرا رفیق جنت مین ہو اسکو تو دنیا مین
مجھے دکھادے پس کسینے کہا اس سے اے عبدالواحد میمونہ سودا ایک عورت ہو
وہ تیری رفیق ہوگی جنت مین اسنے کہا وہ کہان ہے آواز آئی کہ کوفہ مین ہے فلان قبیلہ
مین عبدالواحد کہتا ہے مین اسکی تلاش مین کوفہ کو چلا وہان میمونہ کو دیکھا مینے کہ بکریان چراتی
ہے عجیب امر یہ دیکھا کہ بکریان اسکی چرتی ہین بھیڑیے بھی بکریون کے ساتھ ہین اور مطلق
ستاتے نہین اور میمونہ کو دیکھا کہ کھڑی نماز پڑھتی ہے جب نماز سے فارغ ہوئی مین نے اس سے
کچھ کلام نہین کیا قبل میرے کلام کرنے کے کہنے لگی اے پسر زید یہ مقام ہماری تمھاری ملاقات
کا نہین ہے عبدالواحد کہتا ہے کہ مجھے نہایت تحیر ہوا مین نے پوچھا اس سے تجھے کیونکر
معلوم ہوگیا کہ مین پسر زید ہون اسنے کہا کیا تو نہین جانتا ہے کہ الارواح جنود مجندۃ
ما تعارف منہا ائتلف وما تناکر اختلف یعنے بروز الست روحین سب مجتمع تھین جنمین
وہان آپسمین تعارف و میل ہوگیا ہے وہ یہان بھی الفت پیدا کرلیتی ہین اور جنمین وہان
اتفاق نہین تھا وہ یہان بھی مختلف رہتے ہین عبدالواحد کہتا ہے پھر مینے پوچھا اس کا
کیا باعث ہے کہ مین امر عجیب دیکھتا ہون کہ بھیڑیے تیری بکریون کیساتھ پھرتے ہین اور
کچھ ستاتے نہین ہین عجب جواب دیا اسنے کہا لما اصلحت ما بینی وبین اللہ اصلح اللہ
ما بین اغنامی والذیاب یعنی جب مین نے اپنے اور خدا کے درمیان مین صلح کی یعنے
بخلوص نیت بلا ریا و سمعہ کے اسکی طرف متوجہ ہوئے تو اسنے بھی میری بکریون اور

حکایت عبدالواحد بن زید

عاریت دینا ظروف کا

بھیڑیون مین صلح و محبت پیدا کردی و یمنعون الماعون ہے اور ویل و عذاب ان لوگون کے واسطے ہے جو منع کرتے ہین ماعون کو ماعون سے وہ اشیاء خانہ داری مراد ہین جنکی طرف اہل خانہ کی احتیاج رہتی ہے مثل ان ظروف کے جنکا استعمال روزمرہ رہتا ہے کھانے پینے پکانے مین اور مثل نمک پانی خمیر پھرتی وغیرہ چیزون کے حسب عادت عاریت دیجاتی ہین اور مانگی جاتی ہین اور بعض روایات مین ہے کہ ماعون سے مراد خمس و زکوٰۃ ہے امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ماعون سے مراد قرض و نیکی ہے اور اسباب خانہ جو عاریت دیا جاتا ہے اور اسی سے زکوٰۃ بھی ہے پس حق تعالی فرماتا ہے جو لوگ اشیاء مذکورہ کے مانع ہوتے ہین ان واسطے بھی عذاب ہوگا راوی نے امام جعفر صادق سے کہا کہ یا حضرت ہم اپنے ہمسایون کو جب کوئی چیز عاریت دیتے ہین تو وہ اسکو توڑ ڈالتے ہین پس اگر ہم ندین اونکو تو کیا ہمپر عذاب ہوگا حضرت نے فرمایا اگر یہی حالت ہے تو ندینے مین کوئی قباحت نہین ہے

موعظہ ۱۱ – بیان مذمت عجب و عبادت ملائکہ و حضرت رسالت و ولایت امام زین العابدین و وجہ تسمیہ آنحضرت مین

معنی عجب

منقول ہے کہ حضرت عیسی نے اپنے حواریین سے فرمایا کم من سراج اطفاہ الریح وکم من عابد افسدہ العجب یعنے کتنے ہی چراغ ایسے ہین کہ جنکو ہوا کے جھونکون نے بجھا دیا اور کتنے ہی عابد ایسے ہین جنکو عجب و خودپسندی نے فاسد و خراب کردیا عجب کے معنی یہ ہین کہ دماغ مین خودپسندی کا پیدا ہو جانا اور اپنے تئین بندگان خاص سے شمار کرنا یہ حالت جب پیدا ہوتی ہے جب کوئی اپنے خیال مین یہ گمان کرے کہ مین خوب عبادت کرتا ہون فلان فلان امور مجھ مین اچھے ہین یہ خیال تمام عبادت کو خاک مین ملا دیتا ہے عجب بھی تکبر مین داخل ہے عدۃ الداعی مین جناب رسالتمآب سے منقول ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ تین صفتین آدمی کو ہلاک کرتی ہین اول تو بخل و حرص اور اسکے موافق

[illegible] کرنا تیسرے عجب و خود پسندی جس سے
ثواب عمل باطل ہو جاتا ہے اور باعث غضب الٰہی کا ہوتا ہے حضرت امیر علیہ السلام
فرماتے ہیں جو گناہ تجھے رنجیدہ کرے وہ بہتر ہے اس عمل نیک سے جو باعث تیری
عجب و خود پسندی کا ہوتا ہے کافی میں ہے کہ عبد الرحمن حجاج نے امام جعفر صادق سے
پوچھا [illegible] العجب به
[illegible] وہ ڈرتا رہتا ہے پھر کچھ عمل نیک بھی کرتا ہے
جسکی وجہ سے اسکو کچھ عجب و خود پسندی آجاتی ہے حضرت نے فرمایا فی الحالة الاولی
وهو خائف احسن حالا منه فی حالة عجبه یعنے اسکی پہلی حالت گناہ کی جس میں
وہ ڈرتا رہتا ہے وہ بہتر ہے اس حالت سے جس میں اسکو خود پسندی آجاتی ہے پہلی
کچھ عبادات ملائکہ اور انبیاء اور ائمہ کے دیکھئے تو حالت عجب کرنیوالی کی خوب ظاہر ہو جاویگی
نہج البلاغہ میں حضرت امیر عبادت ملائکہ کا بیان فرماتے ہیں اللهم علی مکانهم منك
ومنزلتهم عندك واستجماع اهوائهم فيك وكثرة طاعتهم لك وقلة غفلتهم
عن امرك یعنے خداوندا ملائکہ کے باوجود قدر و منزلت ہر تیرے نزدیک اور اپنی خواہشات نفسانی
کیا اونہوں نے تیری اطاعت میں جمع کر لیا ہے اور کثرت سے تیری طاعت کرتے ہیں اور غفلت
انکی تیرے حکم سے بہت کم ہے باوجود اسکے لو عاینوا کنه ما خفی علیهم اگر دیکھ لیں
وہ حقیقت اس امر کی جو انپر مخفی کیا گیا ہے لحقروا اعمالهم ضرور وہ اپنے ان اعمال
وطاعات کو حقیر جانیں گے ولزروا علی انفسهم اور ضرور اپنے نفوس کی ملامت
کرینگے ولعرفوا انهم لم یعبدوك حق عبادتك ولم یطیعوك حق طاعتك اور یہی
ضرور جان جاوینگے کہ اونہوں نے عبادت ویسی نہیں کی جو حق ہے تیری عبادت کا
اور جیسی اطاعت تیری چاہیئے ویسی اطاعت نہیں کی عبادتیں ملائکہ کی مختلف ہیں
بعض ایسے ہیں کہ خوف خدا سے سر جھکائے کھڑے ہیں قیامت تک جبتک دوسرا

عبادت ملائکہ

صور پھونکا جائیگا وہ صرف اتقیا ہیں جو بہ دستکے دیکھو گے جن خدا کی جانب [illegible]

[illegible] ما عبدناک حق عبادتک

نعبد جیساکہ ہمارے لایق و سزاوار تیری عبادت تھی وہ ہم سے نہ ہو سکی یہی قسم کی

عبادتیں ملائکہ کی ہیں افضل انبیاء کے ایک عبادت سنئے کہ دس برس تک تمام شب

انگوٹھوں پر کھڑے رہکے عبادت کیا کئے یہانتک کہ قدمہاے مبارک میں ورم آگیا

تھا چہرہ زرد ہوگیا تھا خود حق تعالی کو رحم آیا سورہ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن

لتشقی نازل کیا یعنی اے پیغمبر طاہر ہمنے قرآن تمپر اسلئے نہیں نازل کیا کہ تم

اپنے تئیں تعب و مشقت میں ڈالدو باوجود اسکے فرماتے تھے ما عبدناک حق عبادتک

جو حق تیری عبادت کرنیکا ہے وہ عبادت ہم سے نہ ہو سکی امیر المومنین کی عبادت کا یہ حال

تھا کہ شب و روز میں ہزار رکعت پڑھتے تھے جنگ کی حالت میں بھی عبادت نچھوڑتے

تھے جنگ صفین میں لیلۃ الہریر کو جس شب کو چھتیس ہزار آدمی طرفین سے قتل ہوئے

اور خود امیر المومنین نے بھی فقط ذو الفقار سے پانسو تیئس ۵۲۳ آدمی قتل کئے ایسا معرکہ

سخت ایسی جنگ عظیم میں کہیں اطمینان ہوتا ہے سواے حفاظت و تدابیر جنگ کے

اور کسی امر کی جانب توجہ ہو سکتی ہے ہرگز نہیں ایسے حال میں بھی حضرت نے نماز شب

پڑھی اسیطرح ایک روز جنگ صفین میں تلوار چل رہی ہے جانبین سے ایسے وقت

میں نگاہ دشمن سے لڑی رہتی ہے ایسا نہ ہو کہ نگاہ چوکی اور وہ اپنا وار کر بیٹھے نہایت

سخت وقت ہے ایسی حالت میں بھی حضرت آفتاب کی طرف دیکھتے جاتے تھے ابن

عباس نے کہا یہ کیا آپ دیکھ رہے ہیں فرمایا انظر الی الزوال حتی نصلی میں زوال کو

دیکھتا ہوں نماز پڑھے کیواسطے ابن عباس نے کہا یا امیر المومنین یہ کونسا وقت ہے

تلوار چل رہی ہے یعنی ایسا نہ ہو کہ نگاہ چوکنے میں دشمن اپنا وار کرے اور حضرت

زخمی ہو جاویں جواب دیا حضرت نے علی ما نقاتلھم انما نقاتلھم علی الصلوۃ ہم اسلئے کیون

عبادت حضرت رسالت

عبادت علی

لڑتے ہین اسی نماز ہی کے واسطے تو ہم لشکر سے لڑتے ہین یہ عبادتین تھین جب ایسی عبادتون
پر اونھین بجز انکسار کے کبھی شائبہ بھی عجب کا نہین پایا گیا تو ہم عجب کرین کس امر پر شب
و روز جو کچھ ہم کیا کرتے ہین اسکو ہمین خوب جانتے ہین یا وہ دو فرشتے جو ہمپر مسلط ہین کرام
الکاتبین ہمارے اعمال لکھنے کیواسطے وہ جانتے ہین ہزارون عیوب شرعی سے ہماری عبادت
آلودہ ہے تک تو کہہ نہین سکتے کہ قبول بھی ہوگی یا نہین اسپر ہمارے دماغ مین عجب و خود
پسندی سما جاوے استغفر اللہ سنئے اے فسق و فجور کار ہر روزۂ ما چو دسپر نز حرا کم شدہ
ہر کوزۂ ما بخشند در روز کار و سنگر بر عمر بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما جناب رسالتمآب
فرماتے ہین لوکان لرجل عمل سبعین نبیا لاستقل عملہ من شدۃ ما یری یومئذ یعنے
اگر کسیکی عبادت ستر نبیون کی عبادت کے برابر ہو تو بروز قیامت ایسی شدت و سختی
دیکھے گا کہ اپنے عمل کو ناچیز و حقیر سمجھے گا ملائکہ نے کبھی عجب نہ کیا رسول اللہ نے عجب
نہین کیا امیر المومنین نے عجب نہین کیا حالانکہ عبادتین آپکی آپنے سنین امام زین العابدین ع
جو سید الساجدین تھے اونھون نے بجز عاجزی کے کبھی عجب نہین کیا ان حضرت کی
عبادت کے حال مین لکھا ہے کہ ایک روز محمد باقر ع اونکی خدمت مین گئے دیکھا کہ
رنگ مبارک امام زین کا رات کو جاگتے جاگتے زرد ہو گیا ہے اور آنکھین خوف
خدا سے روتے روتے سرخ ہو گئی ہین اور پیشانی اونکی کثرت سجود سے زخمی ہین
اور پنڈلیون مین پاؤن مین کثرت قیام نماز سے ورم آگیا ہے امام محمد باقر ع یہ حال اپنے
والد بزرگوار کا نہ دیکھ سکے رونے لگے امام زین العابدین متفکر ہوے تھوڑی دیر
کے بعد متوجہ ہوے امام محمد باقر کی طرف اور فرمایا یا بنی آتنی بعض تلک الصحف التی
فیھا عبادۃ علی بن ابیطالب اے فرزند جن صحیفون مین عبادت علی بن ابیطالب کی
لکھی ہے اونمین سے بعض صحیفے لے آؤ جب وہ صحیفہ آئے حضرت نے اونکو اٹھا کر
دیکھا مضطرب ہو گئے صحیفہ ہاتھ سے رکھدیے اور فرمایا انی لا یبلغ عبادۃ علی بن ابیطالب

عبادت امام زین العابدین ع

پہنچے کہاں تیرے باپ کی عبادت علی کی عبادت تک پہونچ سکتی ہے اسیطرح امام زین العابدین
ایک روز نماز مین مصروف تھے کہ امام محمد باقر چھوٹے تھے کنوئین مین گر پڑے جو حضرت کی
دولتسرا مین تھا اونکی والدہ نے جو سنا کہ میرا لڑکا کنوئین مین گر پڑا رونے لگین فریاد بلند کی
امام زین العابدین کو خبر کی حضرت نماز مین مشغول تھے نماز کو قطع نہ کیا نہ کچھ اضطراب ہوا نہ
جلدی کی اور والدہ امام محمد باقر کی مضطرب تھین روتی جاتی تھین کبھی کنوئین کے پاس
آنکر جہانکتی تھین کبھی حضرت کے پاس آتی تھین اور حضرت نماز کو قطع نہین کیئے تھے اوسی حالت
اضطراب و بیتابی مین گستاخانہ کہا اسے جماعت بنی ہاشم کس قدر تمھارے قلوب سخت ہین
مگر حضرت نے جب نماز تمام کی تو کنوئین کے پاس تشریف لائے اور ہاتھ بڑھایا کہ امام محمد
باقر اون کے ہاتھ مین آگئے نکال لیا اور اونکی والدہ سے کہا کہ لے اپنے لڑکے کو کشف الغمہ
مین لکھا ہے کہ لقب حضرت کا زین العابدین اس وجہ سے ہوا کہ وہ جناب ایک شب کو
محراب عبادت مین کھڑے نماز تہجد ادا فرما رہے تھے کہ شیطان اژدہا بنکر آیا اور چاہا کہ حضرت
کو ڈراوے حضرت نے کچھ اعتنا بھی نکی اوسنے قریب حضرت کے آنکر انگوٹھا پاے اقدس کا
موتھ مین لے لیا پھر بھی حضرت نے خیال نہین کیا یہانتک کہ اب کاٹنا شروع کیا اب بھی
حضرت ملتفت نہوے نماز قطع نہین کی جب نماز سے فارغ ہوے بالہام ربانی معلوم ہوا
کہ شیطان ہے حضرت نے اسکو ایک طمانچہ مارا اور فرمایا دور ہو اے ملعون آخر کو وہ بھاگا
پھر آواز غیبی سُنی اور کسی کہنے والے کو نہ پایا ہاتف غیبی نے تین بار کہا انت زین العابدین
آپ زینت ہین عابدون کی اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت نماز پڑھ رہے تھے کہ
مکان مین آگ لگی لوگون نے غل مچایا یابن رسول اللہ النار النار مگر حضرت نے سر
سجدہ سے نہ اوٹھایا یہان تک کہ آگ بجھ گئی بعد فراغ نماز کے لوگون نے کہا یا
حضرت کیا سبب ہوا کہ آپنے آگ کی پروا نہ کی حضرت نے فرمایا کہ آتش آخرت یہ کیفیت
تھی اون حضرت کے عبادت کی ہم کیا چیز ہین شاعر کہتا ہے ؎ زند صبح جزا

چلیں بر محک نقد علما را ✿ ہمین از گردہاے ما خجالت سرخ رو باشد ✿ تمت

موعظہ ۱۴ - مذمت بغض وحسد وایذا رسانی و مدح محبت والفت و باہم ملاقات کرنے مین

اولوالالباب صاحبان فہم کی مدح وثنا مین حق تعالی فرماتا ہے والذین یصلون ما امر الله به ان یوصل ویخشون ربهم ویخافون سوء الحساب یعنے اولو الالباب صاحبان فہم وہ لوگ ہین جو صلہ رحم وصلہ مومنین کرتے ہین ساتھ اس چیز کے جسکا حکم کیا ہے خدا نے کہ صلہ رحم کیا جاے ساتھ اوسکے اور ڈرتے ہین اپنے پروردگار سے اور خائف رہتے ہین نحقی سوء حساب سے مراد سوء حساب یہ ہے کہ بروقت حساب کے شمار نہونا اسکے گناہون کا ہوگا حسنات نہونگے جیسا کہ جابر بن سالم نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے بعد اسکے اونھین کے بارے مین فرماتا ہے اولئك لهم عقبى الدار جنات عدن يدخلونها یعنی اونھین لوگون کے واسطے انجام نیک آخرت کا ہوگا باغات جنت مین داخل ہونگے ہمیشہ وہان مقیم رہینگے صلہ رحم وصلہ مومنین سے مراد باہم محبت کرنا نیکی بدی مین ایک دوسرے کے شریک ہونا وقت مدد کے مدد کرنا وقت احسان کے احسان کرنا ہے اور احسان خاص کچھ روپیہ پیسے سے متعلق نہین ہے بلکہ باہم ملاقات کرنا یا بعطائیہ پیش آنا یا نشست وبرخواست مین رعایت کرنا یا صاحب سلامت مین موافقت کرنا یہ سب صلہ مومنین مین داخل ہے صفوان بن جمال کہتا ہے کہ امام جعفر صادق عم اور عبد اللہ حسن کے درمیان مین کچھ گفتگو ایسی واقع ہوئی کہ دونون آزردہ جدا ہوے صبح کو کسی کام کے واسطے مین نکلا دیکھا مین نے کہ امام جعفر صادق عم عبد اللہ حسن کے دروازہ پر کنیز سے فرماتے ہین کہ ابو محمد سے کہہ کہ باہر آوین پس عبد اللہ حسن باہر آئے اور کہا یا ابا عبد اللہ کیا باعث ہے جو صبح کے وقت آپ گھر سے باہر تشریف لائے

فی صلہ رحم کی

حضرت نے فرمایا شب کو بیٹھے آفتاب غائب ہونے سے اس آیہ کی تلاوت کی تو [illegible] مغرب
ہو گیا عبداللہ حسن نے [illegible] آیت پڑھی [illegible]
حسن نے [illegible] قرآن [illegible] کھڑے [illegible]
اور [illegible] لگے [illegible] حضرت نے بلال کو [illegible]
عقل بھی چاہتی ہے کہ اگر بلا اتفاق کے ہو جاوے تو اسکو جلد رفع کر دے [illegible]
باقی رکھنے سے مفاسد پیدا ہوتے [illegible] دنیا و آخرت دونوں کے [illegible]
ہے شریعت میں بہت تاکید اتفاق و اتحاد کی ہے بلکہ اکثر احکام اسکے [illegible]
جنکا نتیجہ اتفاق و یکدلی نکلتا ہے چند احکام کے نتیجہ مین بیان کرتا ہون باقی آپ
خود سمجھ لینگے مثلا نماز جماعت کے باب مین شارع نے بڑی تاکید کی ہے یہانتک
کہ احادیث مین وارد ہے کہ تارک جماعت کافر ہے اور ثواب بھی اسکا خدا نے اپنی
نفس سے بہت کچھ عطا کیا ہے جیسا کہ موعظہ جماعت مین بیان ہوا اسکا نتیجہ بھی
یکدلی و اتفاق باہمی نکلتا ہے کیونکہ جب ہر روز پانچ مرتبہ مختلف مقامات کے لوگ
جماعت مین حاضر ہوا کرینگے تو لامحالا آپسمین شناسائی پیدا ہوگی اور رفتہ رفتہ
منجر اتفاق و اتحاد کے جانب ہوگا اور ہر ایک بھی اپنا خیال مین رہے گا کہ ہم اسکے
قبضہ مین ہین سرکشی سے ڈرتا رہیگا اسیطرح مومن کے حاجت روا کرنے مین کسقدر
تاکید وارد ہوئی ہے یہانتک کہ امام زین العابدین نے طواف خانہ کعبہ کو قطع کر دیا تھا
مومن کی حاجت روائی کے واسطے امام حسن نے اعتکاف اپنا چھوڑ دیا اور حاجت روائی
مومن کے واسطے چلے گئے بلکہ اس مومن نے کہا بھی یا ابن رسول اللہ کیا آپ اپنے اعتکاف
کو بھول گئے حضرت نے فرمایا مین بھولا نہین ہون لیکن مینے اپنے پدر بزرگوار سے سنا
ہے کہ فرماتے تھے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص سعی و کوشش کرے اپنے برادر
مومن کی حاجت مین پس گویا کہ اسنے نو ہزار برس خدا کی عبادت کی اس طور سے

کہ دن کو روزہ رکھا اور شب کو قیام کیا نماز پڑھنے مین اسیطرح بہت سی احادیث ہین
یہ محل اونکے بیان کا نہین ہے اسکا نتیجہ بھی اتفاق واتحاد نکلتا ہے کیونکہ جب کوئی
کسی کی حاجت روا کردیگا توکسقدر وہ اس سے مسرور ہوگا محبت پیدا ہوجائیگی عیادت
بیمار مین کس قدر ثواب ہے حدیث مین وارد ہے جو صبح کو کسیکی عیادت کے واسطے
جاوے تو ستر ہزار ملائکہ شام تک اسکے واسطے طلب رحمت کرتے ہین اور اگر شام کو
جاوے تو صبح تک ستر ہزار ملائکہ اسکے واسطے طلب رحمت کرتے ہین اور اداب عیادت
سے یہ ہے کہ مریض کے واسطے اپنے ساتھ خوشبودار میوہ لیجاوے اسکا نتیجہ بھی اتحاد
نکلتا ہے کیونکہ جب صبح وشام اسطور سے کسیکی عیادت کیجاویگی توکسقدر محبت
اسکے دل مین پیدا ہوگی اسیطرح ابتداء بسلام مین انہتر[۶۹] ثواب ہین اور جواب مین ایک
ثواب یہ سنت افضل ہے واجب سے ثواب مین پانچ سنت افضل ہین واجب سے
ثواب مین ایک تو یہ ہے سلام دوسرے جو نماز واجب تنہا پڑھ چکا ہے اسکا اعادہ کرنا
جماعت سے سنت ہے اس سنت کا ثواب افضل ہے اس نماز واجب سے جو تنہا پڑھی ہے
تیسرے نماز واجب کا ادا کرنا مساجد مین حرم مدینہ منورہ مین حرم روضات مطہرہ ائمہ
معصومین مین سنت ہے یہ سنت افضل ہے اس نماز واجب سے جو ان مقامات مین
نہ پڑھی جاوے چوتھے بر تقدیر وجوب نماز جمعہ اسکی طرف مبادرت وجلدی کرنا واجب
ہے اور بخضوع وخشوع وبتانی وآہستگی جانا سنت ہے یہ سنت افضل ہے اس واجب
سے اگرچہ تنگ وقت مین پہونچے اور کوئی جزو جمعہ کا فوت ہوجاوے پانچوین مومن
مقروض جو مفلس ونادار ہو قرض خواہ پر واجب ہے اسکو مہلت دینا اور بری الذمہ
کردینا سنت ہے یہ سنت افضل ہے اس واجب سے بہرحال ابتدا السلام کا نتیجہ
بھی اتحاد پیدا ہوتا ہے کیونکہ جب ابتدا بسلام برابر کیجاوے تو مسلم علیہ کے قلب مین ضرور
رعایت پیدا ہوگی اگرچہ وہ کشیدہ خاطر بھی ہو رفتہ رفتہ وہ کشیدگی زائل ہوکر متبدل بصفائی

عیادت مریض

سنت افضل از واجب

واتحاد کی جانب ہوگی اسیطرح اکثر احکام مین جب غور کیجیے گا تو اسکا نتیجہ اتحاد و کبر شکنی
پیدا ہوگا مثلاً جواب سلام نہ دینا حرام ہے اسواسطے کہ وہ منجر عداوت کی جانب ہوتا ہے
اور عداوت و دشمنی پیدا کرنیکی ممانعت من زرع العداوۃ حصد ما زرع جسنے تخم
عداوت کو بویا اُسکا ثمرہ بھی وہی عداوت ہوگا جبرئیل پیغمبر خدا کی خدمت مین آکے
اور کہا یا محمد اتق شحناء الرجال وعداوتھم یعنے اے محمد دشمنی وعداوت سے لوگونکے
پرہیز کرو یا فتنہ وفساد پیدا کرنیکی ممانعت الفتنۃ اشد من القتل فتنہ شدید تر ہے قتل سے
غیبت وبدنامی کی کیسی ممانعت شدید وارد ہوئی ہے مومن کو ضرر پہونچانیکی ممانعت
اگر اللہ عنہ کہا ہے کوئی اہانت ضرر مومن پر کرے تو بروز قیامت درمیان دونون آنکھونکے
اسکے خدا لکھدیگا کہ یہ ناامید ہے میری رحمت سے یا جو کسی مومن کو ذلیل کرے تو حق
تعالی فرماتا ہے کہ اُسنے مجھکو ذلیل کیا اور میرے ساتھ علانیہ محاربہ کیا یا کوئی شخص
سعی وکوشش کرے مومن کے ضرر مین کسی ظالم سے اوسکی برائی بیان کرے اگر اس
بدی سے مومن کو ضرر نہ پہونچے تو حق تعالی بدگو کے اعمال کو حبط و باطل کر دیتا ہے
اور اگر ضرر پہونچا تو خدا اسکو جہنم مین ہامان کے طبقہ مین داخل کریگا جناب تاج العلماء
اعلی اللہ مقامہ نے مواعظ جونپوری مین ایک روایت نقل کی ہے جو مشتمل وعظ و مطایبہ
دونون پر ہے اسکا ذکر اس مقام پر مناسب ہے وہ یہ ہے منقول ہے کہ شیطان دروازہ
فرعون پر آیا اور اذن حضوری چاہا فرعون نے کہا کون ہے شیطان نے جواب دیا کہ اگر
تو خدا ہوتا تو خود ہی پہچان جاتا کہ کون ہے دریافت کی کیا ضرورت تھی فرعون نے کہا
داخل ہو اے ملعون شیطان نے کہا ملعون یدخل علی ملعون یعنے ایک ملعون
دوسرے ملعون کے پاس آتا ہے جب شیطان داخل ہوا تو فرعون نے کہا تونے آدم
کو سجدہ کیون نہین کیا کہ تو ملعون ہوگیا شیطان نے جواب دیا کہ اسوجہ سے کہ تجھ ایسا ملعون اسکے
صلب مین تھا فرعون نے کہا کہ روے زمین پر کوئی مجھسے اور تجھسے بدتر بھی ہے

سفیان نے کہا ہان حاسد مجھسے اور تجھسے دونون سے بدتر ہے فان الحسد یاکل العمل کما تاکل النار الحطب یعنے حسد ایسا عمل نیک کو کہا جاتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو کہا جاتی ہے اگر کوئی مومن کسی مومن کی ملاقات کو گیا اور اُسنے ملاقات نکی یہ بھی نہ چاہیے حدیث معتبر مین امام محمد باقرؑ سے منقول ہے جو مسلمان کسی مسلمان کی ملاقات کو جاوے اور وہ گھر مین ہو اور ملاقات نکرے برابر اُسپر لعنت خدا کی ہوتی ہے جبتک اس مومن سے ملاقات نکریگا ان سب کا نتیجہ یہی ہے کہ مومنین مین باہم اتحاد و اتفاق رہے لقمان نے اپنے فرزند کے نصائح مین کہا ہے کہ برادری برادران مومن کے ساتھ بمنزلہ شاخہاے درخت کے ہے جیسا کہ درخت بغیر شاخون کے وقعت نہین رکھتا اسیطرح درخت دین کے بغیر اتحاد برادری کے وقعت نہین ہے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہین جبکہ تو چاہے معلوم کرنا کہ تیرے نفس مین خیر وخوبی ہے یا نہین تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ اپنے قلب کو دیکھ اگر وہ اہل طاعت کو دوست رکھتا ہے اور اہل معصیت کا دشمن ہے پس جان جا کہ تیرے نفس مین خیر وخوبی ہے اور خدا بھی تجکو دوست رکھتا ہے اور اگر نفس تیرا اہل طاعت کا دشمن ہے اور اہل معصیت کا دوست پس تجھ مین خیر وخوبی نہین والمرء مع من احب ادمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جسکو وہ دوست رکھتا ہے بروز قیامت جب منادی ندا کریگا کہان ہین وہ لوگ جو میرے دوستون کے دشمن تھے پس ایک جماعت کھڑی ہوگی جنکے چہرون پر بالکل گوشت نہ ہوگا اونکو دیکھکر لوگ کہین گے انھین لوگون نے اذیت دی تھی مومنین کو اور اُنکسے عداوت کی اور امر دین مین اونپر سختی کی پھر حکم ہوگا کہ انکو جہنم مین لیجاؤ اگر باہم ملال ہو جاوے جلد اسکو دفع کرنا چاہیئے جیسا سنا آپنے کہ امام جعفر صادقؑ نے کسقدر جلد ملال کو رفع کیا بلکہ منقول ہے جو سبقت کریگا کلام کرنے مین وہی پہلے جنت مین داخل ہوگا جب دو مسلمانون مین آپس مین ملال ہو جاتا ہے

دفع ملال باہمی

تو شیطان خوش ہوتا ہے اور جب صلح ہو جاتی ہے تو روتا ہے منقول ہے کہ ابلیس
روز اسکو سیاہ ہوتا ہے کہ دو لڑنے والے آپس میں ملتے ہیں سر اسکے کٹتے ہیں اور بند بند جدا ہو جاتے
ہیں فریاد کرتا ہے کہ افسوس ہلاک ہوا ہیہات شیطان بیشک بڑا دشمن ہے بہت دکھ
اسکی اسی میں صرف ہوتی ہے کہ کسی طرح ایمان لے لینا چاہیے عابد برصیصا کا قصہ تو معلوم
ہوگا آپ کو کس فریب سے اسکے ایمان کو لے لیا اور خدا نے بھی اسکی دشمنی سے ہمکو
آگاہ کر دیا ہے تاکہ ہم اسکے فریب میں نہ آویں فرماتا ہے انہ لکم عدو مبین یعنی بیشک
شیطان تمہارا دشمن ظاہر ہے ولقد اضل منکم جبلاً کثیراً افلم تکونوا تعقلون یعنے
اور البتہ تحقیق گمراہ کیا شیطان نے تم لوگوں سے جماعت کثیر کو کیا تم لوگ نہیں سمجھتے
ہو اور اسکے ساتھ نفس امارہ جسکے بابت میں وارد ہوا ہے اعدی عدوک نفسک
التی بین جنبیک بڑا دشمن تمہارا نفس تمہارا ہے جو تمہارے دونوں پہلو کے درمیان
میں ہے پس عاقل کو چاہیے کہ ان دونوں کے فریب میں نہ آوے جب کھینچیں گے
برائی کی طرف کھینچیں گے پس جہانتک ہو سکے اتفاق کی کوشش کرے نہ یہ کہ
انکے مقابلہ میں علم مخالفت برپا کرے مومنین میں نفاق پیدا کر دے ایک وقت
جناب رسالتمآب نے اپنے اصحاب سے پوچھا ہے عری الایمان اوثق کون سا
عقدہ ایمان زیادہ مضبوط ہے جسکی حفاظت مومنین کو زیادہ کرنا چاہیے تب اسکے
فرمایا اللہ ورسولہ اعلم خدا اور رسول اسکا بہتر جانتا ہے لیکن بعض اصحاب نے کہا کہ
نماز ہے بعض نے کہا زکوۃ بعض نے کہا حج بعض نے کہا جہاد حضرت نے فرمایا کل
ما قلتم فیہ فضل ... یعنی جو کچھ تم لوگوں نے بیان کیا ... ایک
فضیلت ہے مگر ... جو پوچھا ... پھر خود حضرت نے بیان فرمایا کہ
اوثق عری الایمان الحب فی اللہ والبغض فی اللہ وتوالی اولیاء اللہ والتبری
من اعداء اللہ یعنے عقدہ مستحکم ایمان محبت و دوستی کرنا ہے باہم راہ خدا میں اور

دشمنی کرنا ہے خدا کی بارے مین اور محبت و ولاء دوستان خدا سے اور برائت و بیزاری دشمنان خدا سے ۔ با خارجی کہ باد بر وزندگی حرام ۔ انگشت برنگ زہر اشتہا مزن ۔ انگشت در کف تو چرا ہیچ آمزید ۔ یعنی کہ جز بلا من ال عبا مزن جو لوگ راہ خدا مین باہم اتحاد و دوستی پیدا کرتے ہین بروز قیامت وہ لوگ منبرہای نور پر ہونگے ان کے چہرون سے ان کے بدنون سے ان کے منبرون سے ایسا نور ساطع ہوگا جس سے تمام اشیاء روشن ہو جاوینگے اور اسی نور سے وہ پہچان جاوینگے اور انکی نسبت کہا جائیگا ہولاء المتحابون فی اللہ یہ وہ لوگ ہین جو راہ خدا مین باہم محبت و دوستی کرتے تھے بہت کچھ مدح اتحاد و مذمت تفرقہ و نفاق مین وارد ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ غرض شارع علیہ السلام کے اتفاق و اتحاد ہے اور بہبودی و آسایش بھی اسی مین ہے ہر عاقل اسکو سمجھ سکتا ہے اور تفرقہ و نفاق مین کس قدر مفاسد و نقصانات پہونچتے ہین بلکہ سوہان روح ہو جاتا ہے زندگی تلخ صاحبان بصیرت کی نگاہ مین حقیر علاوہ اسکے عذاب آخرت علیحدہ ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار نفاق پیدا کرنے والے طبقہ اسفل جہنم مین جھونکے جاینگے مومنین کو چاہیے کہ باہم ملاقات کیا کرین جیسا کہ سابق مین بزرگون کا دستور تھا کہ ایک دوسرے کی ملاقات کو جایا کرتے تھے استفسار مزاج کیا کرتے تھے وہ طریقہ ملاقات کا اب بالکل مفقود ہو گیا ہے بلکہ خلاف شان سمجھا جاتا ہے بجز مطلب کے ملاقات ہی نہین کرتے رسالتمآب فرماتے ہین من زار اخاہ فی بیتہ قال اللہ عز وجل لہ انت ضیفی وزائری جو اپنے برادر مومن کے گھر مین جاوے ملاقات کے واسطے تو خدا عز وجل اوس سے کہتا ہے تو میرا مہمان اور میرا زائر ہے علی قراک مجھکو تیری مہمان نوازی لازم ہے وقد اوجبت لک الجنۃ بحبک ایاہ اور مینے تجھپر جنت کو واجب کیا اسوجہ سے کہ تو اس برادر مومن کو دوست کہتا ہے جابر نے امام محمد باقر ع

فضیلت ملاقات مومنین

سے روایت کی ہے کہ ایک فرشتہ کا گذر ایک شخص کی جانب ہوا دیکھا کہ وہ کسی مومن کے دروازہ
پر کھڑا ہے اس فرشتے نے پوچھا اے بندہ خدا تو کیون یہان کھڑا ہے اسنے کہا ایک برادر
مومن یہان رہتا ہے اسکے سلام کو مین آیا ہون فرشتے نے کہا کیا تجھسے قرابت ہے یا کوئی
تیری حاجت اس سے ہے اس مرد دیندار نے کہا نہ مجھسے کوئی قرابت ہے اور نہ میری
کوئی حاجت ہے فقط بنظر احترام و برادری ایمانی مین اسکے ملاقات و سلام کو آیا ہون
قربۃ الی اللہ دیکھئے اب فرشتہ کیا کہتا ہے توجہ سے سنئے کہتا ہے مجھکو خدا نے تمھارے پاس
بھیجا ہے اور تمکو سلام کہا ہے اور کہا ہے چونکہ تو نے میری خوشنودی کیوجہ سے اس مومن
کی ملاقات کا ارادہ کیا ہے تو اسکی جزا مین مینے تجھپر جنت کو واجب کر دیا اور اپنے غضب سے
تجھکو نجات دی اور آتش جہنم سے پناہ دی یہ ثواب ہے باہم ملاقات کرنے مین بلکہ منقول ہے
اگر مومن مومن کی ملاقات کو جاوے تو ہر ایک قدم مین ایک حسنہ لکھا جاتا ہے اور ایک گناہ
محو ہوتا ہے ان احادیث سے کس قدر خواہش شارع علیہ السلام کے پائی جاتی ہے اتحاد کے

مصافحہ

امام محمد باقر فرماتے ہین المومنان اذا التقیا و تصافحا ادخل اللہ یدہ بین ایدیہما فصافح اشدہما
حبا بصاحبہ یعنے جب دو مومن باہم ملاقات کرتے ہین اور مصافحہ کرتے ہین تو خود خداوند
عالم اپنے دست رحمت کو درمیان مین ان دونون شخصون کے ہاتھون مین داخل کرتا ہے
اور مصافحہ کرتا ہے اس شخص سے جو ان دونون مین زیادہ محبت رکھتا ہے یہان مراد خدا کے
مصافحہ کرنے سے یہ ہے کہ جب دو مومن باہم ملاقات کرکے مصافحہ کرتے ہین تو البتہ قرب
انکو درگاہ خدا سے ہوتا ہے اور ایسے رحمت انکی شامل حال ہوتی ہے گویا خدا سے مصافحہ کیا

موعظہ ۱۳ - مذمت غیظ و غضب و بدخلقی و فحش گوئی و قصہ وفات سعد معاذین

حق تعالیٰ فرماتا ہے واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی

یعنی جو شخص کہ ڈرا اپنے پروردگار کے مقام سے اور باز رکھا نفس کو ہوا و ہوس سے پس
بتحقیق کہ جنت وہی مقام بازگشت ہے اسکا یعنے جب بندہ معصیت خدا سے واقف ہو اور
قادر بھی اسپر ہے یعنے معصیت کر سکتا ہے کوئی مانع نہین ہے اسکا باوجود اسکے بسبب
خوف خدا کے وہ ترک معصیت کرے اور اپنے نفس کو اس سے باز رکھے اسکی جزا مین
خدا جنت کو اسکا مقام قرار دیتا ہے اور کافی مین امام جعفر صادق سے منقول ہے جو شخص
کہ جانے اس امر کو کہ خدا دیکھتا ہے اور سنتا ہے جو کچھ کہ ہم کہتے ہین اور کرتے ہین اور جو
عمل خیر و شر ہم سے واقع ہوتا ہے اس سے خدا واقف ہے یہ سمجھکر وہ اعمال بد سے باز رہے
پس یہی شخص ڈرا اپنے خدا کے مقام سے اور باز رکھا نفس کو ہوا و ہوس سے یعنے ایسے
ہی شخص کا مرجع و مقام جنت ہوگا اور یہی امر نہایت دشوار ہے کہ نفس پر غالب آوے بڑا
مجاہد ہے وہ شخص جو نفس پر غالب آوے پیغمبر خدا نے اسکو جہاد اکبر کہا ہے شاعر کہتا ہے
وقت خشم و وقت شہوت مرد کو ۔ طالب مرد چنینم کو بکو ۔ حدیث مین وارد ہوا ہے لیس الشدید
بالصرعة وانما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب فان الغضب مفتاح
کل شر یعنی مردانگی و پہلوانی اسکو نہین کہتے کہ کشتی مین کسیکو زیر کرے بلکہ جوان مرد
و پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے اور اسکو غالب ہونے نہ دے
کیونکہ غصہ کنجی ہے ہر شر و فساد و فتنہ کی اسی مضمون کو شاعر کہتا ہے ۔ مردی گمان مبر
کہ بزور است و پر دلے ۔ با نفس اگر جہاد کنی مرد کاملے ۔ غصہ کی دو قسمین ہین ایک وہ
غصہ جو حمیت دین و غیرت شرعی سے پیدا ہو مثلاً کوئی شخص کسی شخص پر بیدینی کی وجہ سے
غصہ کرے یا مرد صالح کسی فاسق پر بوجہ اسکے فسق و فجور کے غصہ کرے یا معلم و استاد
بوجہ بے ادبی وغیرہ کے شاگرد پر غصہ کرے تو اس قسم کا غصہ ممنوع نہین ہے انبیا و اولیا
سے بھی ایسے غصہ صادر ہوے ہین حضرت موسی کلیم اللہ نے حضرت ہارون پر ایسا
غصہ کیا کہ ڈاڑہی اور سر حضرت ہارون کا پکڑ کر کھینچا قرآن مجید مین سورہ اعراف مین

اسکا ذکر ہے دوسری قسم غصہ کی وہ ہے جو بیجا محض نفسانیت و نخوت طبیعت سے پیدا ہوا ایسے
ہی غصہ اکثر اہل زمانہ سے واقع ہوتے ہین اغلب افراد انسان کے دماغ مین سمایا ہوا ہے کہ
ہم بھی کچھ ہین حالانکہ اونمین وہ بات نہین ہے جو اونکو خیال ہے اس مقام پر شاعر نے کیا
خوب کہا ہے ؎ نقطہ از دائرہ انگشتر فرمان دارد ٭ مور در خانہ خود حکم سلیمان دارد
یہی غصہ ممنوع ہے اسکی نسبت معصوم نے فرمایا ہے مفتاح کل شر ہر شر و فساد کی
کنجی ہے اب اسکے بھی چند وجوہ سن لیجئے کہ کیونکہ غصہ کنجی شر و فساد کا ہے اول تو غصہ
کبھی تباہ و برباد کرکے پھانسی چڑھوا دیتا ہے جب کسی کو قتل کیا یہ انجام دنیا کا ہے عذاب
آخرت علاوہ اسکے ہے من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل
الناس جمیعًا حق تعالی فرماتا ہے قرآن مجید مین جو کسی کو قتل کرے بلا قصاص اور بلا
کسی فساد کے جو مستوجب قتل ہو تو گویا اُسنے تمام لوگون کو قتل کیا یعنے جو عذاب اُس
شخص پر ہوگا جسنے تمام لوگون کو قتل کیا وہی عذاب اس شخص پر ہوگا جسنے بیجا کسیکو قتل کیا
ایک مومن کے قتل کرنے مین وارد ہے جامع الاخبار مین پیغمبر خدا سے نقل کیا ہے قتل المومن
اعظم عند اللہ تعالی من زوال الدنیا مومن کا قتل کرنا خدا کے نزدیک تمام دنیا کی تباہ
کردینے سے عظیم و سخت تر ہے یہ ایک مومن کے قتل کرنے مین وارد ہے اور جسنے کل کو
قتل کیا اسکا کیا حال ہوگا امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ قاتل نفس سے کہا جائیگا مر جا
تو خواہ یہودی مر خواہ نصرانی خواہ مجوسی یعنے بروز حشر ان مین سے کسی کے ساتھ محشور
ہوگا دوسرا امر یہ ہے کہ غصہ سے آدمی زن صاحب عفت و عصمت کو فحش دینے لگتا
ہے حالانکہ مطلقًا فحش کا بکنا منع ہے جو شخص اپنے برادر مومن کو گالی دے خدا برکت اسکی
رزق کی اوٹھا لیتا ہے اور اسکو اُسکے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور اُسکے امر معیشت
کو فاسد و تباہ کردیتا ہے امام جعفر صادق سے منقول ہے من علامات شرک الشیطان
الذی لایشک فیہ انیکون فحاشا لایبالی ماقال ولاما قیل فیہ یعنی اُن

علامات سے جنسے آدمی مین بلاشک شرکت شیطان کی پائی جاتی ہے یہ ہے کہ آدمی فحاش ہو کثرت سے گالیان بکے کچھ پروا اسکو نہ ہو نہ گالی دینے مین نہ گالی سننے مین کتاب کافی مین عیاشی نے امیرالمومنین سے روایت کی ہے کہ وہ جناب فرماتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا نے ایسے شخص پر جنت کو حرام کیا ہے ان فتشته لم تجده الا لغية او شرک شیطان یعنے ایسے بے حیا کی حالت کا اگر تو تفحص کرے گا یا تو حرام سے اسکی ولادت ہوگی یا اسمین شرکت شیطان کی ہوگی کسینے پوچھا یارسول اللہ کیا لوگون مین بھی شیطان کی شرکت ہوتی ہے حضرت نے فرمایا کیا تو یہ آیت قرآن مین نہین پڑھتا ہے وشارکهم فی الاموال والاولاد یعنی شریک ہو تو اے شیطان ان کے مال و اولاد مین اور بھی فحاش و بدزبان کی صحبت سے لوگ پرہیز کرتے ہین اور بموجب ان من شر عباد اللہ من تکره مجالسته لفحشه جس شخص کی صحبت سے پرہیز کیا جاوے بوجہ فحش کے وہ بدترین بندگان خدا سے ہے اور جو لڑکے گالیان بکتے ہین اور والدین انکی چشم پوشی کرتے ہین اور مانع نہین ہوتے تو گویا باعث فحش یہی ہوتے ہین اس فحش کا اثر بھی ان ہین پر پڑے گا پیغمبر خدا سے منقول ہے کہ نابالغ لڑکی جو نیکی وطاعت کرتے ہین ثواب اسکا اسکے والدین کو ملتا ہے اور جو امر ناجائز و گناہ کرتے ہین وہ بھی ان کے والدین کے نامہ عمل مین لکھا جاتا ہے اگر وہ بانی و باعث اسکے ہون پس والدین کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو امور ناجائز کرنے سے مانع ہون اور خوف دلا دین اور صحبت بد مین جانے نہ دین صحبت کا اثر بہت برا ہوتا ہے بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا کہ خدا سے دعا کیا کرتا تھا کہ مجھے فرزند نرینہ عطا کر تین سال تک یہی دعا کی قبول نہ ہوئی ایک روز اسنے درگاہ خدا مین عرض کیا کہ پروردگار کیا مین تجھسے دور ہون جو میری دعا قبول نہین ہوتی خواب مین اسکو بشارت ہوئی کہ تین سال سے تو دعا مانگتا ہے اور زبان کو اپنی فحش سے آلودہ کرتا ہے تقوی و پرہیزگاری اختیار کر اور گالیان بکنا چھوڑ دے نیت کو خالص کر اسنے

ان نصائح پر عمل کیا اب جو دعا کی تو قبول ہو گئی اور لڑکا اسکے یہان پیدا ہوا اس سے یہ معلوم ہوا کہ فحش کوئی مانع قبول دعا بھی ہے تیسرا امر یہ کہ غصہ بلا وجہ باعث مار کوٹ کے ہوتا ہے جسکا نتیجہ قید خانہ دنیا ہے اور آخرت مین آگ کی تازیانے پڑینگے من لایحضرہ الفقیہ مین ہے لو ان رجلا ضرب رجلا سوطا لضربہ اللہ سوطا من نار یعنی اگر کوئی شخص کسی کو کوڑا مارے تو حق تعالیٰ اسکو آتش جہنم کا کوڑا مارے گا المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ و زبان سے مسلمان بچین جناب رسالتمآبؐ سے منقول ہے کہ جو کسی مومن کو ہاتھ مارے کہ اسکو ذلیل کرے یا طمانچہ اسکے موتھ پر مارے یا ایسا امر واقع کرے جسکو وہ مکروہ جانتا ہو ملائکہ اسپر لعنت کرتے ہین جبتک کہ اسکو راضی نہ کرے گا اور توبہ و استغفار کرے اور غصہ ان سب امور مذکور کا باعث ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ غصہ کنجی ہے ہر شر و فساد کی اور اسی قسم کے نتایج بد خلقی و بدخوی سے بھی پیدا ہوتے ہین بلکہ بد خلق کی نسبت جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ اسکو توفیق توبہ کی خدا کی جانب سے نہین ہوتی ہے لوگون نے اسکی وجہ پوچھی حضرت نے فرمایا اذا تاب من ذنب وقع فی ذنب اعظم منہ بد خلق جب کسی گناہ سے توبہ کرتا ہے تو دوسرے گناہ مین جو اس سے بڑا ہو سہے مبتلا ہو جاتا ہے بد خلق کی زندگانی تلخ اسایش خراب رہتی ہے کبھی کسی سے درشتی کرتا ہے کبھی خود پیچ و تاب مین رہتا ہے ہر شخص اس سے ناراض رہتا ہے نظرون سے گر جاتا ہے بلکہ لوگ ایذا رسانی کرتے ہین انہین امور کی جانب امام محمد باقرؑ نے اشارہ فرمایا ہے من ساء خلقہ عذب نفسہ جسنے اپنے خلق کو خراب کیا اسنے اپنے نفس کو عذاب مین ڈالا ؎ تندخوی تند ہین تند خو بجان آید ؛ کہ ہم ز تندی خو سیل در فغان آید ؛ تند خویان را نبا شد جز کدورت حاصلی نیست ور برکف غیر خاک از تند خوی بادرا ؛ متعلق تند خوی کے ایک قصہ سعد معاذ کا سن لیجئے وہی کافی و وافی ہے صاحبان فہم کے واسطے بڑا وعظ ہے پہلے سعد معاذ کو تو سنیئے کہ کون تھے بزرگان اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جناب رسالتمآبؐ سے تھے جنگ خندق مین جب یہودیان

بنی قریظہ نے ابوسفیان کے ورغلانے سے جو عہد حضرت سے کیا تھا وہ توڑ ڈالا حضرت نے
جب خبر عہد شکنی کی سنی تو انہیں سعد معاذ اور سعد عبادہ اور دو شخص اور کو یہودیون کی
فہمایش کے واسطے بھیجا تھا سعد معاذ نے جاکر بہت کچھ فہمایش یہودیون کو کی کہ عہد شکنی
مناسب نہین ہے تمھارے واسطے انجام مین اسکی خرابی ہوگی مگر کعب اسد جو سرگروہ
ان یہودیون کا تھا اسنے کلام سعد کو نمانا نہایت سخت گفتگو کی سعد سے قصہ طولانی
ہے آخر کو سعد نے کہا مجھے حضرت کا حکم لڑنے کا نہین ہے فہمایش کا حکم تھا یہ کہکر وہ
واپس چلے آئے اور حضرت سے کل ماجرا بیان کیا جب جنگ خندق فتح ہوئی حضرت نے
انھی یہودیون کو گرفتار کیا اب اونہون نے اپنی رہائی کے واسطے بہت سے لوگون سے
سفارس کرائی حضرت نے فرمایا سعد معاذ کو مین نے تم لوگون کے درمیان مین حکم قرار
دیا ہے جو کچھ وہ حکم کرین اسپر عمل کرو پھر سعد معاذ کو حضرت نے طلب فرمایا وہ تیر سے
ایسے زخمی ہوگئے تھے کہ امید حیات باقی نرہی تھی مگر درگاہ باری مین انہون نے
دعا کی تھی کہ خداوندا جبتک مین ان یہودیون سے انتقام نہ لے لون جبتک میری قبض روح
نہ کرنا دعا ان کی قبول ہوگئی تھی بہرحال افتان وخیزان یہ حضرت کی خدمت مین آئے اور یہودیون کے
بارے مین گفتگو ہونے لگی آخر کو سعد نے حکم دیا کہ یہ سب قتل کئے جاوین حضرت نے فرمایا
خوشا بحال تیرے اے سعد یہی حکم جو تو نے دیا ہے خدا کی جانب سے بھی ہوا تھا بعد ازان
سعد اپنے مکان کو واپس آئے حالت تو اونکی بوجہ زخمی ہونے کے خراب تھی ہی اب اور
حالت ردی ہوگئی جناب رسالتمآب اونکی عیادت کو تشریف لیگئے اور سر معاذ کا اپنے
زانو پر رکھا اور انکے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور درگاہ الٰہی مین ان کی مغفرت کے
واسطے دعا کی بعد اسکے حضرت اپنے دولت سرا پر تشریف لے آئے بعد اسکے سعد نے
انتقال کیا قصہ وفات مین اونکی امالی صدوق علیہ الرحمہ وغیرہ مین لکھا ہے جسکا خلاصہ
مین بیان کرتا ہون جب خبر وفات سعد معاذ کی سمع ہمایون جناب اقدس نبوی تک پہونچی

حضرت خود مع جماعت اصحاب کے تشریف لیگئے چار چوبہ ایستادہ کرایا حکم دیا کہ سعد کو غسل دین
بعد فراغ غسل وکفن کے جب جنازہ سعد کا اوٹھایا تو خود حضرت برہنہ پا بلا ردا کی تابوت
سعد کا کبھی داہنی طرف سے کبھی بائین طرف سے اوٹھاتے تھے یہانتک کہ قبر تک
پہونچایا اور خود حضرت قبر مین اوترے اور سعد کو لحد مین رکھا اور اینٹ ومٹی سے بند کر دیا
جب دفن سے فراغت ہوئی اور قبر برابر کر دی گئی تو اصحاب نے سبب استحکام قبر معاذ پوچھا
حضرت نے فرمایا مین جانتا ہون کہ یہ عنقریب کہنہ ہو جاویگی مگر خدا دوست رکھتا ہے بندہ کو
جب وہ کوئی کام کرے استحکام کے ساتھ کرے بعد ہمواری قبر کے مادر سعد نے ایک جانب
سے کہا یا سعد ہنیئاً لك الجنة اے سعد گوارا ہو تجھکو بہشت حضرت نے فرمایا یا ام
سعد لاتجزمی علی ربك فان سعد اقد اصابته ضمة اے مادر سعد خدا کے
امور مین حکم قطعی نہ لگا یعنے وہ مالک ہے ہمارا محکوم نہین ہے جو حکم قطعی وجزمی اسپر
کرین جیسا مناسب سمجھتا ہے کرتا ہے اسیے مادر سعد تحقیقکہ سعد کو فشار قبر ہوا پھر
حضرت نے مع جماعت اصحاب کے مراجعت کی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو
کچھ آپنے سعد کے ساتھ کیا وہ کسیکے ساتھ نہین کیا بے رداو کے آپنے مشایعت جنازہ
کی حضرت نے فرمایا فرشتے میرے ہمراہ بے ردا رہتے اوتھین کی پیروی مینے بھی کی عرض
کیا کبھی آپ داہنی طرف سے تابوت اوٹھاتے تھے کبھی بائین طرف سے فرمایا کہ میرا
ہاتھ جبرئیل کے ہاتھ مین تھا جسطرف سے جبرئیل اوٹھاتے تھے اسی طرف سے مین
بھی اوٹھاتا تھا عرض کیا آپنے غسل کا حکم دیا اور نماز پڑہی اور قبر و لحد مین خود اوتارا پھر فرمایا
کہ سعد کو فشار قبر ہوا اسکا کیا باعث ہے اب سبب سنیئے مرتبہ تو سعد کا آپ سن چکے عظمت
وجلالت قربت انکی سن چکے برہنہ پا بے ردا حضرت کا اُن کے جنازہ کے ساتھ چلنا
سن چکے بروایتے کافی ستر ہزار فرشتے اُن کے جنازہ کے ساتھ تھے خود حضرت کا قبر مین
اتارنا اور اپنے دست مبارک سے خود لحد مین اینٹین چننا سن چکے باوجود ان سب

بزرگیوں کے باعث فشار قبر حضرت بیان فرماتے ہین ان ذلک کان فی خلقہ مع اھلہ سوء یعنی سبب فشار معاذ کا یہ ہے کہ اپنی اہل کے ساتھ بدخلقی و بدخوئی کرتے تھے بدخوئی ایسی چیز ہے کہ جسکے مکافات مین سعد معاذ ایسے شخص کو فشار قبر ہوا یہ بڑا واعظ ہے اُن لوگون کے واسطے جو جنگ جوئی و ایذا رسانی و بد زبانی سے قلوب مومنین کو زخمی کیا کرتے ہین انکا کیا انجام ہونا ہے پس مقتضاے عقل یہ ہے کہ اگر اپنے مین کوئی صفت بد پاوے تو اُسکے زوال کی کوشش کرے طریقہ اوسکے دفع کا یہ ہے کہ آن احادیث و روایات کو دیکھے جن مین مذمت اس صفت خبیثہ کے ہو یا وعظ مین جا کر سنے اگر نہ دیکھ سکے یا ایسی صحبت مین جاوے جس سے اس صفت کی برائی معلوم ہوجاوے صاحبان اخلاق و حلم و وقار کی عادات کو بنظر توجہ غور کرے مغلوب نفس امارہ نہو تو وہ صفت بد بہت جلد زائل ہوکر صفت نیک جو اُسکے مقابل مین ہے حاصل ہوجاویگی فقط تمت

موعظہ ۱۴ - بیان اخلاق و حلم و بردباری و قصہ اعرابی کا جناب رسولؐ سے اور قصہ شامی کا جناب امام حسنؑ سے و ثمرہ چار گناہ و رحمت خدا مین .

قران مجید مین ہے قول معروف و مغفرۃ خیر من صدقۃ یتبعھا اذی و اللہ غنی حلیم یعنی کلام نیک کرنا یعنی اخلاق سے پیش آنا اور عفو کرنا یعنی سائل کو بھیج دینا ساتھ ملائمت و نرمی کے اور اوسکے سختی کو معاف کرنا یہ دونون بہتر ہین اس صدقہ و خیرات سے جسکی دینے سے اذیت پہونچے سائل کو اسپر احسان جتا کے احسان جتانے سے اور اذیت پہونچانے سے ثواب صدقہ کا باطل ہوجاتا ہے جیسا کہ موعظہ رد احسان مین آوے گا واللہ غنی حلیم اور حق تعالی غنی اور بردبار ہے اور بموجب حدیث

تخلقوا باخلاق اللہ یعنے تم لوگون کو چاہیئے کہ وہ اخلاق حاصل کرو جو خدا مین ہین تو
تمکو بھی حلم و بردباری حاصل کرنا چاہیئے تمام انبیاء و اولیاء متخلق باخلاق الہی تھے حق تعالیٰ
اپنے خلیل جلیل کی حلم و بردباری کی مدح مین فرماتا ہے ان ابراہیم لاواہ حلیم یعنے
تحقیق کہ ابراہیم بڑے آہ و نالہ کرنے والے تھے خوف خدا سے اور حلیم و بردبار تھے اسیطرح
ہمارے نبی کے خلق کی تعریف کرتا ہے سورۂ ن مین انک لعلیٰ خلق عظیم تحقیق کہ تمہارا خلق
عظیم ہے کس درجہ خلق تھا حضرت مین جسکو خدا نے عظیم کہا ہو مطلق خلق حضرت کا ایک قصہ
سنیئے منقول ہے کہ ایک اعرابی حضرت کی خدمت مین آیا اور اسکی آستین مین ایک گوہ تھی
حضرت مسجد مین تشریف رکھتے تھے مع جماعت اصحاب کے اور وہ اعرابی تلوار حمائل کئے ہوئے
آیا اور حضرت کی شان مین کلمات سخت کہے اور کہا یا محمد انک کاذب ساحر اے محمد تم کاذب
و جادوگر ہو اصحاب نے جب یہ بیہودہ گوئی سنی چاہا کہ اسکو قتل کرین حضرت نے منع کیا اور
اس اعرابی سے کہا دیکھئے کس نرمی سے جواب دیا ہے یا اخا العرب من ترید اے
بھائی عرب کسکو ڈھونڈھتا ہے اسنے کہا محمد ساحر کذاب کو حضرت نے فرمایا کہ محمد تو مین ہون
مگر ساحر و کذاب نہین ہون بلکہ رسول خدا ہون اس اعرابی نے کہا واللات لولا جمال وجہک
لملات سیفی منک قسم ہے مجھے لات کی اگر حسن و جمال تمہارے چہرے مین نہ ہوتا تو ضرور
مین اپنی تلوار کو تمہارے خون سے بھر دیتا اور بعض روایات مین یون وارد ہے لولا ان
العرب یسمیتنی عجولا لقتلتک وسررت الناس بقتلک یعنے عرب اگر مجھکو جلد باز
نہ کہتے تو مین تمکو ضرور قتل کرتا اور لوگون کو مسرور و خوش کردیتا تمہارے قتل سے خلیفہ ثانی
کہنے لگے دعنی یا رسول اللہ اقتلہ یا حضرت مجھے اجازت دیجئے کہ مین اسکو قتل
کرون حضرت نے منع کیا اور فرمایا اما علمت ان الحلیم کاد ان یکون نبیا کیا تو نہین جانتا
کہ نبی کو حلیم و بردبار ہونا چاہیئے اس قسم کے کلمات خلیفہ صاحب سے ایسے مقامات مین اکثر واقع
ہوے ہین مگر معرکہ جنگ مین کبھی ایسی تیزی نہین کی بہر حال پھر اس اعرابی نے کہا واللات

لاؤ من بک حتی یومن بک ھذا الضب قسم ہے لات کی میں تمھارا ایمان نہ لاؤنگا جبتک یہ گوہ تمھارا ایمان نہ لاوے اور گوہ اُسکے دامن میں تھی یا آستین مین نکالا اوسکو حضرت نے اس گوہ سے کہا یا ضب اے گوہ اسنے بزبان فصیح جواب دیا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا مین کون ہون اُسنے کہا کہ آپ رسول خدا ہین بنا بر روایت ثانیہ کے حضرت نے اس سے پوچھا من تعبد تو کسکی عبادت کرتی ہے اُسنے کہا الذی فی السماء عرشہ وفی الارض سلطانہ وفی البحر سبیلہ وفی الجنۃ رحمتہ وفی النار عذابہ یعنی مین اُسکی عبادت کرتی ہون جسکا عرش آسمان پر ہے اور جسکی حکومت زمین مین ہے اور دریا مین اسکی راہ ہدایت ہے اور جنت مین اُسکی رحمت ہے اور جہنم مین اسکا عذاب ہے بعد اسکے حضرت نے کہا من انا مین کون ہون کہا آپ رسول رب العالمین ہین جسنے آپکی تصدیق کی اور سچا جانا آپ کو وہ رستگار ہوا اور جسنے آپ کو جھٹلایا وہ ناامید ہوا یہ سنکر اعرابی نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ جب مین مسجد مین آیا تھا تو مجھسے زیادہ دشمن کوئی آپ کا نہ تھا اور اب مین جانتا ہون آپ کی خدمت سے اور آپ سے زیادہ کسیکی محبت مجھ مین نہین ہے اور اسوقت مین آپکو اپنی اہل و اولاد سے اور جو چیز کہ میری قبضہ مین ہے سب سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور ہر ایک رونگٹا میرا اور جلد میری اور داخل و خارج میرا اور ظاہر و پوشیدہ میرا آپ پر ایمان لائے ہین حضرت نے فرمایا حمد و ثنا اس خدا سے پاک کے واسطے جسنے تیری ہدایت کی طرف اس دین کے جو بلند رہیگا اور اسپر کسی کو بلندی حاصل نہ ہوگی اور اسکے فرمایا حضرت نے ولکن لا یقبلہ اللہ الا بصلوۃ یعنی لیکن اسکو خدا قبول نہین کریگا مگر ساتھ نماز کے اعرابی نے کہا یا حضرت مجھے نماز تعلیم کیجئے حضرت نے اُسکو سورہ فاتحہ و سورہ اخلاص تعلیم کیا اور فرمایا جو شخص سورہ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھے گویا اُسنے پورا قرآن ختم کیا پھر فرمایا کہ خدا ہمارا عمل قلیل کو قبول کر لیتا ہے اور عفو بہت کرتا ہے پھر حضرت نے پوچھا

کچھ مال ہے تیرے پاس اُسنے کہا قبیلہ سلیم مین مجھسے زیادہ محتاج کوئی نہین ہے حضرت
نے اپنے اصحاب سے کہا دو اسکو بس لوگون نے دینا شروع کیا یہانتک گرانبار کر دیا
اسکو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس ناقہ عشرا ہے سب دیتا ہون
حضرت نے کہا خدا اسکے عوض مین تجھے ایک ناقہ بہشت مین دیگا جسپر تو سوار ہوکر
صراط پر سے گذر جاوے گا شل برق کے پھر وہ اعرابی حضرت سے رخصت ہوکر گیا اور
ہزار سوار مشرکین سے ملاقات کی جو سب کے سب ارادہ قتل حضرت پر رکھتے اس اعرابی نے
تمام قصہ اپنا ان سے بیان کیا وہ سب مسلمان ہوگئے یہ نتیجہ حسن وخلق وبردباری کا ہوا کہ قاتل
ایسا دوست ہوگیا کہ اپنے ساتھ اور ہزار آدمیون کو جو دشمن تھے دوست بنا دیا بلکہ اسی
حسن وخلق وبردباری نے اسلام کو شرق وغرب عالم مین شایع ومنتشر کردیا اگر حضرت بردباری
وحسن خلق کو کام نفرماتے تو بجز اسکے کہ وہ اعرابی قتل ہوجاتا یا نکال دیا جاتا اور زیادہ دشمن
ہوجاتا یہ نتیجہ حاصل نہوتا کج خلقی وبدزبانی سے بجز مضرت کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا حق
تعالی اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے قرآن مجید مین لوکنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک
یعنی اگر تم درشتی کروگے اور سخت قلب ہوگے تو یہ لوگ تمھارے حوالے دگرد سے سب چلے
جاوینگے ما اعز اللہ بجھل قط ولا اذل بحلم قط جناب رسالتماب کا قول ہے کہ
خدا نے ہرگز کسیکو جہل وبدخلقی سے عزت نہین دی اور نہ کسیکو حلم وبردباری سے ذلت
دی اور فرمایا ما من شئ اثقل فی المیزان من خلق حسن کوئی شئے میزان عمل کو سنگین
نہین کریگی بجز خلق حسن کے ارشاد القلوب وکتاب خصال صدوق علیہ الرحمہ مین ہے کہ
ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے چند سوالات حضرت پیغمبر سے کئے تھے منجملہ اُن کے یہ ہے کہ یارسول
اللہ اے یالمومنین اکمل ایمانا مومنین مین کس کا ایمان کامل زیادہ ہوتا ہے حضرت
نے فرمایا احسنھم خلقا جسکے اخلاق زیادہ اچھے ہون صبر وصدق وعلم وحسن خلق
انبیاء کا شیوہ تھا اور نکی اعمال سے بہتر [illegible] جسکے نتائج میتھے اخلاق پیغمبر

مثل بیخون درخت کے کہا ہے جسطرح بغیر بیخون کے درخت کامل و خوشنما نہین ہوتا اسیطرح
بغیر اخلاق کے درخت دین کامل و خوشنما نہو گا تجربہ شاہد ہے کج خلقی و بد مزاجی حقیر
کردیتی ہے نظرون سے گرادیتی ہے حسن خلق و بردباری محبت کو لوگون کے دلون مین
اگاتی ہے کینہ کو زائل کردیتی ہے اتحاد نوعی جو منشا رب ہے خدا و رسول کا جسپر اکثر احکام
شرع کا مدار ہی پیدا کردیتی ہے جیساکہ اعرابی کا قصہ سنا آپنے حسان بن ثابت بھی بوجہ کفر کے
بڑا دشمن تھا جناب رسالتماب کا ایک روز ایک مرد مسلمان اسکو گرفتار کئے لئے جاتا تھا
اس غرض سے کہ حسان کی زبان قطع کرے اسنے حضرت کی شان مین کلمات ناسزا کہے ہونگے
جب تو وہ مرد مسلمان ایسا برہم ہوا تھا حضرت امیر سے راہ مین ملاقات ہوئی حضرت کو معلوم
ہوا کہ یہ شخص حسان کو زبان کاٹنے کیواسطے لئے جاتا ہے حضرت نے حسان کو اس مرد
مسلمان سے لے لیا اور مونھ حسان کا اشرفیون سے بھر دیا حسان نے جب یہ حلم و عفو
دیکھا مسلمان ہوگیا و لار کامل اسکے دل مین پیدا ہوگئی یہان تک کہ مداحان اہلبیت اطہار
سے ہوگیا اور اشعار اسکے مدح حضرات مین مشہور ہین یہی کیفیت خلق کی ہمارے کل آئمہ
علیہم السلام کی تھی ایک مرد شامی جسکا سینہ عداوت اہلبیت سے پر از کینہ تھا مدینہ طیبہ مین
آیا کوچہ مدینہ مین ایک سوار کو دیکھا وہ شامی کہتا ہے مینے ایسا شخص خوبصورت و زیبا
کبھی نہین دیکھا تھا بے اختیار سوار کی جانب مائل ہوا دریافت کیا مینے کہ یہ کون شخص ہے
لوگون نے کہا حسن بن علی علیہ السلام ہین یہ سنتے ہی دل اسکا خارخار ہوگیا اور آتش حسد
اسکے سینہ مین مشتعل ہوئی کہنے لگا علی کا بھی ایسا لڑکا ہے قریب حضرت کے گیا کہا تم علی
کے بیٹے ہو حضرت نے فرمایا ہان اسنے کہا تمھارے باپ نے ایسا ایسا کیا بہت کچھ سخت
و درشت کہا کبھی خود حضرت کو کہتا تھا کبھی انکے پدر بزرگوار کو سخت و دشنام دیتا تھا مگر
امام حسن علیہ السلام کے حلم و بردباری کو دیکھئے بالکل ساکت تھے کچھ نہ کہتے تھے یہانتک
کہ وہ خود شرمندہ ہوا جب وہ اپنا کلام ختم کرچکا تو حضرت ہنسے اور فرمایا احسبک غریبا شاما

اسلام حسان

قصہ شامی با امام حسن

مین تجھکو غریب مسافر اہل شام سے پاتا ہون اُسنے کہا ہان پھر حضرت نے فرمایا فلی مِلیٓ ان
اجبجت الی منزل انزلناك والی مال ارفدناك والی حاجۃ عاوننا ك میرے ساتھ
چل اگر تجھکو ضرورت مکان کی ہے تو ہم تجھکو مکان دینگے اور اگر مال چاہتا ہے تو مال دینگے
اور اگر تیری کوئی حاجت ہے تو اسمین بھی ہم تیری مدد کرینگے وہ شامی کہتا ہے جب مینے یہ
کلام سنا جس سے کیسی شفقت و مہربانی پائی جاتی ہے تو مجھے تعجب ہوا اور محبت اونکی میرے
دل مین پیدا ہوگئی اسیطرح ایک جاہل نے امام زین العابدین کی شان مین کلمات نامزا کہے
حضرت نے فرمایا اے شخص جو کچھ تونے میرے بارے مین کہا اگر حق ہے تو خدا مجھے بخشدے
اور اگر جھوٹ ہے تو خدا تجھے بخشدے وہ شخص اپنی بیہودہ گوئی سے شرمندہ ہوا اس وقت
سے محبان اہلبیت اطہار سے ہوگیا خود خدا کے حلم کو دیکھیئے کہ کسقدر درگذر ہم سے
کرتا ہے کوئی گناہ بندون سے چھوٹتا نہین ہے بعض شراب خواری مین مصروف ہین
بعض زنا مین بعض سود خواری مین بعض حسد و غیبت و تہمت و بہتان مین بعض رقص وسرود
دغنا مین بلکہ طبائع راغب انھین امور کے جانب ہین اور طاعات کے بجالانے مین یہ حال
ہے کہ مطلق توجہ نہین وعظ بھی سنتے ہین نصائح بھی سنتے ہین کچھ اثر ہوتا ہے مطلق نہین مستحبات تو جانے دیجئے
اونکا کیا ذکر جو واجبات ہین انکو ناچیز سمجھتے ہین ارکان نماز تک درست نہین کرتے نماز ہی
کو وہ کوئی چیز نہین جانتے ارکان کو کون درست کرتا ہے باوجود ایسی نافرمانی کے خدا حلم و بردباری
کو کام فرماتا ہے ورنہ اگر چاہے تو آن واحد مین درہم و برہم کردے اور جب گرفت کرلیتا
ہے تو رہائی بھی مشکل ہوتی ہے ان اخذہ لشدید قرآن مین فرماتا ہے گرفت ہماری
ضرور سخت ہے من لا یحضر مین پیغمبر خدا سے منقول ہے اذا غضب اللہ علی امۃ ثم لم
ینزل بہا العذاب غلت اسعارھا جب خداوند عالم کسی امت پر غضبناک ہوتا ہے اور
کوئی عذاب ان پر نازل نہین کرتا مثل مسخ و خسف وغیرہ کے جو اگلی امتون پر ہوا کرتا تھا
تو غلہ کو گران کردیتا ہے و قصرت اعمارھا اور عمرین کم ہوجاتی ہین ولم یربح تجارھا

اور تجارت مین نفع نہین ہوتا اور درخت خوب پھلتے نہین نہرون مین پانی کم ہوجاتا ہے
باران حبس کردیا جاتا ہے اور اشرار و بدلوگون کو انپر مسلط کردیتا ہے حضرت سلیمان
بن داود ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے نماز استسقا کے واسطے جاتے تھے راہ مین
دیکھا کہ ایک چیونٹی اپنے ایک پاؤن آسمان کیطرف بلند کئے ہوے کہہ رہی ہے کہ
پروردگار مین تیری مخلوقات سے ایک مخلوق ہون اور تیرے رزق کی محتاج ہون بنی
آدم کے گناہون سے ہمکو ہلاک نکر حضرت سلیمان چونکہ کلام جانورون کا سمجھتے تھے سنا
اور اپنے اصحاب سے کہا اب پھر چلو فقد سقیتم بغیرکم تمھارے غیر جنس نے دعا کی
اسکے ذریعہ سے تم بھی سیراب کیے گئے اور اسی کتاب مین عبدالرحمن بن کثیر امام
جعفر صادق ع سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا حضرت نے اذا فشت اربعة ظهرت اربعة
جب چار چیزین فاش ہوتی ہین تو چار چیزین ظاہر ہوتی ہین - اذا فشی الزنا ظهرت
الزلازل جب زنا فاش ہوتا ہے تو زلزلے ہونے لگتے ہین واذا امسکت الزکوة هلکت
الماشية اور جب زکوة موقوف کردی جاتی ہے تو چارپایہ مرنے لگتے ہین واذا جار
الحكام فی القضاء امسك القطر من السماء اور جب حکام جور وظلم کرنا شروع کرتے
ہین تو حبس باران ہوجاتا ہے واذا اخفرت الذمة نصر المشرکون علی المسلمین
اور جب عہد شکنی ہونے لگتی ہے تو کفار و مشرکین غالب آجاتے ہین مسلمانون پر بہرحال
جب نافرمانی خدا پر اصرار ہوتا ہے کسی طرح راہ راست پر آتے ہی نہین تو اوسوقت
حق تعالی گرفت سخت کرتاہے ورنہ اپنے حلم و بردباری و رحمت کو بمفاد سبقت رحمتی
تغلب علی غضبی کام فرماتا ہے حضرت موسی نے مناجات مین عرض کیا اترزق
فرعون وهو یدعی الربوبیة خداوندا تو فرعون کو رزق پہونچاتا ہے حالانکہ وہ
دعوی خدائی کا کرتا ہے یعنے تیری ہمسری کرتا ہے حکم ہوا یا موسی ان کان فرعون
ترك العبودیة فانا لا اترك الربوبیة اے موسی اگر فرعون نے بندگی میری ترک

کردی ہے تو مین اپنی خدائی کو بیچ ڈالونگا ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ شنیدایم
اگر بادہ ورسم بندگی کردن ؛ خدائی را نگو سپید خدا آئین خدائی را نقط ثبت

موعظہ ۱۵۔ مذمت طمع وسوال وحکایت اشعب طماع و دیگر حکایات مین

عدۃ الداعی مین ہے کہ بروز عرفہ امام زین العابدین نے ایک جماعت کو دیکھا کہ لوگون سے سوال کر رہے ہین حضرت نے فرمایا ھولاء شرار خلق اللہ یہ لوگ بدترین خلق خدا سے ہین الناس مقبلون علی اللہ وھم مقبلون علی الناس لوگ آج کے روز خدا کی جانب متوجہ ہین اور اسکی درگاہ سے اپنی حاجات چاہتے ہین اور یہ لوگ لوگون کی طرف متوجہ ہین اور انکسے اپنی حاجت روائی چاہتے ہین اور چھوڑدیا ہے اس درگاہ بے نیاز کو جو مرجع ہے تمام شاہ وگدا کا اور کوئی حاجب ودربان وہان نہین جو مانع ہو ؎ ہر کہ آید گو بیا ؤ ہرچہ خواہد گو بخواہ ؛ کبر وناز و حاجب و دربان دریں درگاہ نیست خلفائے بنی عباس سے کسی نے بہلول سے کہا کہ اگر تو راضی ہو تو مین اپنے خزانہ سے تیرے واسطے وجہ معاش مقرر کردون کہ تیری ضروریات کو کافی ہو اور تجھکو آسودگی بھی حاصل ہوجاوے اور میرے پاس روز آیا کر بہلول نے کہا اگر اسمین چند عیب نہ ہوتے تو مین راضی ہوجاتا اول یہ کہ تو نہین جان سکتا کہ مجھے کس چیز کی احتیاج ہے تاکہ میرے واسطے مہیا کر رکھے دوسرے یہ بھی تجھے معلوم نہین ہوسکتا کہ کس وقت اور کس آن مین مجھے ضرورت ہوتی ہے تاکہ اسوقت تو میری ضرورت کو رفع کرے تیسرے یہ بھی نہین جان سکتا تو کہ کتنی مقدار کی ضرورت مجھکو ہوتی ہے تاکہ اوتنی مقدار تو مجھکو دے زیادتی وکمی مجھے بلا مین نہ مبتلا کرے اور جو میرے رزق کا کفیل ہے وہ یہ تینون امر بخوبی جانتا ہے جتنی مقدار کی جس چیز کی جسوقت مجھے ضرورت ہوتی ہے وہ مجھے پہونچاتا ہے اب مجھے تیری

قصہ بہلول و خلفائے بنی عباس

کیا حاجت ہے شاعر کہتا ہے ؎ از خلق ہمہ بے طمعی این ہمہ آبروست ٭ با خالقِ بسر اگر بجدا آشنائ ٭ پھر بہلول نے کہا علاوہ اسکے ممکن ہے کہ کسی وقت حرکت نامناسب مجھسے واقع ہو اور تو مجھسے ناراض ہوکر وظیفہ مقررہ کو موقوف کر دے لیکن ایسی کریم کی درگاہ کو کیون میں چھوڑدون جو باوجود نافرمانی و گناہ کے اپنی رزاقیت کو نہین چھوڑتا ہے ؎ خدای راست مسلم بزرگواری و حلم ٭ کہ جرم بیند و نان برقرار میدارد ٭ امام جعفر صادق سے منقول ہے طلب الحوائج الی الناس استلاب للعزۃ ومذھب للحیاء یعنے خدا کو چھوڑکر لوگون سے اپنی حاجات کا خواہان ہونا عزت کو دور کر دیتا ہے اور حیاء کو باقی نہین رکھتا جتنے بھیک مانگتے ہین سب کی یہی کیفیت ہے والیاس مما فی ایدی الناس عز للمومن فی دینہ اور لوگون کے مال سے بے توجہی و بے التفاتی موجب عزت مومن کا ہے اُسکے دین مین والطمع الفقر الحاضر اور خود طمع فقر موجود ہے سائل بکف یعنے بھیک مانگنے کے بہت مذمت و منع وارد ہے پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین شھادۃ الذی یسئل فی کفہ ترد گواہی اس شخص کی جو ہاتھ پھیلا کر سوال کرتا ہے رد کیجاتی ہے ؎ دست طلب بہ پیش کسی کردہ دراز ٭ پل بستہ کہ بگذری از آبروی خویش ٭ مجموعہ ورام مین پیغمبر خدا سے نقل کیا ہے کہ اگر سائل جانتا کہ سوال مین کیا مذلت ہے تو کوئی کسی سے سوال نکرتا اور دینے والا اگر جانتا کہ کسقدر دینے مین عمدگی و ثواب ہے تو کوئی کسی سائل کو رد کرتا ہے نہین حکایت ایک درویش تنگدست ایک تنگ چشم کے پاس گیا اور کہا مینے سنا ہے کہ تمنے فقراء کے واسطے کچھ نذر کیا ہے میرا بھی کچھ حصہ ہے اُسمین اُس شخص نے کہا ہان نذر تو کیا ہے مگر نابیناؤن کے واسطے ہے تو نابینا نہین ہے فقیر نے کہا اے شخص واقعی نابینا مین ہون کہ درگاہ خدا کو چھوڑکر تیرے دروازہ پر آیا ہون یہ کہکر چلا گیا صاحب خانہ کے دلمین فقیر کے اس کلام نے اثر پیدا کر دیا پیچھے فقیر کے دوڑا بہت کچھ چاہا کہ کچھ اسکو دے مگر فقیر نے نہ لیا حکایت امراء اصفہان سے ایک شخص کے

دروازہ پر ایک سائل نے سوال کیا اُس امیر نے اپنے غلام سے کہا اے مبارک عنبر سے
کہہ کہ جوہر سے کہے وہ یاقوت سے کہدے اور یاقوت الماس سے کہے اور الماس
فیروزہ سے اور فیروزہ مرجان سے اور مرجان اس فقیر سے کہدے کہ کچھ حاضر نہین ہے
خدا تجھکو دیگا فقیر یہ سنکر جل گیا دونون ہاتھہ اپنے آسمان کیجانب بلند کئے اور کہا کہ
خداوندا تو جبرئیل سے کہہ کہ وہ میکائیل سے کہے اور میکائیل دردائیل سے کہے اور دردائیل
کیکائیل سے کہے اور وہ اسرافیل سے اور اسرافیل عزرائیل سے کہے کہ اس مرد بخیل
کی جلد روح قبض کرلے یہ سنکر وہ بخیل نہایت شرمندہ ہوا اور فقیر نے اپنی راہ لی بہرحال
گدائی موجب زیادتی فقیر کے ہوتی ہے خصوصاً بلا احتیاج کے سوال کرنا وہ اُس سے
بھی بدتر ہے من یسئل بغیر الفقر فکانما یاکل الخمر امام جعفر صادقؑ فرماتے ہین جو بغیر احتیاج
کے سوال کرے وہ گویا شراب پیتا ہے نہایت طامع ہو وہ بغیر احتیاج کے سوال کرتا ہے
یہ خیال کرتا ہو کہ کثرت مال سے غنا حاصل ہوگا کبھی نہین پیغمبر خدا فرماتے ہین لیس الغنی کثرۃ
العرض انما الغنی غنی النفس یعنی زیادتی مال کو غنا نہین کہتے غنی وہ ہے جسکا نفس
غنی رہے تونگری بدست نہ بمال لقمان نے اپنے بیٹے کے وصایا مین کہا ہے یا بنی
اغنی الناس من قنع بما فی یدایہ ای فرزند سب سے زیادہ غنی وہ ہے جو قناعت کرے
اس چیز پر جو اُسکے پاس ہے اور جو چشم طمع مال مردم پر ڈالے اُس سے
بڑھکر کوئی فقیر نہین اے فرزند تجھکو چاہیئے کہ لوگون کے مال سے قطع نظر کر اور وعدہ
خدا پر اطمینان رکھہ طمع سے بجز پشیمانی وندامت کی اور کچھ حاصل نہین ہوتا حکایت
ایک شخص نے ایک مزدور سے کہا کہ شیشون کا ٹوکرا پہونچادے مزدوری چکائی مگر چونکہ
بخل وطمع دونون جمع تھے چاہا کہ کسیطرح مزدوری بچے مزدور سے کہا تم میرا ٹوکرا پہونچادو
اُسکے عوض مین مین تمہین تین باتین ایسی بتادونگا جن سے تمہین بہت نفع ہوگا اُس
مزدور بیچارہ نے منظور کیا ٹوکرا اٹھا کر لیچلا جب ثلث راہ طے کی تو کہنے لگا کہ پہلی

بات اب بتا دیجئے اُس شخص نے کہا جو تجھسے کہے کہ بھوکا رہنا بہتر ہے سیر ہونے سے تو اسکو کبھی سچ نہ جاننا کہا اچھا جب نصف راہ طے ہی تو کہا دوسری بات بتائیے کہا جو تجھسے کہے کہ پیادہ چلنا بہتر ہے سواری سے اسکو بھی سچ نہ جاننا مزدور نے کہا اچھا جب دروازہ پر پہونچا کہا تیسری بات بھی بتائیے کہا جو تم سے کہے کہ مینے تجھسے زیادہ احمق مزدور دیکھا ہے تو کبھی یقین نکرنا مزدور یہ سنکر جل گیا سمجھ گیا کہ انہوں نے مزدوری ندینے کے لئے یہ فریب کیا تو ٹوکرا شیشیوں کا سر پر سے دے مارا تمام شیشیاں ٹوٹ گئیں اور کہا کہ جو تم سے کہے کہ کوئی شیشی اس میں ثابوت رہی ہے تو تم کبھی اسکا یقین نکرنا طمع کی تھی کہ مزدوری بچ رہے اسنے اصل مال ہی کو کھو دیا طمع راسہ حرفست ہر سہ تہی طمع انسانی عقل کو زائل کر دیتی ہے جو بات نفع کی سنتا ہے اگرچہ وہ خلاف عقل ہو اسکو یقین کر لیتا ہے ایک شخص اشعب نامی بڑا طامع تھا جسکے طمع تمام عالم میں ضرب المثل ہے اس سے کسی نے پوچھا کہ تجھ مین کسقدر طمع ہے اشعب نے کہا کہ جب کسی کے مکان مین دھوان اوٹھتے مین دیکھتا ہون تو اپنے ظروف کو مہیا کر رکھتا ہون اس خیال سے کہ شاید میرے واسطے بھی کچھ آوے اور جب کسکی تقریب تعزیت مین جاتا ہون اور دو آدمیون کو باہم مشورہ کرتے دیکھتا ہون تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اس میت نے میرے دینے کے واسطے بھی کچھ وصیت کی ہے اسی کا یہ مشورہ ہے اور ہمیشہ دامن اپنا پھیلائے رہتا ہون اس خیال سے کہ شاید کوئی کوٹھے پر سے کچھ پھینکے یا شاید کوئی پرندہ زخمی ہوا ہو اگر گرے تو میرے دامن ہی مین گرے سب سے بڑھکر یہی کہتا ہے کہ جب مین ٹھٹیری بازار مین جاتا ہون اور برتن بنتے دیکھتا ہون تو بنانے والون سے کہتا ہون کہ ہتوڑی زور سے لگاؤ تاکہ ظرف بڑا بنے اس خیال سے کہ مول لینے والا ظرف کا شاید اسی ظرف مین میرے واسطے کچھ کھانا بھیجے تو بہت سا آوے اس قسم کے ابلہانہ خیالات صاحبان طمع سے صادر ہوا کرتے ہین بعض اکابر نے اس مقام پر

حکایت ظریف پرندہ بغ

خوب مثال بیان کی ہے کہ کسی صیاد نے شکار کیا ایک پرندہ کا جسکو چکاوک کہتے ہین
اس پرندنے صیاد سے پوچھا تو مجھے کیا کرے گا صیاد نے کہا ذبح کرکے گوشت تیرا کھاونگا
چکاوک نے کہا مجھ مین اسقدر گوشت کہان ہے کہ تو سیر ہوجاوے مین تین باتین
تجھے بتلائے دیتا ہون کہ تیرے بہت کام آوین گی ایک تو ابھی کہے دیتا ہون کہ تیرے
قبضہ مین ہون دوسرے بات اسوقت کہون گا جب تو مجھے رہا کرے گا اور مین شاخ
درخت پر جاکے بیٹھون گا تیسری بات جب بتلاؤن گا جب پہاڑ کی چوٹی پر جاکے
بیٹھون گا صیاد نے کہا اچھا پہلی بات تو بتا چکاوک نے کہا لا تلھفن علی ما فاتک
جو چیز تجھسے جاتی رہے اسکا افسوس نہ کر یہ سنکر صیاد نے اسکو چھوڑدیا جب وہ پرندہ
شاخ درخت پر جاکے بیٹھا تو کہا جو امر محال خلاف عقل ہو اسکا ہرگز باور نکر جب
پہاڑ کی چوٹی پر جاکے بیٹھا تو کہا اے نادان اگر تو مجھے ذبح کرتا تو ضرور میری
پوٹے سے دو گوہر نکلتے ہر ایک دانہ انمین سے بیس مثقال کا ہے صیاد نے جب
یہ سنا نہایت افسوس کیا اور کہا اچھا تیسری بات تو بتا اس پرندے نے کہا ابھی دو باتین
بتائین اونھین تو بھول گیا مینے کہا تھا جو چیز مال دنیا سے جاتی رہے اسکا افسوس
نکر تو نے افسوس کیا اور کہا تھا جو بات محال خلاف عقل ہو اسکا باور نکر تو نے باور
کیا یہ نہین جانتا کہ میرا جثہ مع گوشت و پر و بال کے سب ملکر بیس مثقال نہین ہے
تو دو گوہر بیس بیس مثقال کے میرے پوٹے مین کیونکر آسکتے ہین یہ کہکر وہ اڑ گیا
طماع کی عقل باقی نہین رہتی حضرت امیرؑ فرماتے ہین اکثر مصارع العقول تحت
بروق الاطماع یعنے اکثر عقول جو قوی و منتخب ہین برق طمع کے نیچے آجاتی
ہین یعنی طمع عقل کو زائل کردیتی ہے نہ حمیت نہ مروت نہ دینداری نہ پرہیزگاری
رہتی ہے طمع سب پر غالب آجاتی ہے حضرت امیرؑ فرماتے ہین کیف یملک
الورع من یملکہ الطمع یعنے کیونکر مالک ورع و تقوی کا ہوسکتا ہے جو مالک

طمع کا ہو گیا ہو وہ امور طمع کراتی ہے جو ادنیٰ غلام کبھی نہ کریگا حضرت امیر فرماتے ہین
لا یسترقک الطمع وقد جعلک اللہ حرا یعنے خدا نے تجھکو آزاد پیدا کیا ہے
طمع تجھکو غلام نہ بنا دے اگر غور سے دیکھا جاوے تو غلام دیندار کبھی اپنے
آقا کی اطاعت نہ کرے گا ان امور شنیعہ مین جو اطاعت کہ طماع ارباب دولت
کی کرتا ہے حمید قحطبہ نے ساٹھ آدمیون کو فرزندان علی و فاطمہ سے جنکو ہارون رشید
نے قید کیا تھا اُسکے کہنے سے قتل کیا تفصیل اسکی عیون اخبار رضا مین منقول
ہے بنی اُمیہ کے تابعین نے کیا کیا یہ سب طمع نے کرایا فقط — تمت

موعظہ ۱۶ – بیان کسب معیشت و اقسام طلب اور حرفہ حاصل کرنا اور معنی توکل کے اور نصایح حضرت شعیب کی اپنی قوم کو اور انجام قوم کا

حق تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب یعنی
اور جو شخص کہ ڈرے گا خدا سے توگرو اسنے گا خدا اوسکے واسطے خلاصی عذاب
سے یا شبہات دنیا و شدائد موت سے اور رزق پہونچائیگا اسکو ایسی جگہ
سے جہان کا اسکو گمان نہ ہو گا کافی مین امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب
یہ آیہ نازل ہوا تو ایک جماعت اصحاب رسول نے معاملات و تجارت کو
ترک کر دیا اور خانہ نشینی اختیار کی اور عبادت مین مصروف ہوئے کہتے تھے
قد کفانا اللہ خدا ہمارے لیے کافی ہے کیا ضرورت ہے کہ زحمت طلب معاش
کی اُٹھائین جب یہ خبر جناب رسالتماب کو پہونچی حضرت نے اُن لوگون کو بلوایا
اور کہا کیا باعث ہے تمہاری خانہ نشینی کا اونہون نے کہا چونکہ خدا ہمارے
رزق کا متکفل ہو گیا ہے تو ہم عبادت کی جانب متوجہ ہو گئے حضرت نے فرمایا

جو تم مین سے ایسا کریگا اور کسب معیشت کو ترک کرے گا اُسکی دعا قبول نہ ہوگی علیکم
بالطلب تم لوگون کو کسب معاش ضرور کرنا چاہیئے علی بن عبد العزیز کہتا ہے
کہ مجھسے امام جعفر صادق عہ نے حال عمرو بن مسلم کا پوچھا مینے عرض کیا فدا
ہون مین آپ پر سے وہ تو عبادت مین مصروف رہتا ہے تجارت کو بالکل ترک
کر دیا ہے حضرت نے فرمایا ویحہ اما علم ان تارك الطلب لا یستجاب له
وائے ہو اُسپر کیا وہ نہین جانتا ہے جو کسب معاش کو چھوڑ دے اسکی دعا قبول
نہین ہوتی پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ چند صنف میری امت سے ہین کہ دعا اُنکی مستجاب
نہین ہوتی ایک وہ جو اپنے والدین کو نفرین کرے دوسرے وہ جو کسی کو مال اپنا
قرض دے اور کسیکو گواہ نہ کرے اور قرض لینے والا مال کہا جاوے اور دینے والا
اسکو نفرین و بد دعا کرے اور جو کہ اپنی زوجہ کو نفرین و بد دعا کرے حالانکہ طلاق
دینا اوسکے اختیار مین ہے اور جو شخص کہ بیکار گھر مین بیٹھا رہے کسب معشیت کیواسطے
نہ نکلے اور دعا کرے کہ خداوندا مجھے روزی پہونچا اُس سے حق تعالی کہتا ہے کہ راہ
تلاش معاش کی ہمنے تجھے بتادی اعضاء و جوارح سالم و صحیح تجھکو دیئے تجھکو چاہیئے
تھا کہ کوشش کرتا اگر مین مصلحت جانتا تو تیرے رزق مین وسعت کر دیتا اور مصلحت
تنگی مین ہوتی تو تنگ کر دیتا تو میرے نزدیک معذور رہتا اور اس شخص کی دعا
قبول نہین ہوتی جسکو خدا نے مال بہت دیا ہو اور وہ اسراف کرے پھر دعا کرے
خداوندا مجھے روزی دے حق تعالے اوسکے جواب مین کہے گا کہ مین نے تجھکو مال
بہت دیا تہا تو نے میانہ روی کیون نہ کی اور اسراف کیا حالانکہ اسراف سے تجھکو
ہمنے منع کیا تہا اور وہ شخص کہ جو اپنے خویش و اقارب کو بد دعا کرے بہر حال تلاش
معاش ضرور ہے بغیر معاش اطمینان نہین ہوتا اطاعت خدا بہی نہین ہوتی اور حقتعالے
بہی معطل و بیکار کو پسند نہین کرتا حضرت داؤد کو وحی ہوئی انك نعم العبد

لولا انک تاکل من بیت المال ولا تعمل بیدک شیئاً یعنے تو ضرور بندہ
نیک ہے اگر تو بیت المال سے نہ کھاوے اور کوئی عمل کوئی کام اپنے ہاتھ سے
نہیں کرتا ہے یہ وحی سنکر حضرت داؤد چالیس دن روئے پھر خدا نے حکم کیا
لوہے کو نرم ہو جا واسطے میرے بندہ داؤد کے بحکم خدا لوہا نرم ہو گیا یہ کیفیت
لوہے کی اونکے ہاتھ میں ہو جاتی تھی کہ مثل موم کے ہو جاتا تھا جو چاہتے تھے وہ
بنا لیتے تھے منگل کے روز لوہا نرم ہوا ہے حضرت داؤد کے واسطے حدیث میں
وارد ہوا ہے کہ اپنی حاجات کو روز سہ شنبہ کو طلب کرو پھر حضرت داؤد ایک زرہ
روز بناتے تھے اور چھ ہزار درہم کو بیچتے تھے چار ہزار درہم راہ خدا میں تصدق
کر دیتے تھے اور دو ہزار اپنی عیال کے نفقہ میں صرف کرتے تھے اور بعض روایات
میں ہے کہ ایک ہزار درہم کو بیچتے تھے یہان تک کہ تین سو ساٹھ زرہ میں بنا کر
بیچیں اور بیت المال سے مستغنی ہو گئے اور شبہائے تاریک میں لباس اپنا بدل کر
رعایا میں پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ داؤد رعیت کی ساتھ کیسا ہے سب تعریف
کرتے تھے مقصود اس سے یہ تھا کہ اگر کسیکی نسبت ظلم ہوا ہو تو اسکی تلافی کریں
اسیطرح حضرت سلیمان باوجود ایسی حکومت کے کہ تمام دنیا و ما فیہا اونکی زیر حکم تھا
جن و انس و ابر و ہوا سب فرمان بردار تھے مگر باوجود اسکے بیکار نہیں رہتے تھے
پیشہ کرتے تھے برگ خرما کی زنبیلیں بنایا کرتے تھے اونھیں کو بیچکر اپنی معیشت میں
صرف کرتے تھے حدیث نبوی ہے ان اللہ یحب المومن المحترف یعنے تحقیقکہ
حق تعالی مومن پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے بہت سے طریقہ کسب معاش کے
خدا نے ہمارے لئے قرار دئے ہیں منجملہ اون کے طریقہ زراعت کا ہے جسکو
امام جعفر صادق نے کیمیائے اکبر کہا ہے اور فرمایا ہے کہ زارعین کا مقام بروز قیامت
سب سے عمدہ ہوگا اور قرب منزلت درگاہ باری سے زیادہ رکھنے ہون گے

یدعون المبارکین پکارے جائینگے صاحب برکت کہکر خود پیغمبر خدا اور جناب امیرؑ اپنے
دستہاے مبارک سے اپنے زمین خاص مین کام کرتے تھے بلکہ امیر المومنین نے اپنی
کد و کوشش سے ہزار بندہ خریدے اور خرید کر راہ خدا مین آزاد کر دیئے دوسرا طریقہ
تجارت کا ہے جسکو خود نبی و امام نے کیا ہے خدافر کہتا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے
مجھے سات سو دینار دیئے تھے اور فرمایا کہ اے خدافر انکی تجارت کر میرے واسطے اور
آگاہ ہو کہ مین حریص اسپر نہین ہون لیکن دوست رکھتا ہون کہ خدا مجھکو دیکھے کہ مین بھی طالب اسکے
فوائد و احسان کا ہون خدافر کہتا ہے مینے تجارت کی اور سو دینار کا مجھے اسمین نفع ہوا
اور بروقت طواف کے مینے حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ فدا ہون مین آپ پر سے
خدا نے اسی مال مین سو دینار نفع بخشے ہین حضرت نے فرمایا اثبتہا فی راس مالی انکو
اصل مال مین میرے شامل کر دے اسیطرح بہت سے طریقے کسب معاش کے ہین جو جس سے
ہوسکے کرے اپنے تئین معطل و بیکار نکرے کہ تنگی و سختی مین بسر کرنا پڑے اور لوگونکا
دست نگر ہونا پڑے اور یہ جو بعض خیال کرتے ہین کہ ہم خدا پر توکل کئے ہین وہی دیگا تو یہ
خیال غلط ہے توکل کے یہ معنی نہین ہین کہ جستجو مطلقاً ترک کر دے اور روز و شب منتظر
اسکا رہے کہ خدا بھیجے ایسا شخص ہمیشہ محروم رہتا ہے بلکہ ایسا خیال منجر ہو جاتا ہے
ترک واجب کی جانب اور ترک واجب حرام ہے بلکہ توکل کے معنی یہ ہین کہ سعی
و کوشش کرے اسباب و مقدمات کو فراہم کرے موانع کو دفع کرے جو تدابیر مناسب
ہین اونکو کرے یہ سب کر کے اعتماد خدا پر رکھے اپنی اس سعی و کوشش کو سبب حصول
مراد کا نجانے کیونکہ بسا ایسا ہوتا ہے کہ کل تدابیر کر چکے ہین چونکہ منظور خدا نہین
ہے تو مقصود حاصل نہین ہوتا تدابیر سب ذریعہ و وسیلہ ہین عطا و منع منجانب اللہ
ہے سدیر صراف نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ یا حضرت طالب روزی مین کیا چیز
کرنا لازم ہے حضرت نے فرمایا جب تو نے دوکان کو کھولا اور جو اسباب ہے اسکو دکان

پر پھیلادیا تو جو امر تجکو لازم تھا وہ تونے کیا یعنے اب خدا پر توکل کر دینا نہ دینا اوس کے اختیار مین ہے اور صاحبان طلب کو لازم ہے خواہ کسی طریقہ سے وہ طلب معشیت کرین یعنی زراعت سے حرفہ سے تجارت سے ان سب امور مین نیت درست رکھے امانت ودیانت و انصاف سے نگذرین معاملات مین فریب وزن مین ناپ مین کمی نہ کرین جب ان امور کا لحاظ رہے گا اور خدا پر توکل و اعتماد کرکے کام کیا جاوے گا تو ایسی برکت اوس کے کام مین خدا دیتا ہے کہ روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اور اگر ان امور مین خلل ہوا اور نیت خراب ہوئی توچند روز کا کارخانہ رہتاہے اور انجام اوسکا برا ہوتاہے حضرت شعیب کی امت ناپ مین تول مین فریب کرتے تھے جب دیتے تھے توکم دیتے تھے اور جب خود لیتے تھے تو پورا لیتے تھے چونکہ نیت اونکی خراب تھی انجام مین انکو ہلاکت ہوئی بالکل برباد ہوگئی حالانکہ حضرت شعیب نے انکو بہت کچھ فہمائش کی مگر انہون نے نمانا حضرت شعیب نے کہا یاقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ اے قوم خدا سے ڈرو اسکی عبادت کرو بجز اللہ کے تمہارا کوئی خدا نہین ہے ولا تنقصوا المکیال والمیزان وزن مین ناپ مین کمی نکرو انی اراکم بخیر مین تمکو اچھے حالت مین پاتا ہون وانی اخاف علیکم عذاب یوم محیط اور مین ڈرتا ہون کہ نافرمانی سے تم ایسے عذاب مین مبتلا ہوجاؤ کہ جو تمکو گھیر لے اور اس سے رہائی ممکن نہو پھر سمجھایا لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ھود او قوم صالح یعنی کہین میری مخالفت کی وجہ سے مبتلا نہ ہوجاؤ تم اس بلا مین جو پہنچے قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح کو قوم نوح تو بلا طوفان مین مبتلا ہوئے تھے اسقدر پانی بلند ہوا تھا کہ کشتی نوح آسمان سے رگڑ کھاتی تھی تمام دنیا غرق ہوگئی تھی بجز زمین خانہ کعبہ کے جب کشتی وہان وہان پہونچی ہے تو گرد خانہ کعبہ کے طواف کرنے لگی بیت العتیق اسکو اس وجہ سے کہتے ہین کہ وہ غرق سے آزاد ہوا قوم ہود کو ہوا نے نیست ونابود کردیا ایسی

شدت سے ہوا چلی تھی کہ مردون اور عورتون کو اڑا لیجاتی تھی اور بلند کرکے سر کے بھل دے مارتی
تھی پہاڑون اور مکانون کو جڑون سے اوکھیڑ کر بلند کرتی تھی اور اسطرح پر دے مارتی
تھی کہ ریزہ ریزہ ہو جاتی تھی قوم صالح کا یہ انجام ہوا کہ جبرئیل نے ایسا نعرہ مارا کہ
پردے ان کے کانون کے پھٹ گئے دل شق ہو گئے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
ایک چشم زدن مین سب مر گئے پھر آسمان سے آگ ایسی آئی کہ سب کو جلا کر خاک
کر دیا پھر کہا حضرت شعیب نے وما قوم لوط منکم ببعید یعنی قوم لوط کی جانب نظر
کرو کہ ابھی اونکو بہت زمانہ نہین گذرا ہے تمھارے زمانہ سے قریب تھے کیسے عذاب
سخت مین مبتلا ہوئے طبقہ کا طبقہ زمین کا ملیٹ دیا گیا بہت کچھ سمجھایا حضرت شعیب
نے ان سب قومون کے عذاب یاد دلائے مگر ان کے قلوب ایسے سیاہ ہو گئے تھے
کہ کچھ اثر نہ ہوتا تھا اپنے کردار سے باز نہ آتے تھے بلکہ کہتے تھے یا شعیب ما نفقہ کثیرا
ما تقول اے شعیب تمھاری باتین اکثر ہماری سمجھ مین نہین آتی ہین اگر تمھاری قوم
وقبیلہ کے لوگ ذی عزت اور ہمارے مذہب کے نہ ہوتے تو ہم تمکو سنگسار کر دیتے
آخر الامر انجام یہ ہوا کہ ایک آواز آسمانی ہیبت ناک آئی کہ مو تو اجمیعا کہ تم سب کے سب
مر جاؤ فاصبحوا فی دیارھم جاثمین پس اپنے مکانون مین وہ سب ہلاک ہو گئے کان
لم یغنوا فیہا گویا کہ وہ اومین تھے ہی نہین یہ انجام ہوا ان کے فریب اور بد نیتی کا حقوق
ناس کھانے سے نفس کو مطلق العنان کر دیا تھا مال دنیا نہایت خوفناک و پرخطر ہے
اسکا شوق آدمی کے رگ و پے مین دوڑتا ہے جسقدر اسکی ترقی ہوتی ہے اسیقدر ہوس بڑھتی
ہے حضرت امیرؑ فرماتے ہین منہومان لا یشبعان دو بھوکے سیر نہین ہوتے طالب علم
اور طالب دنیا پس انسان کو چاہیئے کہ ہوشیاری سے کام کرے تاکہ حد سے تجاوز نکرے

اقسام طلب معیشت

طلب کرنے کے کئی اقسام ہین ایک طلب ضروری ہے جسکا ترک کرنا گناہ ہے اور
اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے یہ خلاف حکم خدا و رسول کے ہے امام جعفر صادقؑ

سے منقول ہے کہ ترک نہ کرو طلب روزی کو حلال سے بتحقیق کہ یہ معین و مدد گار ہے
تمھارے دین کے اور ایک طلب ایسی ہے جس سے وسعت ہو اپنی اور اپنے عیال
کی معاش مین یہ طلب مستحب ہے اس طلب مین بہت بڑا ثواب ہے کافی مین ہے
الکاد لعیالہ کالمجاھد فی سبیل اللہ کد و کوشش کرنے والا اپنی عیال
کے واسطے مثل اس شخص کے ہے جو جہاد کرتا ہے راہ خدا مین بلکہ ترک اسکا مذموم
ہے امام جعفر صادق سے منقول لیس منا من ترک الدنیا لآخرتہ و الآخرۃ للدنیا
یعنی ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو اپنے امور آخرت مین ایسا مصروف ہو کہ دنیا اور
طلب معیشت کو ترک کردے اور نہ وہ شخص ہم مین سے ہے جو کہ دنیا مین ایسا مصروف
ہو کہ اسکی وجہ سے آخرت کو چھوڑ دے دوسری حدیث مین انھین جناب سے منقول
ہے لاخیر فیمن لایحب جمع المال من حلال لیکف بہ وجھہ ویقضی بہ دینہ
ویصل بہ رحمہ یعنے کوئی خیر و خوبی اسمین نہین ہے جو حلال سے مال جمع کرنے کو
دوست نرکھے جسکی وجہ سے اپنی عزت و آبرو کو بچاوے اپنے تئین سوال سے
باز رکھے اور اپنے قرض کو اوس سے ادا کرے اور صلہ رحم بجالاوے عزیز و اقارب
کی رعایت کرے جناب رسالتمآب سے منقول ہے کہ تونگری و غنا بہت اچھا معین
دیا ور ہے پرہیزگاری خدا کا بلکہ تلاش معاش اور وسعت اسمین کرنا اس غرض سے
کہ اپنی اور اپنی عیال کی بسر رفاہ سے ہو موافق شریعت کے تو یہ طلب دنیا نہین ہے
بلکہ درحقیقت طلب آخرت ہے امور آخرت بھی اسی سے درست ہوتے ہین ایک
شخص نے امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ مین طالب دنیا ہون اور چاہتا ہون کہ دنیا
میری طرف متوجہ ہو حضرت نے فرمایا تیری اس سے غرض کیا ہے اسنے
کہا پرورش و خوشحالی اہل و عیال کی اور صلہ رحم اور تصدق و خیرات کرنا اور حج و عمرہ کا
بجالانا حضرت نے فرمایا لیس ھذا طلب الدنیا ھذا طلب الآخرۃ یعنی یہ طلب

دنیا نہین ہے اسکو طلب آخرۃ کہتے ہین محمد بن منکور علماء مخالفین سے ہی وہ کہتا ہے
بعض نواحی و اطراف مدینہ مین جاتا تھا اور وقت بھی نہایت گرم تھا کہ امام محمد باقر سے
ملاقات ہوئی اور وہ جناب بسبب گرانی جثہ کے دو غلامون پہ تکیہ کئے ہوئے تھے
محمد بن منکور کہتا ہے کہ مین نے کہا سبحان اللہ ایسا شخص جو سرداران قریش سے ہو اس گرمی
مین اس حال سے واسطے طلب دنیا کے نکلے یہ خیال کر کے اُسنے کہا کہ مین جاتا ہون انکو
نصیحت و موعظ کرون گا وہ کہتا ہے کہ مین قریب حضرت کے گیا اور سلام کیا اور کہا
مینے اصلحک اللہ اے شیخ قریش اس گرمی مین اس ہیئت سے تم واسطے طلب
دنیا کے نکلے ہو اگر اسوقت تمہین موت آجاوے تو کیا کرو گے حضرت نے فرمایا اگر
موت مجھے اس حال مین آجاوے تو وہ موت طاعت خدا مین ہوگی اُس طاعت مین
مین مشغول ہون جسکی وجہ سے مین اپنے تئین اور اپنے عیال کو تجھسے اور اور لوگون
سے مستغنی و بے نیاز کرتا ہون موت سے تو مین اسوقت ڈرون کہ جب معصیت
خدا مین مصروف ہون محمد بن منکور نے یہ سنکر کہا کہ سچ فرمایا آپ نے مین نے
جانا تھا کہ آپ کو نصیحت کرون آپ ہی نے مجھکو نصیحت و موعظہ کیا اس سے
معلوم ہوا کہ طلب دنیا بوجہ حلال اس غرض سے کہ اپنے تئین کسیکا محتاج نکرے
یہ عبادات و طاعات خدا سے ہی طلب دنیا نہین ہی امام محمد باقر سے منقول ہے من طلب
الدنیا استعفافا عن الناس و توسعا علی اهله و تعطفا علی جاره لقی اللہ عز و جل
یوم القیمة و وجهه مثل القمر لیلة البدر یعنے جو شخص دنیا کو طلب کرے اس
غرض سے کہ لوگون کا محتاج نرہے اور وسعت ہو معاش مین اہل و عیال کے اور
مہربانی کرے اپنے ہمسایون سے تو ایسا شخص بروز قیامت ملاقات کریگا
خدا سے ایسی حالت مین کہ چہرہ اسکا نورانی ہوگا مثل ماہ شب چہاردہ کے
پیغمبر خدا نے فرمایا ہے العبادة سبعون جزء افضلها طلب الحلال یعنے

عبادت کے ستر جزو ہین افضل اُن سب مین طلب حلال ہے اور ایک قسم طلب دنیا کی یہ ہے کہ قدر وسعت سے زیادہ طلب کرے اور کوشش کرے مرتبہ وعظمت وجاہ وجلال کے حاصل کرنے کی ایسی طلب مین بھی کوئی قباحت نہین ہے جبتک کہ حد شرع سے تجاوز نہ کرے مگر اس طلب مین ہوشیاری بہت چاہئے نفس کو روکے رہے غالب نہ ہونے دے کیونکہ جب ثروت منظور نظر ہوتی ہے تو اسمین مفاسد عظیمہ پیدا ہوتے ہین ثروت کو آب شور سے تشبیہ دی ہے اور یہ قاعدہ ہے آب شور سے پیاس بجھتی نہین جسقدر پیا جاتا ہے تشنگی زیادہ ہوتی جاتی ہے یہی کیفیت ثروت کی ہے جسقدر ثروت بڑہے گی اسیقدر اسکی طمع بھی بڑہے گی اور اکثر یہ رفتہ رفتہ منجر ہو جاتی ہے طرف ضعف تقوی و پرہیزگاری کے مکروہات وشبہات کے کرنے مین جسارت ہو جاتی ہے یہان تک کہ انجام مین امور ناجائز وغیر مشروع کرنے لگتا ہے اسکو قران مین خدا نے بیان کیا ہے ان الانسان لیطغی ان راہ استغنے یعنے انسان جب اپنی تئین مالدار پاتا ہے تو ضرور گردن کشی و نافرمانی کرنے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام جعفر صادق ؑ فرماتے ہین کہ طلب معیشت مین میانہ روی چاہئے ایسا بھی نہ ہو جو اپنے امر معیشت کو ضایع کرتا ہے اور طلب مین کمی کرتا ہے اس سے زیادہ کوشش کر اور ایسا بھی طلب مین منہمک نہ ہو جیسا کہ مرد حریص وطامع جو دنیا پر راضی ہو کے اعتماد کرلے اور آخرت سے کچھ سروکار نہ رکھے اس سے کم کوشش کر لقمان نے اپنے بیٹے کے نصایح مین کہا ہے کہ اے فرزند دنیا مین ایسا مشغول نہ ہو کہ تیری آخرت کو ضرر پہونچاوے اور نہ ایسا ترک کر کہ بوجہ احتیاج کے لوگون پر گران ہو جاوے اور ایک قسم طلب کی ایسی ہے کہ خدا جمیع مومنین کو اُس سے محفوظ رکھے یعنی ایسا غرق ہو تحصیل ثروت وجمع مال مین کہ کچھ دین وایمان کا خیال ہے نہ کرے نہ حلال وحرام کی پروا ہو غرض یہی ہو کہ کسیطرح مال دستیاب ہو فریب سے مکر

دغابازی سے چوری سے غضب سے قتل کرنے سے زہر دینے سے زنا کرنے سے شراب پینے سے اگرچہ دین و مذہب جاتا رہے کوئی پروا انکی نکرے ایسے ہی دنیا طلبون کے بارےمین وہ آیات و روایات عذاب کے وارد ہوئی ہین جنکے سننے سے زہرہ آب ہوتا ہے کمر ٹوٹ جاتی ہے اعاذنا اللہ وایاکم من ہذا المطلب یہ ان لوگون کے واسطے ہے جو مذہب کو مذہب جانتے ہین اور جنکے خیالات الذہبیہ کے ہین اور جو کیسی ہی ایات و روایات عذاب بیان کیجئے وہ ان سب کو بے اصل سمجھتے ہین فقط

موعظہ ۱۷ ۔ مذمت استہزاء و صحبت بد و حکایت شعبدہ باز ہندی ساتھ امام علی نقی علیہ السلام کے اور حکایت امام رضا علیہ السلام کی مامون رشید سے

قرآن مجید مین ہے یاایہا الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم یعنے اسے مومنو کوئی قوم کسے قوم سے تمسخر و استہزاء نکرے شاید کہ وہ قوم جن پر استہزاء کرتے ہین بہتر ہو انسے جو استہزاء کرتے ہین شان نزول مین اس آیہ کے لکھا ہے کہ ثابت بن قیس شماس چونکہ گران گوش تھا اس وجہ سے اصحاب اسکو حضرت رسالت کے قریب جگہ دیتے تھے تاکہ حضرت کا کلام بخوبی سن سکے ایک روز ثابت بن قیس اسوقت مسجد نبوی مین پہونچا جبکہ اصحاب ایک رکعت نماز پڑھ چکے تھے نماز مین شریک ہوا ابھی یہ نماز سے فارغ نہین ہوا تھا کہ اور لوگ فارغ ہوکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے ثابت بن قیس بعد فراغت نماز کے لوگون کو کچلتا ہوا قریب حضرت کے پہونچا مگر ایک شخص کا فاصلہ اسکے اور حضرت کے درمیان مین رہگیا ثابت نے اس شخص سے کہا کہ ہٹ جا جگہ مجھے دے

قصہ ثابت بن قیس

اُسنے کہا اصبت مجلساً فاجلس جہان جگہہ پائی ہے وہین بیٹھ جا ثابت بن قیس بیٹھ تو گیا مگر اسکے ناگوار گذرا اور اس شخص کی طرف دیکھ کر کہا تو کون ہے اُسنے کہا مین فلان شخص ہون ثابت نے بطور طنز کے اُس سے کہا یہ کیون نہین کہتا کہ مین فلان عورت کا بیٹا ہون ایام جاہلیت مین ماں اسکی فسق و فجور و زنا مین مشہور تھی جب یہ کلام ثابت کا اس مرد دیندار نے سنا تو خجل و شرمندہ ہو کر سر اپنا جھکا لیا حق تعالی کو یہ کلام ثابت کا ناگوار گذرا اور یہ آیہ نازل فرمایا اور بعض نے لکھا ہے کہ فقرا اصحابہ مثل عمار و صہیب و بلال و سلمان و خبیب و ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم سے بعض بنی تمیم استہزا و تمسخر کرتے تھے تو حق تعالی نے انکو منع فرمایا اور یہ آیہ نازل کیا بعد اسکے فرماتا ہے ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منہن یعنے اور نہ کوئی عورت کسی عورت سے استہزا و تمسخر کرے شاید کہ استہزا کرنے والی عورت سے وہ عورت بہتر ہو جسپر استہزا و تمسخر کرتے ہین اسکے شان نزول مین لکھا ہے کہ حضرت ام سلمہ ایک روز چادر کمر مین باندھے تھین اور گوشہ چادر کو پشت سر اپنے ڈال دیا تھا عائشہ نے یہ جو دیکھا تو حفصہ سے بطور استہزا کے کہا گوشۂ چادر ام سلمہ کا جو پیچھے لٹکتا ہے گویا کتے کی زبان منہ سے نکلی ہوئی ہے اور بنا بر بعض اقوال کے ام سلمہ سے بوجہ اُنکی کوتاہی قد کے عورتین استہزا کرتی تھین اور تفسیر حسانی مین قمی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت صفیہ بنت حیی اخطب کے بارے مین نازل ہوئی ہے وہ زوجہ تھین جناب رسالتمآب کی عائشہ و حفصہ اونکو اذیت دیا کرتی تھین طعنہ زنی کرتی تھین اونہون نے حضرت سے شکایت کی اور کہا کہ عائشہ و حفصہ مجھسے طعنہ زنی کرتی ہین اور کہتی ہین اے یہود یہ دختر یہود مین حضرت نے صفیہ سے کہا تم جواب کیون نہین دیتی ہو صفیہ نے کہا یا رسول اللہ کیا جواب دون حضرت نے

فرمایا کہو اُنسے کہ باپ میرے ہارون نبی خدا ہین اور چچا میرے حضرت موسیٰ کلیم اللہ
ہین اور شوہر میرے محمد رسول خدا ہین تم کیا مجھے استہزا و کرتی ہو پس صفیہ نے
عائشہ و حفصہ سے یہ کہا اُنہون نے کہا کہ رسول اللہ نے تمکو یہ سکھایا ہے پہر
حق تعالیٰ نے اوس آیہ کو نازل کیا اور فرمایا ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب
یعنی اپنے نفوس کو معیوب نکرو اور بُرے لقب سے نہ پکارو یعنی اگر تم کسی پر طعن
کرو گے تو وہ بھی تمھارے عیوب بیان کریگا تو گویا تمنے خود اپنے نفوس کو معیوب
کیا یا یہ کہ مومنین بمنزلہ تمھارے نفوس کے ہین انکے عیوب بیان کرنا گویا اپنے نفوس
کو معیوب کرنا ہے اور بُرے لقب سے پکارنا یہ ہے کہ مثلاً کوئی کافر مسلمان ہوا ہو
اسکو کافر یا یہودی یا نصرانی کہکر پکارنا یا اور جو بُرے لقب ہون اُنسے پکارنا یہ گویا
مومن کی توہین و تحقیر و ایذا رسانی کرنا ہے اسکے بارہین منع شدید وارد ہے اسانید
معتبرہ سے منقول ہے کہ حقتعالیٰ فرماتا ہے جو کہ میرے بندہ مومن کو ذلیل کرے
گویا اوسنے علانیہ جنگ و محاربہ کیا میرے ساتھہ بعض لوگ اشارۃً کنایۃً ایذا رسانی
کرتے ہین اور اسکو اپنی تیزی طبیعت جانتے ہین اور اپنا کمال تصور کرتے ہین اور
خوش صحبتی جانتے ہین خوش صحبت وہ نہین ہے جسکی صحبت سے صدمہ و رنج و الم
پیدا ہو خوش صحبتی اُسے کہتے ہین جسکی وجہ سے سرور حاصل ہو شائستگی پیدا
ہو عیوب دور ہو جاوین جناب رسالتمآبؐ فرماتے ہین مثل الجلیس الصالح کمثل
الداری ان لم یحذک من عطرہ علقک من ریحہ یعنی مثال مصاحب و
ہمنشین نیک کی مثل عطر فروش کے ہے اگر تجھکو اسکا عطر نہ ملیگا تو بھی خوشبو تو
اسکی تجھ تک پہونچےگی غرض حضرت کی یہ ہے کہ ہمنشین نیک اگرچہ تجھکو وہ کچھ
ندے مگر اوسکی افعال و اطوار و نشست و برخاست و گفتگو و ادب و آداب نے
ایسا اثر تجھ تک پہونچےگا کہ تو بھی شائستہ ہو جاویگا اور آدمیت و انسانیت

مصاحب

پیدا ہوگی جو عیوب ہونگی دفع ہوجاوینگی نیک و بد سمجھنے لگیگا و مثل الجلیس السوء
کصاحب الکیران لم یحرقک من شرارہ علقک من دخانہ اور مثال صحبت بد
و ہم نشین بد کی مثل لوہار کے بھٹی کی ہے اگرچہ تجھہ تک اسکی چنگاریان نہ پہونچین اور
اور تجھکو نجلا دین مگر دہوان اسکا تجھہ تک ضرور پہونچیگا جو مضرت پہونچائیگا سبحان
اللہ کیا کلام ہے کیسی تشبیہ نفیس ہے صحبت بد سے کیسے کیسے امور نامناسب
خلاف عقل و شرع و خلاف حمیت و وضع آدمی کرنے لگتا ہے شراب خواری
غیبت زناکاری فحش گوئی قماربازی بلکہ بیحیائی ایسی ہوجاتی ہے کہ مہذب صحبت
مین بھی وہ کلمات خلاف تہذیب کہنے لگتے ہین اور انکو برا نہین جانتے بلکہ لطیفہ
گوئی جانتے ہین اور اسکا تو تجربہ ہوا ہے کہ اکثر ارباب دولت کے اولاد بد صحبتی
سے خراب ہوکر محتاج ہوگئے ابتدا مین انسان نااہل کے اطوار کو برا جانتا ہے
مگر جب اسکی صحبت اختیار کی تو رفتہ رفتہ وہ صحبت اپنا اثر دکھلاتی ہے جن اطوار کو
وہ برا جانتا تھا وہ خود کرنے لگتا ہے اور مطلق متنبہ نہین ہوتا اور اگر کبھی کسیکو
تنبہ ہوا بھی تو آخر عمر مین ہوا جب تمام عمر ضایع ہوچکی اب پشیمانی سے کچھ حاصل نہین
ہوتا بجز کف افسوس ملنے کے افلاطون کے حال مین خلاصۃ الحکمۃ مین لکھا ہے کہ
وہ بد اطوار سے ملاقات نہ کرتا تھا دربان مصور رکھتا تھا اوسکو حکم تھا کہ جو میری
ملاقات کو آوے پہلے اسکی تصویر میرے پاس لاؤ جب تصویر دیکھکے
قیافہ سے معلوم کرلیتا تھا کہ یہ بداطوار نہین ہے تو بلاتا تھا ورنہ واپس کردیتا تھا جناب
رسالتمآب ابوذر سے فرماتے ہین الوحدۃ خیر من جلیس السوء تنہائی
بہتر ہے ہم نشین بد سے ہم نشین بد شیاطین الانس ہین جنکا ضرر شیاطین جن سے
بڑھا ہوا ہے بلکہ اکثر شیاطین جن کو شیاطین الانس فریب دیتے ہین ؎ اے برادر
بیگریز از یار بد * یار بد بدتر بود از مار بد * مار بد تنہا ہمین بر جان زند * یار بد بر جان و

برایمان زندہ ؛ امام جعفر صادق ؑ فرماتے ہین کہ مومن کو اس صحبت مین نہ بیٹھنا چاہیے
جہان نافرمانی خدا کی کیجائے اور قادر اسکے تغیر پر نہو اس حدیث سے پایا جاتا ہے
کہ اگر خواہش کی غرض سے جاوے اور جانے کہ کچھ اثر ہوگا تو جانا چاہیئے کیونکہ انسان
بالکل گوشہ نشینی اختیار نہین کرسکتا اپنے امور معاش و معاد دونون مین محتاج اعوان
و انصار کا رہتا ہے بغیر ہم نشینی و مجالست کے چارہ نہین ہے بلکہ ملاقات کرنے
سے باہم صحبت کرنے سے دین کی رونق ہوتی ہے بلکہ دین زندہ ہوتا ہے اور بعض
احادیث مین جو حکم عزلت و گوشہ نشینی کا وارد ہوا ہے تو وہ نااہل و بدلوگون سے ہے
نااہل و بد سے ہرگز صحبت نکرے اوقات عزیز عمر کو ہزلیات و لاطائلات مین ضائع کیا
تو کیا حاصل امام محمد باقر ؑ فرماتے ہین کہ میرے پدر بزرگوار علی بن الحسین ؑ نے فرمایا
اے فرزند پانچ آدمیون سے مصاحبت و رفاقت نکر اور ہم زبان نہو فرماتے ہین
مینے پوچھا وہ کون پانچ بتلائیے فرمایا کہ ہرگز جھوٹے دروغ گو کی صحبت نہ کر کہ وہ مثل
سراب کے تجھکو فریب دیگا نزدیک کو دور بتائے گا اور دور کو نزدیک کریگا اور فاسق کی مصاحبت
نکر تجھکو ایک لقمہ یا کم سے بیچ ڈالیگا یعنے تجھکو بیقدر کر دیگا اور دوسرے کو اختیار کرلیگا اور
ہرگز بخیل کی صحبت نکر کہ تجھکو اپنے مال سے تو باز رکھے گا اور کبھی تیری مدد نکرے گا جبکہ
تجھکو احتیاج شدید مدد کی ہوگی اور ہرگز احمق کی صحبت نکر جس سے وہ تیرا نفع چاہیگا اسی
سے تجھکو ضرر پہونچے گا اور قاطع رحم کی ہرگز صحبت نکر خدا نے قرآن مین تین جگہ اسپر لعنت
کی ہے حضرت عیسیٰ سے حواریون نے پوچھا کہ یاروح اللہ ہم کسکی صحبت مین بیٹھین
فرمایا کہ جسکی اوضاع و اطوار دیکھنے سے تمکو خدا یاد آوے اور کلام اسکا تمھارے
علم و دانش کو زیادہ کرے اور عمل اسکا تمکو ترغیب ولادے آخرت کی بہر حال تحقیر و
ایذا رسانی مومنین کی شیوہ ہے دشمنان دین کا ہمیشہ درپے توہین و تذلیل انبیاء
و اولیاء کے رہتے تھے اور استہزاء و تمسخر اونسے کرتے تھے ابو لہب و عقبہ ملعون مسلیمہ

مین حضرت رسالت کے رہتی تھی اور اپنی خبث باطنی دنیا یا کی طبیعت سے قاذورات
ونجاسات حضرت کے مکان مین پھینکا کرتے تھے حالانکہ اونکی ان افعال بد سے
حضرت کی پاکدامنی مین کسی قسم کا خلل نہین ہوا حضرت کی روز بروز ترقی ہوتی رہی
انھین ملاعین کے دنیا وعقبی دونون خراب ہوے کشف الغمہ مین لکھا ہے کہ ایک
روز ہارون الرشید نے بطور استہزا کے سرگین خر جو انجیر کے مشابہ تھا ایک طبق مین لگاکر
اپنے کسی معتمد کی ہمراہ امام موسی کاظم علیہ کی خدمت مین بھیجا اور غرض اُس شقی کی ذلت
دینا حضرت کا تھا جب خادم اس طبق کو حضرت کی خدمت مین لایا اور سرپوش اسکا
اٹھا یا دیکھا کہ سب کے سب عمدہ انجیر تازہ تھی حضرت نے اسمین سے انجیر خود بھی
نوش کئے اور جو لایا تھا اسکو بھی کھلائے اور ہارون رشید کو بھی کچھ اُن مین سے
بھیجے جب ہارون نے اُن انجیرون مین سے ایک انجیر اوٹھایا اور مُنھ مین رکھا تو
بجز دمونھ مین آنکی وہ انجیر گدہے کی لید ہو گیا امام کی تذلیل چاہی تھی خود ذلیل ہوا
اسیطرح مشعبد ہندی کا قصہ ہے جو متوکل عباسی کے پاس آیا تھا اور اپنے فن
شعبدہ مین بےنظیر مشہور تھا چاہا کہ امام علی نقی علیہ کے ساتھ شعبدہ بازی کرے اور ان حضرت
کو العیاذ باللہ ذلیل کرے متوکل ملعون نے کہا کہ اگر تو ایسا کریگا تو ہزار دینار تجھے
انعام دونگا پھر اس شعبدہ باز نے کہا کہ باریک چپاتیان پکوا کر منگوا ئی اور جب
دسترخوان بچھے تو میرے پاس رکھوا دیجئے گا اور امام علی نقی کے پہلو مین مجھے
بٹھائیے گا بموجب اُسکے کہنے کے متوکل نے سب درستی کی جب امام علی نقی ع
تشریف لائے اونکو مسند پر بٹھایا اس مسند پر صورت شیر کی بنی تھی اور شعبدہ باز بھی
آنکر قریب مسند کے بیٹھا جب حضرت نے دست مبارک اپنا اُن چپاتیون کی طرف
بڑھایا اور چاہا کہ ایک روٹی اوٹھائین اُس شعبدہ باز نے اپنے شعبدہ سے اس
روٹی کو اوڑا دیا اسیطرح تین دفعہ ایسے کیا جب حضرت نے چاہا روٹی اٹھانا

ہارون الرشید کا امام موسی کاظم سے استہزا

شعبدہ باز ہندی کا قصہ

وہ اڑگئی اہل مجلس گردن جھکا کر مسکرائے اور حضرت کو غصہ آگیا اور دست مبارک اپنا اس شیر کی صورت پر مارا جو مسند پر بنا تھا اور فرمایا کہ لے اسکو فوراً وہ شیر ہو کر مسند سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس شعبدہ باز کو نگل گیا پھر اسیطرح مسند پر صورت ہنگئی یہ معجزہ دیکھکر لوگ حیران ہوگئے اور حضرت اس محفل سے اٹھ کھڑے ہوئے ہر چند متوکل نے کہا بیٹھئے شعبدہ باز کو طلب فرمائیے حضرت نے فرمایا قسم ہے خدا کی اب نہ دکھائی دیگا تو دوستان خدا پر دشمنان خدا کو مسلط کرنا چاہتا ہے یہ کہتے ہوئے حضرت وہانسے نکل آئے پھر اُس شعبدہ باز کو کسی نے نہ دیکھا ایسا ہی قصہ ہے امام رضا کا جو مجلس مامون رشید مین ہوا تھا تفصیل اسکی عیون اخبار رضا مین مذکور ہے مختصر یہ ہے جب مامون رشید نے امام رضا ع کو اپنا ولی عہد کیا ہے تو مدت تک بارش نہ ہوئی جو لوگ کہ حضرت سے عداوت رکھتے رکھتے تھے اُنھون نے مامون رشید سے کہا کہ جب سے آپنے امام رضا کو اپنا ولی عہد کیا ہے جبسے بارش موقوف ہوگئی یعنے ولی عہدی منحوس ہوئی مامون رشید کو یہ امر ناگوار ہوا اور حضرت سے واسطے بارش کے التماس دعا کی خلاصہ یہ کہ حضرت نے دعا کی اور خوب بارش ہوئی ایک شخص جو امیدوار ولی عہدی کا تھا حضرت کی ولی عہدی سنکر خار خار ہوگیا تھا مامون سے کہنے لگا یا ایہا الامیر اعیذک ان تکون تاریخ الخلفاء فی اخراجک ھذا الشرف العمیم والفخر العظیم من بیت ولد العباس الی بیت ولد علی یعنے اے امیر مین پناہ مانگتا ہون خدا سے تیرے بارے مین اس بات کی کہ تو تاریخ خلفا ہو جاوے اور لوگ کہین کہ تو نے ایسے شرف عمیم و فخر عظیم یعنے خلافت کو اپنے خاندان سے نکال کر علی کے خاندان مین کر دیا اور اپنے خاندان سے عداوت کی تو نے اور ایسے ساحر کو جو فرزند ہے ساحرون کا اور بیقدر و گمنام تھا عزت دی اور ظاہر و نام آور کر دیا اس قسم کے

قصہ امام با مامو[illegible]

سبت سے مزخرفات اسنے کہی مامون ملعون سے نے جواب مین کہا کہ یہ شخص پوشیدہ
لوگون سے بیعت لیتا تھا مجھے خوف ہوا کہ کہین میری خلافت مین رخنہ نہ پڑ جاوے
اس مصلحت سے مینے اسکو ولی عہد کیا ہے تاکہ لوگون سے میری بیعت لے
اور میری خلافت کا اقرار کرے اور حقیت میری لوگون پر ثابت ہو جاوے اور رفتہ
رفتہ اسکو مرتبہ سے گرا دون گا تاکہ رعایا کی نظرون مین اسکی وقعت باقی نرہے
اور میری حکومت کو استحکام ہو جاوے پس اس شخص نے کہا اے امیر اس
امر کو میرے محول کر مین اسکو اور اسکی اصحاب کو ساکت و ذلیل کر دون گا مامون
نے یہ پسند کیا پس اس دشمن دین نے تمام اعیان مملکت و سرداران لشکر و علماء
و فقہا و قاضیون کو ماسون سے کہکر جمع کرایا اس غرض سے کہ مجمع عام مین حضرت
کو ذلیل کرے خلاصہ یہ کہ جب صحبت منعقد ہوئی تمام ارکان دولت جمع ہوے
حضرت بھی تشریف لاے تو اسنے حضرت سے گفتگوے بے ادبانہ کرنی شروع کی
قصہ طولانی ہے یہان تک کہ اسنے حضرت سے کہا کہ اگر آپ صادق ہین تو
زندہ کر دیجئے ان دو شیرون کو جو خلیفہ کی مسند پر بنے ہوے ہین اور مجھپر مسلط
کر دیجئے تاکہ مجھے بھی معلوم ہو کہ آپ معجز نما ہین ورنہ بارش کا ہونا تو ایک امر
عادی ہے اس مین آپکے واسطے کوئی سرفرازی نہین ہے بہت سے لوگ
دعا کرتے تھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ آپ ہی کی دعا سے بارش ہوئی امام رضا ؑ
یہ سنکر غضبناک ہوے اور ان دونون شیرون کی صورت کی طرف خطاب
کرکے فرمایا کہ پھاڑو اس فاسق و فاجر کو اور لقمہ اپنا کرو اور نشان تک باقی نرکھو
پس فوراً وہ دونون صورتین دو شیر بنکر بنہایت صولت و غضب سے اٹھ کھڑے
ہوے اور اس ملعون کے تمام اعضا کو چور چور کرکے نوش جان کر گئے
اور جو خون گرا تھا وہ بھی چاٹ گئے اور بنہایت حیرت سے تمام محفل کو دیکھتے

تھے جب اس ملعون کو واصل جہنم کر چکے تو حضرت سے کہا یا ولی اللہ فی ارضہ کیا حکم ہوتا ہے اسکو بھی اسکے ساتھ ملحق کر دون اور اشارہ کیا مامون رشید کی جانب مامون کو یہ سنکر ایسا خوف طاری ہوا کہ بیہوش ہو گیا حضرت نے گلاب وعطریات منگوائے پھر دوبارا ان شیرون نے حضرت سے کہا کہ اگر حکم ہو تو اسکو بھی اسکے صاحب تک پہونچا دین حضرت نے اجازت نہین دی اور فرمایا کہ اپنی ہیئت اصلی پر عود کر جاؤ پھر وہ دونون شیر مسند کی طرف گئے اور جسطرح دو صورتین مسند پر بنی تھین اوسیطرح ہو گئین یہ حال تھا دشمنان خدا و رسول کا کیا کیا حیلہ و مکر و فریب وایذا رسانی دوستان خدا کی ساتھ کرتے تھے اور درپے انکی تذلیل و توہین کے ہوتے تھے مشیت الہی کا مقابلہ کرتے تھے اور ذلیل ہوتے تھے جسکو خدا نے بزرگی دی ہو اسکو کون گرا سکتا ہے ؎ چراغے را کہ ایزد بر فروزد ٭ ہر انکس پف کند ریشش بسوزد ٭ فقط تمت

موعظہ ۱۸ - مذمت شراب و کذب مین اور وجوہ حرمت شراب قرآن مجید سے

سورہ مائدہ مین قرآن مجید مین ہے۔ یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون یعنے اے مومنو شراب اور جوا اور بت اور تیر قمار صرور نجس و ناپاک شیطان کے کام ہین بنسے پرہیز کرو تو البتہ تم رستگار ہو گے انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر و یصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون یعنے شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمھارے درمیان مین عداوت و بغض ڈال دے شراب خواری اور جوا کھیلنے مین اور باز رکھے تمکو ذکر خدا

وجوہ حرمت شراب

اور نماز سے پس آیا تم لوگ باز رہوگے اس سے جو آیتین کہ منع شراب خواری مین وارد ہوئی ہین ان مین سے یہ آخری آیت ہے اسمین تاکید و مبالغہ بہت کیا ہے مذمت شراب مین اور اس آیت سے حرمت شراب کی کئی وجہونسے ثابت ہے چونکہ بعض اہل زمانہ آزاد پسند کہتے ہین کہ قران مین کہین شراب کو حرام نہین کہا ہے پس مین وجوہ حرمت شراب کے جو اس آیت سے ظاہر ہین بیان کرتا ہون اول تو شراب و انصاب کا ساتھ ذکر کیا ہے یعنی دونون ایک ہی حکم مین ہین انصاب سے مراد وہ بت ہین جنکو کفار نے خانہ کعبہ مین نصب کیا تھا اور انکی تعظیم و عبادت کیا کرتے تھے پس جسطرح انصاب کی حرمت مین شک نہین ہے اسیطرح شراب بھی حرام ہوگی اسکا پینے والا بھی مثل بت پرست کے ہے رسالتآب فرماتے ہین شارب الخمر کعابد الوثن اور انہین جناب سے منقول ہے جو شراب پیئے اسکو تازیانہ لگاؤ اگر پھر پیئے پھر مارو اگر تبارا پیئے تب بھی تازیانہ مارو اگر اسپر بھی نہ مانے اور چوتھی مرتبہ بھی پیئے تو فرماتے ہین فاقتلوہ یعنی پس قتل کرو اسکو دوسری وجہ یہ ہے کہ خدا نے شراب و انصاب وغیرہ سب کو رجس کہا ہے اور رجس کے معنی نجس کے ہین اور جو نجس ہے وہ حرام ہے کیونکہ خدا نے گوشت خنزیر کی حرمت کی وجہ مین فرمایا ہے فانہ رجس اسواسطے کہ وہ نجس ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو نجس ہے وہ حرام ہے بلکہ شراب توام الخبائث ہے تمام افعال بد و اطوار خبیثہ اس سے صادر ہوتی ہے جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ کل شر و فساد ایک مکان مین ہے اور کنجی اس مکان شر و فساد کی شراب ہے

حکایت ایک مرد عابد اپنے حاکم شہر کو وعظ و نصائح کیا کرتا تھا مناہی الہی سے منع کرتا تھا مگر سختی و درشتی کرتا تھا نرمی و ملائمت جو طریقہ نصائح کا ہے چھوڑ دیا تھا نصیحت تو بری ہوتی ہی ہے الحق ہے اور جب سختی ہوئی تو زیادہ ناگوار گذرتی ہے اسوجہ سے حاکم اس عابد سے رنجیدہ ہوا ایک روز عابد کو پکڑ کے اپنے

حکایت ایک عابد [illegible]

مکان مین لے گیا اور دروازہ بند کرادیا پھر شراب منگوائی اور حکم دیا کہ ایک عورت
اور ایک لڑکا اور ایک چھوٹا بچہ حاضر کئے جاوین سب موجود ہوئے بعد اُسکے
تلوار کھینچکر وہ حاکم عابد سے کہنے لگا ان پانچون سے ایک کام تمکو ضرور کرنا ہوگا
یا اس بچہ کو قتل کردو یا اس عورت سے زنا کرو یا اس لڑکے سے لواطہ کرو یا شراب
پیو ورنہ مین تجھے قتل کرونگا عابد خائف ہوا حفظ نفس بھی واجب ہے خیال کیا
کہ قتل نفس بے گناہ کا خون کرنا نہایت امر عظیم ہے اسیطرح زنا و لواطہ بھی
نہایت خوفناک و بدتر کبائر سے ہے کیونکر اپنے تئین ان گناہون مین مبتلا
کرون شراب کو ان سب سے سہل سمجھا اسکو بمجبوری اختیار کیا شراب پی عقل
زایل ہو گئی نشہ مین مست ہوگیا اس حال مین وہ عورت کی طرف ملتفت ہونے
لگا حاکم نے منع کیا اور کہا کہ جبتک کہ اس لڑکے سے لواطہ نکروگے جبتک اس
عورت کی طرف دست درازی نکرنے پاؤگے وہ عابد اُسے حالت بیخودی مین مرتکب
لواطہ کا ہوا اب چاہا کہ اُس عورت کی جانب متوجہ ہو حاکم نے کہا جبتک اس بچہ
کو قتل نکرے گا عورت کو ہاتھ نہ لگانا عابد نے اس بچہ کو بھی قتل کیا اور پھر زنا کیا
اب قابل غور یہ ہے جن گناہون کو عابد نہایت سخت سمجھا تھا اور خوف سے انکو
اختیار نکیا شراب کو بنسبت اون کے سہل جان کر اپنی جان بچانے کے واسطے
پی لیا مگر یہ ایسی بد چیز ہے کہ اسی نے سب گناہ کرادیئے کتاب کافی مین امام
جعفر صادق ع سے منقول ہے ان اللہ جعل للشر اقفالا و جعل مفاتیح
الاقفال الشراب والکذب اشر من الشراب یعنے خدا نے شر و بدی کے
کئی قفل گردانے ہین ان سب قفلون کی کنجی شراب کو گردانا ہے بعد اسکے فرمایا
کہ جھوٹ شراب سے بھی بدتر ہے بلکہ منقول ہے کہ مومن زنا کرتا ہے لواطہ
کرتا ہے چوری کرتا ہے شراب پیتا ہے لیکن جھوٹ نہین بولتا ہے

معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ زنا و شراب سے بدتر ہے المومن اذا کذب من غیر عذر حدیث
مین وارد ہوا ہے مومن جبکہ جھوٹ بولتا ہے بلا عذر تو ستر ہزار فرشتے اُسپر لعنت
کرتے ہین اور اسکی قلب سے بدبو نکلتی ہے جو عرش تک پہونچتی ہے پس حاملان
عرش اسپر لعنت کرتے ہین اور خدا اُس ایک جھوٹ کے عوض وہ ستر زنا جن مین
کا اسان تر مان کے ساتھ زنا کرنا ہے اسکے نامہ عمل مین لکھتا ہے اور جھوٹے قصون
کا سننا مثل داستان امیر حمزہ و بوستان خیال وغیرہ کے بھی منع ہے جناب
رسالتمآبؐ سے منقول ہے کہ بدترین روایت سے روایت دروغ ہے بلکہ
بعض علماء نے لغو و باطل قصون کو مثل شاہنامہ اور قصہ مجوس و کفاران سب کو
حرام جانا ہے صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب اعتقادیہ مین لکھتے ہین کہ سئل عن
القصاص ایحل الاستماع لھم فقال لا یعنی پوچھا امام جعفر صادقؑ سے قصہ
گو کے بارے مین کہ آیا حلال ہے اُن کے قصہ سننا حضرت نے فرمایا نہین قال
من اصغی الی ناطق فقد عبدہ فان کان الناطق عن اللہ فقد عبدہ وان کان
الناطق عن ابلیس فقد عبد ابلیس یعنے جو کہ سنے کسی ناطق کے کلام کو پس
بتحقیق اسنے اُس ناطق کی عبادت کی پس اگر وہ خدا کی باتین کرتا ہے یعنے صحیح
وحق کہتا ہے تو اسکا سننا گویا خدا کی عبادت کی اور اگر شیطانی باتین کہتا ہے
یعنے جھوٹ و باطل بیان کرتا ہے تو اُسکا سننا ایسا ہے جیسا کہ ابلیس کی عبادت
کی اور یہی مضمون امام محمد باقرؑ سے کتاب کافی مین بھی منقول ہے اور لکھا ہے
والشعراء یتبعھم الغاؤون سے مراد یہی قصہ گو ہین مگر بعض مقامات مین جھوٹ کو
مستثنیٰ کیا ہے مثلاً حالت تقیہ مین اگر تقیہ نہ ہوتا تو مذہب تشیع باقی ہی نہین رہتا
اہتمام تشیع سے قتل کر ڈالتے تھے اور جنگ مین اور اصلاح مومنین مین اور وعدہ زوجہ
مین کذب منع نہین ہے تیسری وجہ حرمت شراب کی آیت سے یہ ہے کہ خدا نے شراب وغیرہ کو عمل

شیطان کہا ہے اور عمل شیطان کے حرام و بدتر ہونے مین کوئی شبہہ نہین کر سکتا اسیطرح
خراب بھی ہے جسطرح شیطان پر لعنت کیجاتی ہے اسیطرح شراب خوار پر بھی لعنت
کی ہے بلکہ امام محمد باقر فرماتے ہین کہ رسول اللہ نے شراب کے متعلق دس شخصون
پر لعنت کی ہے جو شراب بنانے کی غرض سے درخت بوئے اور جو زمین درست
کرے درخت شراب بونے کی غرض سے اور نچوڑنے والا شراب کا پینے والا
شراب کا پلانے والا شراب کا اوٹھانے والا شراب کا اور جسکی جانب اٹھاکر دے
اور بیچنے والا اور خریدنے والا شراب کا اور اسکی قیمت کھانے والا ان سب پر
رسول اللہ نے لعنت کی ہے اور فرمایا ہے من شربھا لم یقبل لہ صلوٰۃ
اربعین یوما یعنے شراب خوار کی نماز چالیس روز تک قبول نہ ہوگی اور اگر مرگیا
اور اسکے پیٹ مین شراب ہوئی کان حقا علی اللہ ان لیسقیہ طینۃ جھنم
تو خدا کو سزاوار ہوگا کہ اسکو طینۃ جہنم پلاوے طینۃ جہنم سے مراد وہ کثافت
وچرک بدن ہے جو زنا کارون کے فروج سے نکلے گی اور دیکھا ہے جہنم مین
جمع ہوگا اور اہل جہنم کو پلایا جائیگا تمام آنتین وغیرہ جو پیٹ مین ہوگا سب
نکھل جائیگا اور کھال گل جائیگی حضرت نے قسم کھاکر فرمایا ہے کہ شراب خوار
بروز قیامت روسیاہ وکبود چشم آویگا ہونٹ لٹکے ہوئے ہونگے لعاب دہن
بہتا ہوگا جو اسکو دیکھے گا وہ تنفر کرے گا پھر فرمایا قسم ہے مجھے اوس کی
جسنے مجھے مبعوث برسالت کیا شراب خوار پیاسا مریگا اور قبر مین بھی پیاسا
رہیگا اور قیامت مین بھی پیاسا محشور ہوگا اور ہزار سال تک فریاد واعطشاہ
کرتا رہے گا اور ایسا ہوتا ہے جب شرابی کو پیاس لگتی ہے اور پانی نہین ملتا
تو کانٹا حلق مین لگجاتا ہے اور فوراً مرجاتا ہے تو اس حال مین وہ قبر مین بھی پیاسا
رہا قیامت تک پیاسا رہیگا اور چونکہ بروقت موت اوسکے پیٹ مین شراب تھی

تو بموجب حدیث سابق مستحق طینۃ جہنم کا بھی ہوا چوتھی وجہ حرمت کی آیت
سے یہ ہے کہ خدا نے کہا ہے فاجتنبوہ حکم اجتناب و پرہیز کا شراب سے
کیا ہے اور یہ اصول میں ثابت ہے کہ امر وجوب کے واسطے ہے پس جس سے
پرہیز کرنا واجب ہوگا اسکا عمل میں لانا حرام ہوگا اور شراب سے اجتناب کے
بارے میں حکم ہے کہ جس دسترخوان پر شراب پی جاتی ہو تو اس دسترخوان پر
کھانا کھانا حرام ہے بلکہ وارد ہوا ہے کہ شرابخوار سے مصافحہ نکرو معانقہ نکرو
سلام نکرو اور یہود و نصاریٰ کے ہمسایہ میں ہونا بہتر ہے شرابخوار کے ہمسایہ
میں لا یحضرہ میں امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ شرابخوار کی عیادت کو نجاؤ
اسکے جنازہ کی مشایعت نکرو اسکی شہادت پر اعتماد نکرو اپنی دختر کی نسبت اس سے نکرو
جسنے تزویج کی شرابی سے تو اسنے اپنی دختر کو جہنم کی جانب کھینچا یہانتک شراب
سے اجتناب کا حکم ہے کہ اگر کوئی مجبور ہو جاوے شراب و پیشاب پینے پر تو پیشاب
پی لے شراب نہ پیے پانچوین وجہ حرمت کی یہ ہے کہ خدا کہتا ہے لعلکم تفلحون
یعنے شراب سے اجتناب کرو تو البتہ رہائی پاؤگے عذاب سے اس سے یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ اگر شراب سے اجتناب نکروگے تو رہائی عذاب سے نہ ہوگی اور
جسکے استعمال میں عذاب ہو وہ حرام ہے منقول ہے کہ شرابخوار کو تین سو برس
جہنم کا عذاب ہوگا اور جو حالت مستی میں شب گذرانتا ہے وہ عروس شیطان
ہوتا ہے چھٹی وجہ حرمت کی یہ ہے کہ اسکے استعمال سے مفاسد دینوی و اخروی
دونون پیدا ہوتے ہین اور ایسی چیز کے حرام ہونے مین کوئی شک نہین کرسکتا
اسی آیت مین خدا نے ان مفاسد کو بیان کرتا ہے اول تو فرماتا ہے انما یرید
الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر یعنی شیطان
چاہتا ہے کہ شرابخواری اور جوئے کی وجہ سے تم مین عداوت و بغض ڈالدے

چوتھی وجہ حرمت

پانچوین وجہ حرمت شراب مین

یعنی شراب وجوا دونون سبب عداوت وبغض کے ہوتے ہین اور یہ خلاف منشاء
خدا ورسول کے ہین تو ضرور حرام ہونگے شراب کا سبب عداوت وبغض ہونا اس
وجہ سے ہے کہ وہ عقل کو زائل کردیتی ہے حالت بیخودی مین انسان دوسرے کو
اذیت پہونچاتا ہے بلکہ کبھی قتل کی نوبت پہونچتی ہے اور ایسے ایسے امور قبیحہ و
ناجائز کرتا ہے جو منجر عداوت وبغض ونزاع وفساد کے جانب ہوتے ہین اور
اور جوا سبب بغض اسوجہ سے ہے کہ تمام مال جو آسایش زندگی ہے دوسرا شخص
آن واحد مین مفت لے لیتا ہے اور یہ محتاج وفقیر ہوجاتا ہے اور نہایت رنج م
صدمہ مین رہتا ہے جو سبب عظیم بغض وعداوت کا ہے یہی وجہ ہے کہ ابتدا مین
تو خدا نے شراب اور جوے کو انصاب وازلام کے ساتھ ذکر کیا ہے یعنی سب حرمت
وعذاب آخرت مین برابر ہین جیساکہ بیان ہوا کہ شراب خوار مثل بت پرست کے ہے
اوراس آیت مین شراب اور جوے کی تخصیص کی انصاب وازلام کا ذکر نہین کیا
اسوجہ سے کہ یہ دونون سبب عظیم عداوت کے ہین اور بھی دوبارا ان دونون کا ذکر
کرنا اوران کے مفاسد کا بیان کرنا دلیل ہے اہتمام منع کے اوران کے برے ہونے
کی اورانکی حرمت کی اوران کے استعمال کرنے مین عذاب عظیم ہونے کی پھر مفاسد
آخروی کو بیان کرتا ہے ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ یعنے اور شیطان
چاہتا ہے کہ شراب وجوے کی وجہ سے تمکو باز رکھے ذکر خدا ونماز سے جواری کو یہی طمع
غالب رہتی ہے کہ ابکی جیت جاؤنگا اسی طمع مین وہ غرق رہتا ہے کھیل مین
ذکر خدا ونماز کا وہم وگمان بھی نہین ہوتا شرابی کی تو عقل ہی زائل ہوجاتی ہے
وہان نماز کا کیا ذکر ماں بہن بیٹی بیوی مین امتیاز نہین رہتا گلیون اور کوچون مین
برہنہ پھرنے مین باک نہین رہتی ہرزہ گوئی کلام نامربوط گالی گلوچ مستانہ رفتار
کج وخم ہوکر ہر قدم پہ کبھی شوروغل مچاتا کبھی موتہکے بغل موریون کیچڑ مین لت پت

ہونا کبھی لاشہ کی طرح لوگوں کے کاندہے پر لدے ہونا کبھی قے سے فرش پاکیزہ کو خراب کرنا اپنے ناموس و پردہ وبی بی کا کچھ خیال نہیں پاؤں کی جگہ سر سر کی جگہ پاؤں رکھنا موخر کا اکرنا اسی قسم کے امور قبیحہ کا شراب باعث ہوتی ہے کبھی کوئی عاقل قبول نہیں کرے گا کہ جو ایسے قبائح کا باعث ہو اسکا استعمال جائز ہو عقلا اسکی حرمت ثابت ہے پس جسکی حرمت عقل سے ثابت ہے اسکو ہر زمانہ میں حرام ہونا جائز ہونا چاہیے کوئی تخصیص زمانہ و مذہب کی ضرورت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ احادیث ائمہ علیہم السلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ شراب کل مذاہب میں حرام تھی اب اس مقام پر یہ بھی سن لیجے کہ حق تعالی نے یہاں ذکر خدا کے بعد نماز کا ذکر کیا ہے حالانکہ نماز بھی ذکر خدا میں داخل ہے یہ تخصیص بعد تعمیم کے عظمت پر دلالت کرتی ہے یعنی نماز سے چیز جو فارق بین الکفر والاسلام ہے جو عمود و ستون دین ہے جسکے ترک سے دین منہدم ہوجاتا ہے شراب و جوا ایسی چیز سے باز رکھتے ہیں گویا مانع ایمان ہیں پس انکی حرمت میں کیا شک ہوسکتا ہے دو وجہیں حرمت شراب اور جوے کی اس سے یہی نکلیں ایک مانع ذکر خدا دوسرے مانع صلوۃ اور جو چیز ایسی ہوگی وہ ضرور حرام ہوگی اور بعد اسکے فرماتا ہے فهل انتم منتهون یعنے یہ مفاسد تھے شراب و جوے کے سنتے پس اب تو تم باز رہوگے شراب و جوے سے یہ استفہام یہاں بمعنی امر کے ہے یہ طریقہ استفہام کا امر سے بلیغ تر ہے منع شدید پر دلالت کرتا ہے یہہ تو تین وجہ حرمت شراب کی ہے جو آیت سے مستفاد ہوتی ہے اور یہ جتنے مفاسد شراب کے اور وجوہ حرمت اسکے حق تعالی نے بیان کئے ہیں ان سب کا سبب نشہ و مسکر ہے یہ بدیہی ہے ہر عاقل پر ظاہر ہے بلکہ فخر الدین رازی امام اہلسنت نے تفسیر کبیر میں بھی یہی لکھا ہے پس علت و سبب حرمت شراب کا سکر ہے اور علت معلول سے منفک نہیں ہوتی پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو چیز نشہ کرے گی وہ حرام ہے پس امام اعظم اہلسنت

ابو حنیفہ نے نبیذ یعنے جو و خرما وغیرہ کی شراب کا استعمال جائز جانا ہے حالانکہ وہ بھی مسکر ہے
یہ خلاف حکم خدا کے ہے پس خمر سے مراد اس آیہ میں وہ شئے ہے جو بالاجماع
یعنی نشہ پینی والی چیز ہو اور نشہ کرے اسکا قلیل و کثیر سب حرام ہے جیسا کہ میسر
مراد ہر قسم کا جوا ہے مثل نرد و شطرنج وغیرہ کے خواہ بازی ہو خواہ نہ ہو یہ سب
حرام ہین فقط تمت

موعظہ ۱۹ - مذمت بخل اور حکایات لطیفہ متعلق اُس کے

اور حال جہنم و قصہ باغ حیوان

حق تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ
للعسری وما یغنی عنه ماله اذا تردی یعنے جسنے کہ بخل کیا اور مستغنی و بے پروا
ہوا بوجہ شہوات دنیا کے نعمات آخرت سے یعنے حقوق الٰہی کے دینے مین بخل کیا اس
غرض سے کہ مال جمع ہو اور جھٹلایا کلمات حسنی یعنے جزائے اعمال کو جسکا وعدہ خدا
نے کیا ہے یعنے ایک کے عوض کبھی خدا دس گنا دیتا ہے کبھی ستر حصہ کبھی سات سے
کبھی ستر ہزار کبھی لاکھ کا ثواب دیتا ہے اسکا انکار کرے فسنیسرہ للعسری پس
عنقریب مہیا کرینگے ہم اُسکے واسطے سختی عذاب کو اور جس بدی کا وہ ارادہ
کریگا وہ اُسکے واسطے سہل و آسان ہو جاویگی وما یغنی عنه ماله اذا تردی
اور نہین بچاوے گا اسکو مال اسکا جبکہ وہ ہلاک ہوگا اور ہلاکت اسکی کسطرح
ہوگی منقول ہے جیسا کہ تفسیر صافی مین ہے کسی پہاڑ سے گرکے ہلاک نہ ہوگا
کوئی دیوار اسپر نہین گریگی کسی کنوئین مین نہین گریگا ولکن تردی فی نار جہنم
لیکن ہلاکت اسکی آتش جہنم سے ہوگی وہ جہنم جسکے بارے مین حق تعالی کہتا ہے
کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غيرها ليذوقوا العذاب یعنے

حال عذاب جہنم

جبکہ پک جائینگے کہالیں اہل جہنم کی تو اور کہالیں ہم انکی بدل دینگے تاکہ چکھیں
وہ عذاب کو ابن ابی العوجار نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ یا حضرت دوسری کہال
کا کیا قصور ہوگا جو اسپر عذاب کیا جائیگا حضرت نے فرمایا وہ وہی کہال ہوگی اور دوسری
کہلائیگی ابن ابی العوجار نے کہا کہ دنیا مین کوئی ویسی مثال بتائیے حضرت نے فرمایا
مثلا کوئی شخص ایک کچی اینٹ لیکر توڑ ڈالے پھر اسکو سانچے مین رکھکر اینٹ بنالے
تو وہ وہی اینٹ ہوگی اور دوسری کہلائیگی بہرحال جہنم کی وہ حرارت ہوگی کہ اگر ایک
حلقہ زنجیر جہنم کا دنیا مین آوے تو اسقدر حرارت اسمین ہوگی کہ تمام اہل دنیا اسکی
گرمی سے پگھل کر رہ جاوینگے اور اگر کوئی لباس لباسہاے جہنم سے درمیان
آسمان و زمین کے لٹکایا جاوے زمین تک نہ آوے تو بھی اسقدر بدبو اسکی
ہوگی کہ تمام اہل دنیا اس بدبو سے مرجاوینگے یہ حالت سنکر جبرئیل و پیغمبر خدا
رونے لگے جو حقوق الہی سے بخل کریگا وہ جہنم مین ہلاک ہوگا پیغمبر خدا فرماتے ہین
جسنے اپنے مال سے زکوۃ واجبہ کو ادا کیا اور عطیہ اپنی قوم کو دیا وہ بخیل نہین ہے
بڑا بخیل وہی ہے جسنے زکوۃ واجبہ کو نہ دیا اور اپنی قوم کو عطیہ سے سرفراز نکیا
اور علاوہ اسکے اور اسراف کیا اور فرماتے ہین کہ دو خصلتین مسلمان مین جمع نہین
ہوتین بخل اور کج خلقی یعنی بخیل مین خلق بہت ہوتا ہے تجربہ سے بھی یہ معلوم
ہے بہت بری صفت ہے بخل دنیا و عقبی دونون مین بیقدر و پایہ اعتبار سے
گرادیتی ہے صاحبان ہمت و ذی رتبہ ہمیشہ اس سے ڈراتے رہے ہے اولاد تک
کو منحرف کردیتے ہی حضرت امیر فرماتے ہین ابخل الناس بعرضہ اسخاھم بعرضہ
یعنے جو زیادہ بخیل ہے اپنی مال کا وہ بڑا سخی ہے اپنی آبرو کا اور یہ خیال کہ بخل موجب
جمع مال اور علو رتبہ کا ہوتا ہے غلط ہے مال کو تشبیہ آب روان سے دی ہے جب
پانی عمارت کی جڑ مین پہونچتا ہے اور جمع ہوجاتا ہے تو عمارت کو جڑ سے گرادیتا ہے

تنبیہ بخیل

یہی کیفیت مال دنیا کی ہے جب جمع ہوا اور صرف کی نوبت نہ آئی تو وقر عزت و اعتبار
کو بیخ و بن سے باقی نہین رکھتا صاحبان دولت کی تعظیم و تکریم و احترام و اطاعت و
خاطرداری امید و توقع سے ہوتی ہے اور جب وہ امید باقی نرہیگی تو وہ عظمت
و بزرگی بھی نرہیگی بلکہ درپے اون کے عیب جوئی و ایذارسانی کے ہونگے ہر محفل
و مجلس مین اشارةً کنایةً کبھی ظاہر بظاہر طعن و تشنیع کرینگے حضرت امیرؑ نے فرمایا ہے
کہ بخل سے ڈرتے رہو جو حرص کے ساتھ ہو وہ عداوت پیدا کرتا ہے احسانات کو مٹا
دیتا ہے عیوب کو شایع کرتا ہے حکایت ایک مرد ظریف اپنے دوست خسیس کے
مکان پر گیا اور اسکو تپ مین مبتلا پایا بعد احوال پرسی کے لوگون نے کہا ہر چند
انکو ہم اوڑھائے رہتے ہین اور گرم رکھتے ہین مگر مطلق انکو پسینہ نہین آتا اُس
مرد ظریف نے کہا مین تدبیر بتاتا ہون ابھی پسینہ آجائے گا کہا بتائیے کہا کہ انھین کے
مال سے روٹی خرید کے منگائیے اور انھین کے سامنے کسیکو کھلائیے فوراً پسینہ آجائیگا ؎ وقت خوردن
با بخیل ہست شراکت محال ٭ اول خود میخور دگر تو خوری نان او ٭ کسی بخیل سے پوچھا
کہ بڑا اجری کون شخص ہے اسنے کہا کہ جسکے کان مین اُن لوگون کی روٹی کھانیکی آواز
آئے جو اُسکے مال سے کھاتے ہون اور باوجود سننے اس آواز کے اسکا زہرہ آب
نہو وہ بڑا دلیر ہے حضرت امیرؑ فرماتے ہین عجبت للشقی البخیل یتعجل للفقر الذی
منه هرب ویفوته الغنی الذی ایاه طلب یعنے تعجب ہے مجھے شقی بدنصیب
بخیل سے جس فقر و احتیاج سے وہ بھاگتا ہے وہی اسکی طرف دوڑتا ہے اور
جس غنا و مالداری کا وہ طالب ہے وہی اس سے فوت ہوجاتی ہے فعیش فی الدنیا
عیش الفقراء ویحاسب فی الاخرة حساب الاغنیاء دنیا مین تو زندگی محتاجون
کی طرح بسر کرتا ہے اور آخرت مین اس سے حساب اغنیاء کا لیا جائیگا باوجودیکہ بخیل
خوب جانتا ہے کہ ایک روز یہ مال جسکو اپنی نفس پر تنگی کرکے جمع کیا ہے دوسری کی

حکایت بخیل

کے قبضہ مین جا دیگا پھر ایک حبہ سے بھی اسکی منتفع نہین ہو سکتا دوسرا اسکو بے پرواہی سے صرف کرے گا پھر بھی نہین صرف کرتا اس سے زیادہ بدنصیب و سفیہ کون ہوگا ایک روز کسری نے اپنے وزیرون سے پوچھا کون چیز انسان کے واسطے بہت بڑی ہے کہا فقر و احتیاج کسری نے کہا بخل اس سے بھی بدتر ہے اسواسطیکہ فقیر جب مال پاتا ہے تو حال اسکا نیک ہو جاتا ہے بخیل تو کبھی سختی سے خلاصی پاتا ہی نہین ہے ؎ گر بجاے نانش اندر سفرہ بودی آفتاب ؛ تا قیامت روز روشن کس ندیدی در جہان ؛ یہ دنیا کے حالات مین آخرت کے متعلق حضرت امیرؑ سے منقول ہے ؛ الدار بخیل دور ہو گا رحمت خدا سے امام جعفر صادق سے منقول ہے جو جوان کہ سخی ہو اور گناہ کرنے مین جلدی کرتا ہو وہ خدا کے نزدیک بہتر ہے اس بڈھے سے جو عابد و بخیل ہو اور بخل کے ساتھ اگر طمع بھی ہو تو ایسا بخل اسلام کو ناچیز کر دیتا ہے شان اسلام و لوازم اسلام سے حقوق الٰہی کا دینا ہے مثل خمس و زکوۃ و صلہ ارحام و تقوی و پرہیزگاری وغیرہ کے اور بخل ان سب کا مانع ہوتا ہی تو گویا اسلام کو ناچیز کرنے والا ہوا پیغمبر خدا فرماتے ہین کہ دروازہ جنت پر لکھا ہے۔ انت محرم علے کل بخیل و مراء و عاق و نمام یعنے تو حرام ہے ہر بخیل و ریاکار و عاق والدین و سخن چین پر ؎ بخیل ار بود زاہد بحر و بر ؛ بہشتی نباشد بحکم خبر ؛ مال نعمت خدا ہے اسکا اظہار چاہیئے اپنے نفس کو طعام و لباس سے خوشحال رکھے عاجزون کی خبر لے سعادت اخروی حاصل کرے اما بنعمۃ ربک فحدث مین وارد ہوا امام حسین علیہ السلام نے اس آیہ کی تفسیر مین فرمایا ہے جو نعمت خدا کا اظہار کریگا اسکا نام حبیب اللہ ہو گا اور جو اظہار نکرے گا وہ بغیض اللہ جٹلانیوالا نعمت خدا کا ہو گا و یکتمون ما اٰتیھم اللہ من فضلہ کا مصداق ہو گا برای نہادن چہ سنگ و چہ زر حضرات امیرؑ درہم کو اپنی ہاتھ مین اٹھالیتے تھے اور

قرآن مجید مین حق تعالی فرماتا ہے فلولا انه کان من المسبحین للبث فی بطنه الی
یوم یبعثون یعنے اگر یونس تسبیح وذکر خدا مین مشغول نہ ہوتے تو شکم ماہی مین
قیامت تک رہتے بہرحال جب قارون نے آواز حضرت یونس کی سنی تو اُس ملک سے
جو قارون پر موکل تھا اور ہر روز بقدر ایک قامت کے زمین مین غرق کرتا تھا التماس
کیا کہ مجھے اتنی مہلت دے کہ مین آواز آدمی کی سنتا ہون وحی ہوئی ملک کو کہ مہلت
دے قارون کو جب مہلت پائی تو حضرت یونس سے پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ مین بندۂ
گناہگار یونس بن متی ہون قارون نے پوچھا کہ وہ شخص غصہ ور جو خدا کے واسطے
غصہ کیا کرتا تھا موسی بن عمران کیا ہوا حضرت یونس نے کہا ہیہات مدت ہوئی کہ
وہ دنیا سے گذر گیا پھر پوچھا وہ اپنی قوم کا مہربان رحم دل ہارون کیا ہوا کہا
وہ بھی فنا ہو گئے پوچھا کہ کلثوم بہن موسی کی جو میری نامزد تھی اسکا کیا انجام ہوا
حضرت یونس نے تاسف کیا اور کہا کہ آل عمران سے کوئی بھی باقی نہین رہا ہے جب
قارون نے سنا اُسکو بھی افسوس ہوا بہت تاسف کیا حقتعالی کی رحیمی کو دیکھئے
ع کرم او بہانہ میخواہد ٭ کرم او بہانہ میخواہد ٭ اس تاسف پر جو قارون کو آل
عمران پر ہوا خدا نے اسکے عوض اس ملک کو جو قارون پر موکل تھا حکم دیا کہ قارون
سے عذاب دنیا کو اوٹھا لے مقام عبرت ہے یہ انجام ہوا قارون کا زکوۃ نہ دینے سے
شرائط وجوب زکوۃ اور جن چیزون مین زکوۃ واجب ہے اور مقدار زکوۃ یہ سب
ہم تفصیل سے اردو مین اپنے رسالہ زکوتیہ مین لکھ چکے ہین اور وہ چھپکر شایع بھی ہو گیا ہے
دوسرا مصرف مال کا خمس ہے وہ حق اُن سادات عالی درجات کا ہے جو گردش
زمانہ سے فقر واحتیاج مین مبتلا ہو گئے ہون اور کل علماء کا اتفاق ہے اسپر کہ نسب
مین منجملہ اسکے سیادت بھی ہے استفاضہ کافی ہے جسکو باپ دادا سے سید کہتے چلے
آتے ہون وہ مستحق خمس ہے اونکی حقوق کی رعایت اور انکی پاسداری لازم ہے

رعایت

انکے جد بزرگوار محمد مصطفےٰ کی بڑی حقوق ہین ہم پر یہ سب مال و دولت اونھین کی
برکت سے ہے بلکہ وجود تمامی مخلوقات کا اونھین کے فیض وجود سے ہے شاہد
اسکا لولاک لما خلقت الافلاک ہے اونھین جناب نے دین حق اسلام
ہمین تعلیم کیا جہالت کفر و ضلالت سے پاک کیا عذاب الیم جہنم سے بچایا حور
قصور و نجات جنت کا امیدوار کیا اور خدا نے بوجہ اونکی بزرگی و کرامت کی زکوٰة
مین جو صدقہ مال ہے اونکا حصہ مقرر نہین کیا تاکہ دامن عزت اونکا اس سے آلودہ
نہو پس اس حال مین ہمکو لازم ہے کہ اونکی قرابت کا پاس و لحاظ کرین منقول ہے کہ بروز
قیامت ایک منادی ندا کریگا درگاہ رب العزت سے کہ سب خاموش ہوجاوین محمد مصطفےٰ
خاتم الانبیا رچاہتے ہین کہ کلام کرین سب ساکت ہوجاوینگی حضرت فرماوین گے ایھا
الناس من له علي يد و منة فليقم حتى اكافيه جس شخص کا کوئی احسان و عطا
مجھپر ہووہ اوٹھ کھڑا ہو کہ مین اُسکی مکافات کرون لوگ کہین گے یا رسول اللہ
ہمارا احسان کیا بلکہ احسانات تو خدا و رسول کے ہین ہم پر پھر وہ جناب فرماوینگے
من احسن الى ذريتي واوى طريدهم واشبع جائعهم اوكسى عاريهم فليقم
حتى اكافيه یعنے جسنے میری ذریت کے ساتھ احسان کیا ہو اور اُنکے نکالے
ہوے کو جگہہ دی ہو اور اُنکے بھوکے کو سیر کیا ہو اور اُنکے عریان کو لباس پہنایا
ہو وہ کھڑا ہوجاوے تاکہ مین اسکا عوض کرون پس جن لوگون نے ایسا کیا
ہوگا وہ کھڑے ہوجاوین گے اور خطاب رب الارباب جناب رسالتماب کو ہوگا
کہ جزا انکی ہمنے تمپر محول کی ہے جو مقام بہشت مین تمھارے پسند ہو اسمین انکو جگہ
دو پھر حضرت ایسا مقام عنایت فرماوین گے جو قریب ہوگا خود حضرت اور اہل بیت
علیہم السلام سے اور حکایت اس زن علویہ کی تو مشہور ہے جو ایک مزبلہ مین مرغابی
مردہ کو صاف کر رہی تھی کہ گذر ایک شخص کا ہوا جو حج کو جاتا تھا اُسنے اس زن علویہ سے

دریافت حال کیا معلوم ہوا کہ چار لڑکیاں یتیم اسکی ہیں۔ اور چھ تھا روز سے کہ قوت لایموت بہم نہیں پہونچا ناقہ سے پڑی ہیں مجبور ہو کر ناپاک مردہ کو ادھنکے واسطے صاف کرتی ہے یہ سنکر جو کچھ زاد راہ حج اس مرد صالح کے پاس تھا وہ سب اس زن علویہ کو دیدیا اور اپنے مکان کو واپس گیا جب قافلہ حجاج کا آیا تو ہر ایک حاجی اس مرد صالح سے کہتا تھا کہ تم فلان مقام پر ہمارے ہمراہ تھے اسکو نہایت تعجب ہوتا تھا آخر الامر ایک شب کو آنحضرت جناب رسالتمآب کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے تونے اعانت کی ہماری اولاد کی ہمنے درگاہ الٰہی میں تیرے واسطے دعا کی خدا نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا کیا ہے کہ ہر سال تیری جانب سے حج کیا کرے سبحان اللہ حج درست خواہی کام شکستگان دریاب دامان کعبہ جوئی دست فتادگان گیر فقط

موعظہ ۲۱ — وجوہ بردا احسان و طریقہ اسکا اور قصہ مرد بحر افتادہ کا خرابہ میں اور مہمان نوازی و سخاوت عبد اللہ جعفر طیار وغیرہ میں

قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم یعنی وہ لوگ جنکے مال میں حق معین ہے واسطے سائل و محروم کے محروم سے مراد بنا بر بعض اقوال کے وہ محتاج ہیں جو دست سوال کسی کے سامنے دراز نہیں کرتے وہ لوگ انکو غنی سمجھکر اپنی عطایا سے محروم رکھتے ہیں اور حق معلوم سے مراد وہ مقدار مال ہے جو بقدر استطاعت اپنی اوپر لازم کرے اور ہر روز یا جمعہ کو یا ہر مہینہ میں مصارف خیر میں صرف کرے اور محتاج و مساکین کو دے ایسے لوگون کی مدح میں خدا فرماتا ہے اولئک فی جنات مکرمون یعنے یہ لوگ جنتون میں معزز مکرم ہونگے

امام محمد باقرؑ سے منقول ہے البّر والصدقة ینفیان الفقر و یزیدان فی العمر و یدفعان عن صاحبهما سبعین میتة سوء یعنے نیکی کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے عمر کو زیادہ کرتا ہے ستر قسم کی بری موت کو دفع کرتا ہے اور پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے کہ صدقہ سے خدا ستر بلائیں دفع کرتا ہے مثل مرض و مصیبت اور جلجانا اور غرق ہونا اور مکان میں دب جانا اور جنون اسیطرح ستر بلاؤں کا شمار کیا ہے بلکہ صدقہ ایک علاج ہے مریض کے واسطے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں داووا مرضاکم بالصدقة اپنے مریضوں کا علاج کرو ساتھ صدقہ دینے کے اور بلا کو دفع کرو ساتھ دعا کے اور رزق کو انا و خیرات سے کیونکہ صدقہ و خیرات سات سو شیطان کے موتھ سے نکلتا ہے یعنی جب انسان خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو سات سو شیطان وسوسہ انداز مانع ہوتے ہیں جب وہ صدقہ دیا گیا تو گویا سات سو شیطانون کے موتھ سے نکالا گیا اور کوئی شے شیطان کو زیادہ گران نہین گذرتی صدقہ سے جو کہ مومن کو دیا جاتا ہے وہی تقع فی ید الرب تبارك وتعالی قبل ان تقع فی ید العبد یعنے صدقہ مومن پہلے خدا کے ہاتھ مین جاتا ہے پھر بندہ کو ملتا ہے امام زین العابدین علیہ السلام جب مومن کو صدقہ دیتے تھے تو اسکے ہاتھ سے اٹھا کر چومتے تھے پھر دیدیتے تھے خدا کے ہاتھ مین جانے سے مراد یہ ہے کہ اسکی راہ مین دینا گویا خدا کو دینا ہے منقول ہے کہ مریض کو مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے سائل کو دے اور اوس سے التماس دعا کرے پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے من سرہ ان یدفع اللہ عنہ نحس یومہ فلیفتتح یومہ بالصدقة جو شخص چاہے کہ خدا نحوست روز کو دفع کرے تو پہلے وہ اس روز صدقہ دے تو تمام دن کی نحوست اس سے خدا دفع کردیگا اسی طرح اگر چاہے کہ نحوست شب دفع ہو تو ابتدا کرے صدقہ سے تو تمام شب کی نحوست

رفع ہو جاویگی محمد بن مسلم کہتا ہے کہ مین امام محمد باقر کے ساتھ مسجد مین بیٹھا تھا
کہ ایک کنگرہ مسجد کا ایک شخص پر گرا اور کوئی صدمہ اسکو نہ پہونچا حضرت نے فرمایا
کہ اس سے پوچھو کہ آج کیا کام نیک اسنے کیا ہے اس شخص نے کہا جب مین
گھر سے نکلا تھا تو میری آستین مین خرمہ تھا وہی مین نے سائل کو دیدیا حضرت نے
فرمایا اسی خیرات کی وجہ سے خدا نے اس بلا کو تجھسے دفع کیا یہ ثمرہ ہے نیکی کا
کسی طرح کی نیکی ہو مقبول ہے اگر کوئی استطاعت خیرات کرنیکی نہ رکھتا ہو تو
کلمہ خیر کسی کے بارے مین کہے تو بھی ثواب صدقہ کا ملیگا ؎ نجات ار خواہی اے
منعم بدرویشان کرم بخشش ؛ باین باران مگر آتش دوزخ زلی آبی ؛ عطا و بخشش
مین چند امور کا لحاظ ضرور ہے اول تو اہلیت استحقاق کو دیکھ لے نااہل کو دیکر اپنے احسان
کو ضایع نکرے ؎ نکوئی بابدان کردن چنان است ؛ کہ بد کردن بجاے نیکمردان
حکایت کچھ لوگ شکار کو جاتے تھے کہ ایک بجو کو دیکھا اسکو ہکانا شروع کیا وہ بھاگا
اور ایک اعرابی کے خیمہ مین جا کر پناہ لی اسنے امان دی اور اسکی پرورش کھانے
پینے سے کی ایک روز وہ اعرابی سو رہا تھا کہ بجو نے موقع پا کر پیٹ اسکا پھاڑ ڈالا
اور بھاگ گیا اتفاقا اس اعرابی کا چچا کا بیٹا اسکی تلاش مین آیا دیکھا کہ شکم چاک
کیا ہوا پڑا ہے بعد تجسس کے معلوم ہوا کہ اس بجو نے جسکی پرورش اعرابی
نے کی تھی یہ کیا ہے تلاش مین اسکی چلا آخر اسکو پا کر مار ڈالا اور یہ اشعار
کہے ؎ ومن یصنع المعروف فی غیر اهله ؛ یلاقی کما لاقی مجیر ام عامر
جو نیکی و احسان نااہل سے کریگا اسکو ایک روز یہی دیکھنا پڑیگا جو بجو نے
اپنے پناہ دینے والے سے کیا اعد لها لما استجارت بیته ؛ احسن الب
البان اللقاح الدرائر ؛ جب اس بجو نے اس اعرابی کے یہان پناہ
لی تھی تو اسنے تازہ تازہ دودھ ناقون شیردہندہ کے پلائی اور مہیا کر

حکایت نااہل احسان کرنیکی

واسعنہا حق اذلما تمکنت ، فرتہ بانیاب لھا واظافر ، مصفرہ کیا اسکو یہانتک
کہ جب اسکو طاقت آئی اور قدرت حاصل ہوئی تو اپنے دانتون سے اور ناخونون
سے اس اعرابی کے پیٹ کو چاک کیا فقل لذوی المعروف ھذا اجزاء من
یعود لمعروف علی غیر شاکر پس پیام پہونچادے صاحبان احسان کو کہ
یہی جزا و عوض ہے اس شخص کا جو احسان کرے نااہل و ناشکر سے نااہل
سے احسان کرنا احسان نہین ہے فقرا و مساکین جو مستحق ہین انکو محروم کرنا
اور غیر مستحق کو دینا عطائی بیجا ہے احادیث مین اسکی مذمت وارد ہوئی ہے
امام جعفر صادق ع نے مفضل بن عمر سے فرمایا اذا اردت ان تعلم اشقی
الرجل ام سعید یعنی جب تو دریافت کرنا چاہے حال کسیکا کہ آیا وہ شقی
و بدبخت ہے یا سعید و نیک بخت ہے فانظر سیبہ و معروفہ الی من یصنعہ
پس اسکی عطا و احسان کو دیکھ کہ کس شخص سے سلوک کرتا ہے فان کان یصنعہ
الی من ھو اھلہ فاعلم انہ علی الخیر اگر وہ احسان ان لوگون سے کرتا ہے
کرتا ہے جو لایق اسکے ہے تو جان لیکہ وہ شخص نیک ہے وان کان یصنعہ
الی غیر اھلہ فاعلم انہ لیس لہ عند اللہ خیر اور اگر نااہل سے وہ احسان
کرتا ہے تو جان لے کہ اوسکی واسطے کوئی خوبی و بہتری خدا کی نزدیک نہین
ہے ملکہ وارد ہے جو شکر گذار اپنے منعم کا نہوا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہوگا بسبب احادیث
اس بارے مین وارد ہوئی ہے موعظہ ثانی مین کچھ بیان کئے گئے ہین دوسرا
امر جسکا لحاظ صاحبان عطا کو چاہیے یہ ہے جہانتک ہوسکے بے طلب کے
دے اتنی تاخیر نکرے کہ مضطر ہوکر سوال کرے بعد طلب کے دینا عوض ہوجاتا
ہے اسکی آبرو کا امام جعفر صادق ع سے منقول ہے المعروف ابتداء احسان
چاہیے کہ قبل سوال کے ہو فاما من اعطیتہ بعد المسئلۃ فکانما کافیتہ

بما بذل لك من وجهه پس اگر بعد سوال کے تونے دیا تو گویا عوض لیا تونے
اسکی آبرو کا جو تیرے سامنے اُسنے صرف کی بیت لمیتہ ارقا متململا یمثل بین
الیاس والرجاء لا یدری این یتوجہ لحاجتہ صاحب حاجت تمام شب تلق
واضطراب مین بسر کرتا ہے حالت امید ویاس مین نہین جانتا ہے کہ کس سے
اپنی حاجت بیان کرے ثم یعزم بالقصد الیہا فیاتیک وقلبہ یرجف و
فرائصہ ترعد وقد رایت الدم فی وجہہ لا یدری ایرجع بکآبۃ ام بفرح
پھر وہ اپنے ارادہ کو مصمم کرلیتا ہے اور حاجت لیکر تیرے پاس آتا ہے اس حال
سے کہ دل اسکا کانپتا ہے اور شانے اُسکے لرزتے ہین چہرہ مین خون کی سرخی
خجالت سے زیادہ ہوجاتی ہے اور نہین جانتا کہ آیا بے نیل رنجیدہ وغمناک پھرے
یا خوشحال بانیل مرام یعنے ایسی حالت مین چاہیے کہ بلا طلب کے حاجت
روا کردے اظہار کی نوبت ہی نہ آنے دے تیسرا امر جسکا لحاظ صاحبان جود
وکرم کو لازم ہے یہ ہے کہ جہانتک ہوسکے پوشیدہ احسان کرے ایک
ہاتھ سے دے دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو صاحبان حاجت کو خجل وشرمندہ نکرے
اکثر شرفا ونجبا وذی رتبہ ذی حاجت ہوتے ہین عرض حاجت اور کسی کے
سامنے لینا اون کے ذی کے خلاف ہوتا ہے موافق ان کے مرتبہ کے
مخفی طور سے انکی اعانت کرے اور اگر صدقہ لینا اپنا ننگ وعار سمجھین تو بطور
ہدیہ کے پیش کرین اور اگر خود مواجہہ مین قبول نکرین تو اُن کے مکان پر بھیجدے
جو امر موجب کسر شان سائل کے ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے صاحبان جود وکرم
کی شان کے خلاف ہے کہ کسیکو خفیف کرین امیر المومنین کے پاس سائل
آیا فرمایا اکتبہا علی الارض فانی اکرہ ان اری ذل السوال فی وجہہ السائل
اپنی حاجت کو زمین پر لکھدے کیونکہ مین ناگوار سمجھتا ہون کہ ذلت سوال کی سائل کے

چہرہ پر دیکھوں امام حسین علیہ السلام کو کسی نے ایک رقعہ دیا حضرت نے
فوراً بغیر پڑھے فرمایا حاجتک مقضیۃ تیری حاجت پوری ہو گئی اور فرمایا
کہ میں نے رقعہ اس خیال سے نہیں پڑھا کہ جتنی دیر میں رقعہ پڑھوں گا تو میرے
سامنے شرمندہ کھڑا رہیگا اور اس تیری شرمندگی کا خدا مجھسے سوال کریگا چوتھا
امر جسکی پابندی صاحبان عطا کو چاہیئے یہ ہے کہ جب کسی سے احسان کریں
تو اُس احسان کو اپنے دل سے نکال ڈالیں اگرچہ مبلغ خطیر کی اعانت کی ہو
نہ یہ کہ محفلوں اور مجلسوں میں اسکا ذکر کرتے پھریں اور صاحب حاجت کو
خفیف کریں جیسا کہ بعض کرتے ہیں اس سے احسان کا اجر و ثواب جاتا رہتا
ہے اور لوگ بھی اُسکو تنگ چشم کم ظرف سمجھتے ہیں وقار جاتا رہتا ہے اگر
منظور احسان سے رضاے الہی ہے تو اظہار اسکا عبث ہے اور اگر ناموری
مقصود ہے تو اظہار سے بدنامی ہوتی ہے نظروں سے بھی صاحبان کرم
کے گر جاتا ہے قران مجید میں خدا فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تبطلوا
صدقٰتکم بالمن والاذی یعنے اے مومنو اپنے احسانات کو باطل
نکرو احسان جتانے اور اذیت پہونچانے سے پھر اسکی مثال بیان کرتا ہے
کالذی ینفق ماله رئاء الناس ولا یؤمن بالله والیوم الاخر یعنے حال
ایسے احسانات کا مثل حال اس منافق کے ہے جو صرف کرتا ہے مال
اپنا واسطے لوگوں کے دکھلانے کی اور نہیں ایمان لایا ہے خدا اور روز قیامت
کا یعنے جیسی اس منافق کا عمل انفاق باطل و ناچیز ہے کوئی استحقاق ثواب کا نہیں
رکھتا اسیطرح انکے احسانات کا بھی کوئی ثواب نہیں ہے بعد اسکے حق تعالی
اس عمل منافق کی مثال بیان کرتا ہے فمثله کمثل صفوان علیه تراب فاصابه
وابل فترکه صلدا یعنے مثال اُسکی مثل اس چکنے پتھر کے ہے کہ جسپر خاک

بڑھی ہوا در بارش شدید نے اسکو بہاکر پتھر کو صاف کر دیا ہو یعنی جسطرح کہ اوس
بارش سے کوئی نفع اوس پتھر کو نہین پہونچتا اور وہ اپنی حقیقت پر باقی رہتا ہے
کوئی چیز اس پر اُگتی نہین اسیطرح اس منافق کا عمل انفاق بھی کوئی نفع اسکو نہ پہونچائیگا
نتیجہ یہ نکلا کہ جب احسان کی بعد منت واذیت پہونچاوے اسکا بھی کوئی اجر نہ ہوگا بلکہ اثر
اس احسان کا باقی ہی نرہیگا پیغمبر خدا نے فرمایا ہے ان اللہ تبارک وتعالی کرہ
لی ست خصال وکرھتہا لاوصیائی من ولدی واتباعھم من بعدی منہا
المن بعد الصدقة یعنی اللہ تعالی نے مکروہ جانا ہے میرے واسطے چھہ
خصلتون کو اور مین مکروہ جانتا ہون انکو اپنے اوصیار کے واسطے جو میری اولاد
سے ہین اور انکے تابعین وپیرو کے واسطے منجملہ ان چھ کے احسان جتانا ہے
بعد صدقہ کے امیر المومنین کا قول ہے کہ جوان مردی چار چیزون مین ہے
اول تواضع کرنا دولت مندی کے ساتھ دوسرے عفو کرنا باوجود قدرت انتقام
کے تیسرے نصیحت کرنا باوجود عداوت کے چوتھے عطا کرنا بلامنت واحسان
کے کسی نے شرف الدولہ سے جو امراء بنی عقیل مین شرافت ونجابت و
عالی ہمتی مین بے نظیر تھا اپنی حاجت بیان کی اور ہمراہ رکاب شرف الدولہ کے
عرض حاجت کرتا جاتا تھا جب جدا ہوا تو کہا ایہا الامیر لاتنسی حاجتی اے
امیر میری حاجت کو نہ بھولنا شرف الدولہ نے جواب دیا اذا قضیتہا نسیتہا
مین تیری حاجت روا کر دونگا تو بھول جاؤنگا اُسکو عالی ہمت احسان
کرکے خود ممنون ہوتے ہین حضرت امیرؑ فرماتے ہین من قبل عطائک فقد
اعانک علی الکرم جسنے تیری عطا کو قبول کیا وہ تیرا معین ہوا سخاوت وکرم کا
؎ ز احتیاج مفلسان نام سخا گردد بلند * بر کریما بینوایان را چہ منتہا کہ نیست *
پانچوان امر جسکی پابندی صاحبان ہمت کو لازم ہے یہ ہے کہ جب وعدہ کرے

تو اسکو وفا کریں حقتعالی فرماتا ہے لم تقولون ما لا تفعلون کیون کہتے ہو اس بات کو جو تم نہین کرتے کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون بڑی عداوت و ناراضی ہی خدا کی نزدیک کہ جس بات کو تم کہو اور نکرو اسکو نہج البلاغتہ مین حضرت امیر ع فرماتے ہین کہ خلف وعدہ موجب ناراضی و غضب و عداوت ہے خدا اور کل مخلوقات کے نزدیک اور کافی مین امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ اپنی برادر مومن سے وعدہ کرنا یہ ایسی نذر ہے کہ اسکا کوئی کفارہ ہی نہین ہے پس جسنے خلاف کیا اسنے مخالفت خدا کی شروع کی اور اسکے غضب کا متعرض ہوا اور کثرۃ تعلل یعنے حیلہ وحوالہ کرنا آج نہین کل کل نہین پرسون یہ بھی دلیل بخل ہے جیساکہ حضرت امیر نے فرمایا ہے عرب کا قول ہے وعد الکریم نقد وتعجیل وعد اللئیم مطل وتعطیل یعنے کریم کا وعدہ نقد ہے اور جلد وفا ہوتا ہے اور لئیم و فرومایہ کے وعدہ مین تاخیر و تعویق ہوتی ہے ہر روز ایک عذر بیان کر دیتا ہے شاعر کہتا ہے فان تجمع الآفات فالبخل شرھا ؛ وشر من البخل المواعید والمطل یعنی اگر تمام آفات دنیا جمع ہو جاوین تو بخل ان سب سے بدتر ہے اور بخل سے بدتر وہ وعدے ہین جن مین ہر روز عذر پیش کیا جاتا ہے اور منجملہ مصارف خیر کے وہ کام ہے جس سے مخلوقات کو نفع پہونچے اور بعد وفات کے اسکے واسطے لوگ دعا خیر کیا کرین مثلاً مسجد بنانا یا مدرسہ جاری کرنا یا پل بنوانا یا کنوان کہدانا یا نہر جاری کرنا یا وقفیات وغیرہ کا جاری کرنا یا اسیا قاعدہ طریقہ جاری کرنا جس کے کرنے سے لوگون کو نفع پہونچے حدیث مین وارد ہے من سن حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل علیھا الی یوم القیمۃ جو شخص کہ کوئی طریقہ نیک جاری کرے تو اسکا ثواب اسکو ملتا ہے اور جتنی لوگ اس طریقہ حسن پر عمل کرینگے قیامت تک ان سب کا ثواب اوس جاری کرنے والے کے نامہ عمل مین لکھا جاوے گا ومن سن

سنة سيئة فعليه وزرها و وزر من عمل عليها الى يوم القيمة اور جو عرب بد
جاری کرے اسکا بھی وبال اسپر ہوگا اور قیامت تک جو عمل اسپر کریگا اون
سبکا عذاب وہ بال اسی کے نامہ عمل مین لکھا جائیگا امام جعفر صادق ع فرماتے
ہین کہ چھ چیزون کا ثواب مومن کو بعد اسکی وفات کے پہونچتا ہے ولد یستغفر له
ومصحف یخلفه وغرس یغرسه وقلیب یحفره وصدقة یجریها وسنة یوخذ
بها من بعده اول تو وہ فرزند جو طلب مغفرت کرے اپنے والدین کے ۔ دوسرے
دوسرے قرآن جو اپنے بعد چھوڑ جاوے کہ لوگ اسکو پڑھا کرین تیسرے
درخت لگانا واسطے انتفاع خلایق کے اگرچہ اسکے سایہ سے لوگ منتفع ہون
چوتھے کنوان بنانا راحت رسانی خلق کی واسطے پانچوین صدقہ وخیرات کا جاری
کرنا مثل وقفیات وغیرہ کے چھٹے ایسا طریقہ جاری کرنا جس پر لوگ اسکے
بعد عمل کرین اور باعث اونکی بہتری کا ہو خلاصہ یہ کہ جس کام سے منظور آسایش
خلق ہو اگرچہ وہ بڑا کام نہ ہو تو بھی درگاہ الٰہی سے اسکا ثواب ملیگا منقول
ہے کہ ایک مسافر نے ایک مینخ کسی مقام مناسب پر گاڑ دی تھی اس غرض
سے کہ شاید کسی کے کام آوے گھوڑا بیل وغیرہ باندھنے کے واسطے اتفاقا
دوسرا شخص جلد ہین چلا جاتا تھا کہ یکایک اسکو اس مینخ کی ٹھوکر لگی وہ یہ
سونچا کہ ایسا نہ ہو کہ میری طرح کوئی دوسرا بھی ٹھوکر کھا کر گرے اور اسکو
صدمہ پہونچے یہ خیال کرکے وہ مینخ اوکھاڑ ڈالی بس حقتعالی نے خبر دی چونکہ
غرض دونون کی راحت رسانی خلق تھی اگرچہ عمل ہر ایک کا مخالف دوسرے کی
سے تھا مگر دونون کو ہمنے ثواب اسکے عمل کا عطا کیا دیکھئے کیا بندہ نوازی
ہے ادنی عمل خیر بھی اسکی درگاہ مین ضایع نہین ہوتا فمن یعمل مثقال ذرة
خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره جو بقدر ذرہ کے بھی نیکی کریگا

چھ چیزین
کہ نفع ہو

اسکی جزا پاویگا اسیطرح جو بقدر ذرہ کے شر وفساد کریگا اوسکا عوض ملیگا
اور صاحبان فہم بھی غور کرین کہ عقلا کے نزدیک کیا چیز پسندیدہ ہے آیا
وہ اچھا ہے جسکے کرنیسے عقلا سکو سفیہ کہین اور خدا کی بھی ناراضی ہو یا وہ امر
اچھا ہے جسکو خدا بھی پسند کرے اور عقلا بھی تعریف کرین اور موجب نیکنامی
کا بھی ہو لہو ولعب وامور نا مشروع وحرام جن مین مبلغ خطیر صرف کیا جاتا ہی
بجز سفاہت کے عقلا کبھی اسکو اچھا نہین سمجھتے اور منجملہ مصارف خیر کے مہمانی
دعوت مومنین ہے پیغمبر خدا نے فرمایا ہے الضیف ینزل برزقہ ویرتحل بذنوب
اھل البیت یعنے مہمان جب آتا ہے تو اپنا رزق لیکر آتا ہے اور جب جاتا ہے
تو اہل خانہ کی گناہون کو لیجاتا ہے یعنے مہمانی باعث محو سیئات کا ہوتا ہے من
اکرم الضیف فکانما اکرم سبعین نبیا جسنے اکرام کیا مہمان کا گویا اوسنے
ستر نبیون کے ساتھ اکرام کیا من انفق علی الضیف درھما فکانما انفق
الف الف دینار فی سبیل اللہ عز وجل جسنے ایک درہم صرف کیا مہمان پر اسطرح
پس گویا اوسنے ہزار ہزار دینار جسکے دس لاکھ ہوتے ہین راہ خدا مین صرف
کئے حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہین حبب الی من دنیا کم ثلث اکرام الضیف
والضرب بالسیف والصوم فی الصیف یعنی تمھارے دنیا سے تین چیزین
مجھکو محبوب ہین اکرام ونوازش مہمان کی اور تلوار کی ضرب جہاد مین اور روزہ
رکھنا گرمی مین جو شخص دو مومنون کی دعوت کرے اور انکو سیر کرے تو ثواب
اسکا غلام ازاد کرنے سے زیادہ ہے امام زین العابدینؑ نے فرمایا ہے من
یطعم مومنا من جوع اطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ جو کسی مومن گرسنہ کو سیر
کرے تو خدا اسکو میوہ ہاے جنت سے سیر کریگا ومن یسقی مومنا من ظماء سقاہ
اللہ من الرحیق المختوم اور جو کسی پیاسے کو پانی پلاوے تو خدا اسے رحیق

مہمانی

مختوم یعنے شراب طہور جنت سے جو پاک و پاکیزہ و خالص ہوگی جسپر مشک اذفر کی مُہر ہوگی اور بعد پینے کے بھی مشک اذفر کی خوشبو آویگی اُس سے سیراب کریگا اور مہر کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے تاکہ اہل جنت یہ خیال کرے کہ کیسکی جھوٹی ہے تنغر نکرین لفظ مومن عام ہے تونگر و محتاج دونون کو شامل ہے بلکہ بعض روایات مین تصریح بھی وارد ہوگئی ہے کہ جو کسی مومن تونگر کی دعوت کریگا تو گویا اُسنے اولاد اسمٰعیل سے ایک بندہ کو قتل سے بچایا اور ایک نفس کا بچانا بموجب حکم خدا من احیی نفسا فکانما احیی الناس جمیعا تمام لوگون کی جان بچانا ہے اور تمام بنی آدم کو حیات کا بخشنا ہے اسی آیت سے امام حسن ع نے ایک فیصلہ کیا ہے جسکو صدوق علیہ الرحمۃ نے من لایحضر مین امام محمد باقر ع سے نقل کیا ہے کہ عہد کرامت عہد امیر المومنین ع مین ایک مزبلہ پر ایک شخص ذبح کیا ہوا پڑا تھا اور اسی مقام پر ایک شخص کو دیکھا کہ اُسکے ہاتھ مین ایک چھری ہے خون مین بھری ہوئی لوگون نے اُسکو گرفتار کیا تاکہ امیر المومنین کی خدمت مین حاضر کرین جب اس سے پوچھا گیا اس بیچارہ نے اقرار قتل کا کیا کہ یکایک ایک شخص آیا اور کہا کہ اسکو چھوڑ دو یہ بیگناہ ہے مین نے اس مذبوح کو قتل کیا ہے اسکو بھی گرفتار کیا اور دونون کو حضرت کے خدمت مین لائے جب اُنہون نے اپنا قصہ بیان کیا تو حضرت نے اس پچھلے شخص سے فرمایا کہ تو نے کیون اقرار کیا تھا قتل کا اُسنے عرض کیا یا امیر المومنین مین مرد قصاب ہون اسی خرابہ کے پہلو مین ایک بکری کو مین نے ذبح کیا تھا اور پیشاب مجھے زور سے معلوم ہوا مین جلدی مین چھری خون بھری ہوئی ہاتھ مین لئے ہوے اس خرابہ مین پیشاب کرنے کو چلا آیا ان لوگون نے مجھکو گرفتار کیا اور کہا کہ تو ہی قاتل ہے مین یہ سوچا کہ میرا انکار اس حال مین کچھ مفید نہ ہوگا کیونکہ چھری خون آلودہ میرے پاس ہے اور شخص مذبوح بھی میرے سامنے پڑا ہے کون مرے انکار کو مانیگا

قصہ مذبوح خرابہ

اسوجہ سے مین نے اقرار کیا کہ مین نے قتل کیا ہے پھر دوسرے سے حضرت نے
پوچھا تو کیا کہتا ہے اسنے کہا مین نے قتل کیا ہے یا امیر المومنین حضرت نے یہ سنکر
فرمایا کہ اسے لیجاؤ میرے فرزند امام حسن کے پاس وہ اسکا فیصلہ کرینگے امام حسنؑ کی
خدمت مین لائے حضرت نے تمام واقعہ سنکر حکم دیا کہ گو کہ اس شخص نے اس مذبوح
کو قتل کیا ہے مگر دوسرے کی جان بھی تو بچالی اور خداے عزوجل فرماتا ہے کہ
من احیی نفسا فکانما احیی الناس جمیعا جسنے ایک شخص کی جان بچالی
گویا اسنے تمام مخلوق کو زندہ کردیا بیت المال سے وارثان مقتول کو دیتہ دیدیا
جاے اور یہ دونون رہا کردیئے جائین بہرحال طریقہ مہمان نوازی کا حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کا تھا بغیر مہمان کے کھانا نہین کھاتے تھے جب وقت کھانیکا
آتا تھا تو خدام کو ایک میل تک تلاش مہمان کے واسطے بھیجتے تھے اگر اتفاق
سے مہمان نہ ملا تو نہایت گران گذرتا تھا بہت شاق ہوتا تھا رسم دعوت کی
عرب مین انھین حضرت سے جاری ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ انکو ابوالضیفان
کہتے تھے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ پندرہ روز تک برابر خوان
خلیل الرحمان پر کوئی نہ آیا ہر شب کو دسترخوان بچھاتے تھے انتظار مہمان کا کرتے
تھے اگر مہمان نہ ملا تو کھانا نہ کھاتے تھے یہان تک کہ سولھین شب آئی تو
خداوند جلیل نے فوج ملائکہ یا جبرئیل و میکائیل و اسرافیل کو بھیجا وہ صورت
بشری مین متشکل ہوکر دسترخوان خلیل جلیل پر مہمان بنکر آے حضرت ابراہیم
نہایت خوش ہوے اور کھانا کھایا عبداللہ جعفر طیار کے بیٹے بھی بہت بڑے
سخی تھے زمانہ مین انکی سخاوت کا شہرہ تھا بلکہ لوگ بوجہ کثرت سخاوت کے انکی
ملامت کیا کرتے تھے وہ کہتے تھے مین کیا کرون میری عادت ہوگئی ہے خدا مجھے
دیتا ہے مین سخاوت کرتا ہون ڈرتا ہون کہ اگر مین ہاتھ روک لون تو خدا اپنی

عطا سے مجھے محروم رکھے گا ایک روز آپ کا گذر ایک باغ مین ہوا دیکھا ایک غلام ہے اور دیکھا
کہ تین روٹیان جو اسکو آقا کے یہان سے ملا کرتی تھین اسکے سامنے رکھی ہین اتنے مین
ایک کتا آیا اُس غلام نے ایک روٹی اُسکے سامنے ڈالدی وہ کھا گیا غلام سمجھا کہ ابھی یہ
سیر نہین ہوا ہے دوسری روٹی بھی دیدی وہ بھی کھا گیا پھر غلام نے دیکھا کہ
اب بھی اسکا پیٹ نہین بھرا ہے تیسری روٹی بھی دیدی عبد اللہ نے جب یہ دیکھا
تو اس غلام کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ روٹیان تیرا قوت تھا کیون تونے کتے کو
دیدین اُسنے جواب دیا کہ یہ کتا یہان کا نہ تھا اور بھوکا تھا اسوجہ سے اسکو مین نے
اپنے نفس پر ترجیح دی عبد اللہ نے جب یہ سنا کہا سبحان اللہ لوگ میری ملامت
کرتے ہین سخاوت پر یہ غلام تو مجھسے زیادہ کہین سخی ہے فرق اسقدر ہے
کہ مین اپنا قوت لایموت نہین دیتا ہون بلکہ خدا مجھے دیتا ہے مین اسکی راہ مین
دیتا ہون اس غلام نے تو اپنا قوت لایموت دیدیا یہ مجھسے زیادہ سخی ہوا پھر عبد اللہ
نے اس غلام کو خرید لیا اور آزاد کردیا اور وہی باغ اسکو دیدیا جب ایسے لوگ حیوان
تک کو اپنے نفس پر ترجیح دین اور بھوکا نہ دیکھ سکین تو کیسے افسوس کی بات ہے
کہ ہم لوگ باوجود استطاعت کے اپنے عزیز واقارب وہمسایہ کی رعایت نکرین
جنکی رعایت لازم ہے پیغمبر خدا نے فرمایا ہے والذی نفس محمد بیدہ لا یومن
بی عبد یبیت شبعان واخوہ او قال جارہ المسلم جائع یعنے قسم ہے اسکی
جسکے قبضہ قدرت مین جان محمد کی ہے نہین ایمان لایا ہے میرا وہ شخص
جو سیر ہوکر شب بسر کرے اور برادر مومن یا ہمسایہ مسلمان اسکا بھوکا ہو اور
امیر المومنین فرماتے ہین ا ابیت مبطانا وحولی بطون غرثی واکباد حری
کیا مین شب کو سیر ہوکر بسر کرون اور گرد ونواح مین میرے بھوکے اور پیاسے
پڑے ہون بڑی بے رحمی ہے کہ باوجود قدرت عاجزون اور بھوکون کی

خبر نہ لے جو عالی ہمت ہین وہ حیوان کو بھی بھوکا نہین دیکھ سکتے بلکہ شریعت
مین بھی یہی حکم ہے کہ حیوان کو بھوکا پیاسا نہ رکھو ابو عبیدہ ایک شخص تھا سخی اُسکے
یہان جو جاتا تھا بغیر کھانا کھلائے وہ اپنے مکان سے جانے نہ دیتا تھا اُسکا
قول یہ تھا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ کوئی مجھے سلام کرے اور میری دعوت نہ کھاے
حیوانات تک کا آذوقہ اُسنے مقرر کردیا تھا مثل چونٹیون اور مکھیون اور کتے
بلی وغیرہ کے منقول ہے کہ ایک مرد بنی اسرائیل نافرمانی خدا مین آلودہ تھا
اتفاقاً اسکو سفر در پیش ہوا دیکھا کہ قریب ایک کنوین کے ایک کتا پیاس کی شدت
سے زبان اپنی نکالے ہوے ہے اسکو رحم آگیا اور کاسہ چوبی اُسکے ساتھ تھا اپنا عمامہ
اوتار کر کاسہ مین باندھا اور کنوین سے پانی بھر کے اس کتے کو پلایا سیراب کردیا اُس
زمانہ کے پیغمبر کو وحی ہوئی انی قد شکرت له سعیه وغفرت له ذنبه لشفقته علی
خلق من خلقی یعنے اُسکی سعی و کوشش کو مینے مشکور گردانا اور گناہ اسکا بخشدیا
اسوجہ سے کہ اُسنے شفقت و رحم کیا میری مخلوق پر سبحان اللہ جب یہ خبر اس مرد
اسرائیلی کو پہونچی تو اُسنے اپنے گناہون سے توبہ کی رزقنا اللہ وایاکم التوبة
عما فات والتوفیق لما هو آت فقط تمت

موعظہ ۲۲ ۔ رجعت مین اور وجوہ لطیفہ و نظایر اُسکے مثل قصہ عزیر و قصص دیگر

حق تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے ویوم نحشر من کل امة فوجا ممن یکذب
بایاتنا یعنے جس روز محشور کرینگے ہم ہر امت سے ایک گروہ کو ان لوگون سے
جو جھٹلاتے تھے ہماری آیات و علامات کو تفسیر مین اس آیہ کے اہل بیت عصمت

وطہارت سے وارد ہوا ہے کہ یہ آیہ کریمہ رجعت کے بارہ مین نازل ہوا ہے اور مراد
اس روز سے روز رجعت ہے روز قیامت نہین ہے اسواسطے کہ قیامت مین
سب زندہ کئے جاینگے کوئی باقی نرہیگا خود حق تعالی فرماتا ہے وحشرناھم
فلم نغادر منھم احدا یعنے محشور کرینگے ہم انکو پس نہ چھوڑینگے ہم انمین سے کسیکو زندہ کرنے اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ روز قیامت اور ہے جسمین سب زندہ ہونگے اور جسمین زندہ
بعض زندہ کئے جاینگے وہ دن اور ہے وہی روز رجعت ہے رجعت کا
ہونا ضروریات مذہب شیعہ سے ہے مثل متعہ کے جو اس سے انکار کرے وہ
شیعہ نہین ہے اور مراد رجعت سے یہ ہے کہ قبل قیامت کے جب ظہور لامع
النور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا ہوگا تو بعض مومنین نیک کردار جنکا ایمان خالص
ہوگا اور بعض کافر بے ایمان جو اپنے کفر مین خالص ہونگے یہ سب زندہ کئے
جاینگے مومنین تو اس غرض سے زندہ کئے جاینگے تا کہ انکو کسیقدر جزا
اعمال نیک کی دنیا مین ملے اور دولت وسلطنت اپنے اماموں کی دیکھکر مسرور
وخوشحال ہون اور آنکھین انکی ٹھنڈی ہون اور کافر دشمنان اہلبیت اسواسطے
زندہ ہونگے تا کہ شیعہ ان سے انتقام لین ان ظلمون کا جو انہون نے اہلبیت پر
دنیا مین کئے ہین اور ان کے حقوق کو غصب کرلیا ہے اور رجعت کا ہونا بہت
سی آیات وروایات سے ثابت ہے خاص شیعہ سے ہے اسکی قائل نہین ہین
بلکہ اگلی نبیون کی امتون مین بھی رجعت ہوئی ہے نظیرین اسکی بہت ہین چند نظیرین
مین بیان کرتا ہون شیخ صدوق ابن بابویہ علیہ الرحمہ اپنے رسالہ اعتقادیات
مین لکھتے ہین کہ اعتقاد ہم شیعون کا یہ ہے اور حق ہے قرآن مجید مین حقتعالی فرماتا
ہے الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت
فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم یعنی اے پیغمبر آیا نہین دیکھتے ہو تم ان لوگون

کی طرف جہاں اپنی مکانوں سے نکل گئی اور وہ ہزاروں تھی بخوف موت کے پس کہا
خدا نے اُن سے کہ مرجاؤ تم پھر زندہ کیا اونکو ان لوگون کے ستر ہزار گھر تھے اور
ہرسال انہین طاعون ہوا کرتا تھا اور امرا بوجہ اپنی قوت مال کے شہر سے نکل جایا کرتے
تھے اور فقرا رہ نہ سکتے تھے پس امرا طاعون مین کم مبتلا ہوتے تھے اور فقرا کثرت
سے مبتلا ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ہم بھی شہر سے نکل جاتے تو طاعون مین
مبتلا نہ ہوتے اور امرا یہ کہتے تھے کہ اگر ہم شہر مین رہجاتے تو فقرا کی طرح ہم بھی
طاعون مین مبتلا ہوتے آخر الامر ایک سال سبھون نے اتفاق کر لیا کہ زمانہ طاعون
مین سب کے سب شہر چھوڑ دینگے پس جب زمانہ طاعون کا آیا تو تمام اہل شہر
نکل گئے اور کنارے ایک دریا کے جا کر ٹھہرے جب انہون نے اپنا اسباب
اوتار کے زمین پر رکھا تھا کہ آواز غیبی خدا کی جانب سے آئی کہ موتوا جمیعاً تم
سب کے سب مر جاؤ سب مر گئے پڑے رہے ہڈیان رہگئین تھین لوگون نے
اونکی ہڈیان اٹھا کر ایک مقام پر ڈھیر کر دین عرصہ دراز تک اسیطرح پڑی رہین
پس ایک روز کسی پیغمبر کا پیغمبران بنی اسرائیل سے جنکو ارمیا کہتے تھے اسطرف سے
گذر ہوا اور بعض روایات مین ہے کہ نام اُس نبی کا خرقیل تھا انہون نے درگاہ
باری تعالیٰ مین عرض کیا پروردگارا اگر تو چاہے تو انکو زندہ کرسکتا ہے یہ تیرے شہرون
کو آباد کرینگے اور بہت سے بندے تیرے انسے پیدا ہون گے اور جو لوگ تیری
عبادت کرتے ہین اون کے ساتھ یہ بھی عبادت کرینگے پس وحی ہوئی خدا کی
اس نبی کو کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ہم تیرے واسطے انکو زندہ کرین عرض کیا کہ ہان پھر
خدا نے اونکو زندہ کیا اور وہ سب پیغمبر کے ساتھ چلے گئے اور بعض روایات مین
ہے کہ جب ان پیغمبر نے ان کا زندہ ہونا چاہا تو حکم ہوا کہ ان ہڈیون پر پانی چھڑکو جب
پانی چھڑکا سب زندہ ہوگئے اور یہ دن نوروز کا تھا اسی وجہ سے مستحب ہے کہ بروز

نوروز باہم پانی چھڑکیں یا اپنے اوپر خود پانی ڈالیں اور غسل کریں یہ ہے اصل نوروز کی
کے ان لوگوں کے واسطے رجعت ہونی یعنی زندہ ہونے کے بعد اُنکو اپنی موت سے جب ایک
نظیر تھی دوسری نظیر قصہ حضرت عزیر کا ہے جسکو خدا نے قرآن میں بیان کیا ہے
او کالذی مر علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا یعنی کیا نہیں دیکھا تو نے
قصہ اُس شخص کا جس کا گذر ہوا ایک قریہ پر وہ ویران ہو گیا تھا یعنی چھتیں
اور دیواریں اُسکی سب گر گئیں تھیں اور مراد یہاں اس شخص سے بنا بر اکثر
مفسرین کے حضرت عزیر ہیں اور بعض ارمیا پیغمبر مراد لیتے ہیں اور قریہ سے
مراد بیت المقدس ہے جسکو بخت نصر بادشاہ جبار نے خراب کر دیا تھا بنا بر
بعض اقوال کے بہرحال جب حضرت عزیر حمار پر سوار ہو کر اور ناشتا اپنا انجیر
وانگور اور شیرہ اسکا اپنی ہمراہ لئے ہوے اس قریہ کی جانب گذرے اور
اُسکو ویران دیکھا اور اہل قریہ کو مردہ پایا تو کہنے لگے بطور اشتیاق حال کے
نہ بطور انکار کے کہ شان پیغمبری کے خلاف ہے انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا
یعنی کس طرح انکو خدا زندہ کریگا بعد انکے مر جانیکی فاماتہ اللہ مائۃ عام
ثم بعثہ پس خدا نے حضرت عزیر کی قبض روح کی اور سو برس تک مردہ رہے
بعد اسکے زندہ کیا قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم جب حضرت عزیر زندہ
ہوے تو ایک فرشتہ نے اُنسے پوچھا کتنی دیر تم یہاں ٹھہرے انہوں نے کہا
ایک دن یا کچھ کم دن سے یہ تردید اس وجہ سے کی حضرت عزیر نے جبکہ وہ زندہ
ہوے تو آفتاب کی طرف اُنہوں نے دیکھا تھا سمجھے کہ سو کر میں اٹھا ہوں
تو کہا کہ ایکدن مجھے گذرا ہے اور جب آنکھیں کھول کر دیکھا کہ ابھی آفتاب
کچھ باقی ہے تو کہا کہ ایکدن سے کم گذرا ہے قال بل لبثت مائۃ عام
فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک پھر اُس فرشتہ

نے کہا کہ نہیں ٹھیرا یہاں آپکو سو برس ہوے دیکھو تو اپنے کھانے پینے کو باوجود گذرنے
اس قدر زمانہ کے پہر اسمین کچھ تغیر ہی نہین ہوا ہے اور دیکھو اپنے حمار درازگوش
کیطرح اسکے اعضا منتشر ہوگئے ہین پہر زندہ ہوتا ہے ولنجعلک آیة للناس ہ
یعنے اور تاکہ کردانے ہم تجھکو علامت و نشانی واسطے لوگون کے تاکہ عبرت ہو انکو
وانظر الی العظام کیف ننشزها ثم نکسوها لحما اور دیکھ اس حمار کی ہڈیونکو
کہ کیونکر ترکیب دیتے ہین ہم اونکو بعد اسکے پہنا دیتے ہین اونہین گوشت کو پہر وہ
درازگوش اٹھ کھڑا ہوا اور آواز دینے لگا علامہ طبرسی نے امیرالمومنین ع سے
نقل کیا ہے کہ جب حضرت عزیر اپنے اہل و عیال سے جدا ہوے تھے تو انکی
زوجہ حاملہ تھین اور حضرت عزیر کا سن اسوقت مین پچاس برس کا تھا جب خدا نے
اونکو سو برس تک مردہ رکھا پھر زندہ کیا اور اپنی اہل و عیال کی طرف گئے تو انکا
سن تو پچاس برس کا تھا اور اپنے لڑکے کو اپنے سے بڑا سو برس کا پایا یہ بھی
ایک آیت آیات الٰہی سے ہے بعض نے لکھا ہے کہ جب اپنی اہل و عیال مین
پہونچے تو جوان تھے اور اولاد اونکی بڈھی تھی جب کوئی قصہ بیان کرتے تھے
تو اونکی اہل کے لوگ کہتے تھے کہ یہ تو سو برس کی بات ہے اس سبب سے
بھی حضرت عزیر کو معلوم ہوا کہ مین سو برس کے بعد زندہ ہوا ہون ابن کوا نے
ایک روز امیرالمومنین سے پوچھا کہ تبلائیے دنیا مین کوئی لڑکا اپنے باپ سے
بڑا بھی ہوا ہے حضرت نے فرمایا ہان وہ اولاد حضرت عزیر کی ہے بہرحال حق تعالی
فرماتا ہے فلما تبین له یعنے پس جبکہ ظاہر ہوا عزیر پر اور یہ حال اونہون نے
دیکھا قال اعلم ان الله علی کل شئ قدیر کہنے لگے مین جانتا ہون کہ ضرور
خدا ہر شئے پر قادر ہے یہ دو نظیرین رجعت کی ہوئین تیسری نظیر قصہ اون
ستر آدمیون کا ہے جنکو حضرت موسی اپنی قوم سے منتخب کرکے اپنے ہمراہ کوہ

طور پر لے گئے تھے جب کلام خدا اونہوں نے سنا تو کہنے لگے لن نؤمن لک
حتی نری اللہ جھرۃ ہم ہرگز تمہارا ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ ہم خدا کو ظاہر
بظاہر نہ دیکھیں فاخذتھم الصاعقۃ بظلمھم پس بسبب اونکے ظلم کے
یعنی اس کلام ناشایستہ کے جو لایق شان خدائی کے نہ تھا ایسا ایک صاعقہ
اُن پر گرا کہ سب کے سب مر گئے پھر حضرت موسیٰ نے درگاہ باری میں مناجات
کی کہ پروردگارا میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دونگا وہ کہیں گے کہ موسیٰ نے
سب کو لیجا کر قتل کیا پھر خدا نے ان سب کو زندہ کر دیا اور مدت تک وہ زندہ
رہے اور نکاح کیا اور اولاد انسے پیدا ہوئی یہانتک کہ اپنی موت سے مر گئے
اسیطرح خدا نے حضرت عیسیٰ سے خطاب کرکے کہا ہے کہ یاد کرو اس وقت
کو جبکہ مُردوں کو میرے اذن سے زندہ کرتے تھے جتنے مُردے حضرت عیسیٰ نے
زندہ کئے وہ سب مدت تک زندہ رہے اور اپنی موت سے مرے اصحاب
کہف تین سو نو برس تک غار میں مردہ پڑے رہے پھر اونکی رجعت ہوئی
زندہ ہوے قصہ انکا مشہور ہے اسیطرح بہت سی نظیریں ہیں جب
اتنے واقعات گذر چکے ہیں اور منکرین رجعت بھی ان سے انکار نہیں کر سکتے
تو اب اس رجعت کے جسکے ہم قائل ہیں انکار کی کیا وجہ ہے کیا خدا کے نزدیک
یہ محال ہے وہ قادر اسپر نہیں ہے جب مکرر واقعات گذر چکے ہوں اور اسی قسم
کے واقعہ کا پھر کوئی قائل ہو تو اس سے انکار کرنا خلاف عقل ہے سید علی
بن طاوس علیہ الرحمہ نے کیا خوب مثال اسکی تحریر فرمائی ہے کہ مثلاً کوئی شخص
آوے اور کہے کہ میں پانی پر چلتا ہوں اُسکے اس بیان سے نہایت لوگوں کو
تعجب ہوگا تمام اہل شہر دیکھنے کے واسطے جمع ہو جاوینگے اور جب اُسکو پانی
پر چلتے دیکھ لیں گے تو نہایت تعجب کریں گے پھر دوسرے روز ایک شخص

وہ بھی یہی کہے مین پانی پر چلتا ہون اسکو بھی اہل شہر پانی پر چلتے دیکھین تو بھی
اونکو تعجب ہوگا مگر نہ ایسا تعجب جیسا کہ پہلی مرتبہ ہوا تھا پھر تیسرے برس اور ایک شخص
آوے اور وہ بھی یہی دعوی کرے تو اگلی مرتبہ کل آدمی اونمین کے جو دو مرتبہ
دیکھ چکے ہین دیکھنے جاوینگے کہ وہ تیسرا شخص بھی پانی پر چلتے جب اسکو
دیکھینگے تو تعجب کرینگے کیونکہ وہ دو مرتبہ دیکھ چکے مین کوئی نئی بات نہین دیکھی ہے اس حال
مین اگر اب چوتھا شخص آوے اور یہ دعوی لوگون سے کہے جو تین مرتبہ دیکھ چکے
ہین کہ مین بھی پانی پر چلتا ہون یہ سنکر وہ لوگ بہت انکار اور ایسا شدت سے
تعجب کرین کہ ابتدا مین ایسا تعجب نہ کیا ہو تو عقلا ان لوگون کو اس حال مین
ناقص العقل اور بیوقوف کہین گے اور ایسے الفاظ کہین گے جو انکو ناگوار ہونگے
کیونکہ جس چیز کو تین مرتبہ دیکھ چکے تو اب اس سے انکار کرنا ضرور خلاف عقل ہے
اور رجعت تو تین مرتبہ سے کہین زیادہ واقع ہو چکی ہے اوس سے تو انکار
نہین اور ہماری رجعت سے انکار کیا خلاف عقل ہے اس بیان سے
ایک مطلب عظیم الشان اور بھی ثابت ہوا اور وہ یہ ہے کہ اہل سنت اسکے
مقر ہین کہ حضرت ادریس اپنے زمانے سے ابتک موجود ہین آسمان پر اور بھی
اقرار کرتے ہین کہ حضرت خضر ابتک زندہ موجود ہین اور بھی اقرار کرتے ہین کہ
حضرت الیاس موجود ہین اور بھی اقرار کرتے ہین کہ حضرت عیسی موجود ہین اور
بھی اقرار کرتے ہین کہ دجال موجود ہے اور بھی مانتے ہین کہ شیطان موجود ہے
اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے وجود ذی جود کا انکار کرتے ہین
حالانکہ حضرت کی عمر شریف ان لوگون کی عمرون سے کہین کم ہے کیا یہ خلاف
عقل ہے بجز تعصب کے اور کیا ہے یہی حالت رجعت کے بارہ مین بھی ہے
جب قیامت کے قائل ہو جسمین سب زندہ کیے جائینگے تو رجعت مین

اگر بعض زندہ کئے جاوین تو کون سے تعجب کی بات ہے علاوہ اسکے حق تعالیٰ خود فرماتا ہے لترکبن طبقاً عن طبق یعنی ضرور تم مین مطابق اگلی امتون کے حالات واقع ہونگے اور پیغمبر خدا نے بھی فرمایا ہے یکون فی ہذہ الامۃ ما یکون فی الامم السابقۃ حذو النعل بالنعل والقذۃ بالقذۃ یعنی اس امت مین بھی وہی حالات واقع ہونگے جو اگلی امتون مین گذرے ہین ایسی مطابقت ہوگی جیسا کہ نعلین اور پر کے تیر باہم ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہین بلکہ منقول ہے کہ اگر اگلی امتون مین کوئی سوراخ سوسمار مین داخل ہوا ہوگا تو اس امت مین بھی داخل ہوگا اور اگلی امتون مین رجعت ہوئی تو اس امت مین بھی ضرور ہونا چاہیئے ورنہ قول مخبر صادق مین فرق آجاویگا رہا یہ امر کہ کس زمانہ مین رجعت ہوگی تو یہ مثل قیامت کے ہے جیسا کہ قیامت کا حال معلوم نہین کہ کس زمانہ مین ہوگی خدا کی حکمت و مصلحت پر موقوف ہے اسیطرح زمانہ رجعت بھی ہے۔ یہ آیہ وانہ لعلم الساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون اسپر دال ہے کیونکہ ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور صباغی نے فصول مہمہ مین مقاتل بن سلیمان وغیرہ مفسرین سے نقل کیا ہے کہ یہ آیہ مہدی آل محمد کے بارہ مین نازل ہوا ہے یعنی بتحقیق کہ وہ علم قیامت کا ہے پس ہرگز شک نکرو تم اوسمین اور متابعت کرو میری پس اسمین شک و شبہات پیدا کرنا ویسا ہی ہے جیسا کہ کفار قیامت کے بارہ مین کیا کرتے تھے مصالح الٰہی کو کہا کوئی سمجھ سکتا ہے اتنے مفسر قرآن مجید کے فریقین مین گذرے ہین اور کس قدر تفسیرین اسکی ہوئی ہین کسیکو بھی معلوم ہوا کہ آیات متشابہات جنکے معنے ظاہر بظاہر خلاف مذہب حق اسلام کے ہین اونکے معنی مین تاویل کے جاتی ہے کس مصلحت سے خدا نے اون آیات کو نازل کیا ہے اسکی مصلحت و وجہ نہ معلوم ہونے سے یہ نہین کہہ سکتی کہ آیات متشابہات قرآن مین داخل نہین ہین

اسیطرح حال زمانہ رجعت کا ہے اگر ہمین وہ نہین معلوم ہے تو اس سے اصل رجعت
ستوڑی باطل ہوسکتی ہے ہان البتہ ہمارے ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین
نے کچھ علامات رجعت کے بیان کئے ہین جو قبل رجعت کے واقع ہونگے مثل اسکے
کہ ماہ جمادی الثانیہ مین اور دس دن مین ماہ رجب کے اس شدت سے بارش ہوگی
کہ کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی اور اس بارش مین ایسی تاثیر خدا دیگا کہ اسکی وجہ سے
قبرون مین مومنین کے بدنون مین گوشت پیدا ہوگا جیساکہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے
کتاب ارشاد مین امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ امام
جعفر صادق ؑ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صاحب علیہ السلام کا ظہور ہوگا
تو ہر مومن کی قبر کے پاس ایک فرشتہ پکاریگا کہ اے فلان شخص صاحب تمھارے
اور امام تمھارے ظاہر ہوے ہین اگر چاہو تو اٹھکے جاکر ملحق ہو اور اگر چاہو تو اپنے
مقام پر بانعمت و باکرامت رہو بعض تو اپنی قبرون سے نکل آئین گے اور بعض
نعمات الٰہی مین باقی رہین گے اور شیخ مفید علیہ الرحمہ انھین جناب سے روایت
کرتے ہین کہ قائم آل محمد کے ساتھ پشت کوفہ یعنی نجف اشرف سے ستائیس آدمی
نکلین گے پندرہ آدمی قوم موسیٰ سے وہ لوگ ہونگے جنکے بارےمین خدا نے
کہا ہے کہ ہدایت کرتے تھے طرف حق کے اور سات حق کے عدالت و انصاف
کرتے تھے اور سات آدمی اصحاب کہف و یوشع بن نون سے اور سلمان و ابوذر
و جابر انصاری و مقداد و مالک اشتر یہ لوگ حضرت کے پیشرو ہونگے مگر سب سے
پہلے رجعت ہوگی امام حسین علیہ السلام اور اُن کے اصحاب کی اور یزید بن معاویہ
اور اسکے تابعین کی پس حضرت اپنے قاتلون کو مع یزید کے داخل جہنم کرینگے مومنین
ظالمین سے خوب انتقام لین گے قتل بھی کرینگے اسیر بھی کرینگے اتنا بھی اہن مین بسبب قتل
امام حسین کے قتل کئے جاوین تو بھی کم ہے زیادتی نہوگی تفسیر صافی مین کتاب کافی سے

علامات رجعت

نقل کیا ہے کہ آیہ ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل انہ کان منصورا امام حسینؑ کے بارےمین نازل ہوا ہے اور فلا یسرف فی القتل سے اشارہ ہے اسبات کا کہ اگر تمامی اہل زمین بسبب قتل امام حسینؑ کے قتل کئے جاوین تو بھی اسراف نہ ہوگا فقط تمت

موعظہ ۲۴ ـ معاد مین اور وجوہ اثبات معاد و دفع شکوک مین

حق تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ قال من یحیی العظام وھی رمیم یعنے اور بیان کیا واسطے ہمارے مثل کو اور بھول گیا اپنی خلقت کو کہا کہ کون زندہ کرے گا ہڈیون کو جبکہ وہ بوسیدہ ہوجاوینگی شان نزول مین اس آیہ کے فریقین نے نقل کیا ہے کہ اُبی بن خلف ایک روز بوسیدہ ہڈی مردے کی جناب رسالتمآبؐ کے پاس لایا اور ہاتھ سے مل کر چورہ کر ڈالا اور کہنے لگا کہ تم کہتے ہو کہ خدا اسی بوسیدہ ہڈی کو قیامت مین زندہ کریگا حضرت نے فرمایا کہ ہان اور تجھکو بھی زندہ کریگا اور جہنم مین جھونک دیگا پھر حق تعالیٰ نے یہہ آیہ نازل فرمایا اس آیہ سے معاد جسمانی اچھی طرح سے ثابت ہوتی ہے بلکہ علما متکلمین اس آیۃ سے بڑھکر اور کسی آیہ کو اثبات معاد کیواسطے صریح وظاہر نہین جانتے ہین مراد معاد سے یہ ہے کہ روح بعد مرجانے کے پھر عود کریگی اُسے جسم مین اور سب مردے زندہ کئے جائینگے تاکہ اُن سے حساب وکتاب لیا جاوے اور عوض دیا جاوے اُن اعمال کا جو دنیا مین اُنہون نے کئے ہین اور معاد کی دو قسمین ہین ایک معاد روحانی جسکے حکما وفلاسفہ قائل ہین کہتے ہین کہ روح بعد مفارقت بدن کے باقی رہتی ہے پس اگر وہ نیک ہے اور دنیا مین اُسنے علوم وکمالات حاصل کئے ہین تو وہ بعد مفارقت بدن کے بھی خوشحال ومسرور رہیگی اونھین کمالات

معاد کی دو قسمین

ہے اور یہی خوشحالی و سرور اسکے واسطے بمنزلہ بہشت و ثواب کے ہے اور اگر وہ
روح بد ہے اور دنیا مین جہالت مین مبتلا رہے اور صفات ذمیمہ حاصل کرتے رہے
تو بعد مفارقت بدن کے بھی وہ مغموم و محزون رہیگی اپنی جہالت سے اور یہی غم و
الم اسکے واسطے بمنزلہ جہنم و عذاب کے ہے یہ قول اونکا باطل اور خلاف حق کے
ہے دوسری قسم معاد کے معاد جسمانی ہے مراد اوس سے یہ ہے کہ یہی بدن جو خاک و
بوسیدہ ہوجاوینگے اور ہوگئے ہین بروز قیامت پھر زندہ کئے جاوینگے
اور روح اون مین آجاوے گی اگر یہ لوگ مومن و نیک
کردار ہین تو بہشت جسمانی مین داخل کئے جاوینگے اور اسکی نعمتون سے
متنعم و خوش حال ہونگے اور اگر کافر و بدکردار ہونگے تو جہنم مین داخل کئے جاوینگے
اور آتش جسمانی سے معذب ہونگے اور معاد جسمانی ضروریات دین اسلام سے
ہے بلکہ کل مذاہب کا اتفاق اسپر ہے اور کتابین آسمانی بھی اسپر دلالت کرتی ہین
خصوصًا قرآن مجید اکثر آیات اسکی صراحۃً اسپر دلالت کرتی ہین اور قابل تاویل
نہین ہے پس منکر معاد جسمانی کا منکر قرآن مجید و منکر رسول خدا و منکر ائمہ ہدیٰ
ہے اسکے کافر ہونے مین کسی طرحکا شک و شبہ نہین ہے فخر رازی نے لکھا
ہے یہ آیت مشتمل ہے بہت سے عجائب و غرائب امور پر مین بقدر امکان اونکا
ذکر کرتا ہون جو لوگ کہ حشر و نشر کا انکار کرتے ہین بعض اونمین سے تو
ایسے ہین کہ کوئی دلیل اپنے دعوے پر نہین لاتی بلکہ کوئی شبہ بھی قائم نہین
کرتی بھی کہتے ہین کہ یہ امر خلاف عقل اور بعید معلوم ہوتا ہے اور کہتے ہین یہ
امر بدیہی ہے بوسیدہ ہڈیان کیونکر زندہ ہوجاینگی اکثر لوگون کا ایسا ہی خیال
ہے اور آیات بھی اس خیال پر دلالت کرتی ہین مثل آیہ قال من یحیی العظام
وھی رمیم کے کہا کہ کون زندہ کریگا ان ہڈیون کو جو بوسیدہ ہوجاوینگی

پس یہ خیال انکا جسپر کوئی دلیل قایم نہین کرسکتے محض استبعاد ہے اگر محض استبعاد ہی پر بنا ہے تو ابتدائی خلقت مین کیون نہین استبعاد کرتے جو بہ نسبت اسکے زیادہ عجیب ہے خیال تو کیجیے ایک قطرہ رحم مین جاتا ہے وہ خون ہوکر بستہ ہوجاتا ہے بعد اسکے مضغہ گوشت ہوجاتا ہے اس مضغہ گوشت مین جہان جو چیز مناسب تھی وہ عضو وہان پر بنتا ہے جہان ہڈی چاہیے وہان ہڈی بنتی ہے جہان پر جوڑ مناسب ہے وہان جوڑ بنتا ہے پٹھے رباط غدود رگین آنکھین کان ناک موبھ انگلیان ہاتھ پاؤن وغیرہ جہان جو مناسب ہے اسی مقام پر وہ بنتا ہے اگر آنکھ کی جگہ پر کان ہوجاوے یا موبھ کی جگہہ پر ناک ہوجاوے علی ہذا القیاس کیسا بدنما ہوجاوے گا اور باوجود اسکے مادہ ان سب کا وہی ایک قطرہ ہے مگر صورت ہر عضو کی علیحدہ ہے اور مناسب اس عضو کے ہے اور پھر ہر عضو کیحالت ہر عضو کی خاصیت ہر عضو کے کام مختلف ہین آنکھ کا کام دیکھنا ہے وہ کان مین نہین کان مین قوت سمع کی ہے ناک مین قوت شامہ ہے ایک کا خاصہ دوسرے مین نہین اسیطور سے ہر عضو ہی ہو پھر باوجود ان سب امور عجیبہ کے قوت نطق و گویائی و قوت عقل و ادراک جسکی وجہ سے کلیات سمجھ مین آتی ہین جسکی وجہ سے انسان ممتاز ہوا حیوانات سے جسکی وجہ سے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے ان امور کو جسمیت سے کوئی تعلق نہین نطق و عقل مجرد عن المادہ ہے اعضاء و جوارح مادی مرکب ہیولی و صورت سے ہین انکی ماہیت اور انکی ماہیت اور پھر یہ کیونکر ان اعضا مین آگئے ایسے امور عجائب و غرائب صور مختلفہ کا ایک قطرہ مین عنوان خاص سے پیدا ہونا بہ نسبت دوبارہ زندہ ہونے کے کہین عجیب و غریب ہے اسمین کیون نہین استبعاد کرتے جب اسمین استبعاد نہین ہے تو بوسیدہ ہڈیون کے زندہ ہونے مین اور پھر ویسا ہی بدن بنجانے مین کیا استبعاد

وخلاف عقل جانتے ہین بہ نسبت خدا کے اسی کی رد مین اور اسی استبعاد کے دفع کرنے کے واسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے وضرب لنا مثلاً ونسی خلقه ہمارے واسطے استخوان بوسیدہ کی نظیر لاتا ہے اور اپنی ابتدائی خلقت بھول گیا یعنی جب ابتدائی خلقت جو اس سے زیادہ عجیب وغریب ہے اسپر تو ہم قادر ہین اور اسمین تعجب نہین کرتا تو کیا بوسیدہ ہڈیان ہم زندہ کرنے پر ہم قادر نہون گے جو اس سے کہین سہل ہے اسکو تو خلاف عقل سمجھتا ہو اور تعجب کرتا ہے اسکو خدا اپنے حبیب سے بیان کرتا ہے قل یحییها الذی انشاها اوّل مرة وهو بکل خلق علیم اے محمد کہدو انکے جواب مین کہ وہی ان بوسیدہ ہڈیون کو بھی زندہ کرے گا جسنے ان کو ابتدا مین پیدا کیا جب اُن کا نام ونشان ہی نہ تھا اور وہ ہر خلقت سے واقف ہے کوئی امر اُس سے پوشیدہ نہین ہے یہ قاعدہ ہے کہ کیسا ہی کوئی امر عجیب وغریب ہو جب اُسکو انسان مکرر سہ کرر دیکھتا رہیگا وہ عجیب نہ معلوم ہوگا اور جو امر کہ نہ دیکھا ہوگا اگرچہ وہ زیادہ عجیب نہ ہو اسکو نہایت عجیب سمجھین گے یہی حالت انسان کی ہے بنسبت اپنی ابتدائی خلقت اور دوبارہ زندہ ہونیکی ابتدائی خلقت کو دیکھتے دیکھتے عادی ہوگیا ہے بالکل عجیب نہین جانتا حالانکہ نہایت عجیب ہے جیسا کہ سنا آپنے اور قیامت مین دوبارا زندہ ہونا چونکہ دیکھا نہین ہے اُسمین تعجب کرتے ہین اور طرح طرح کے شبہات پیدا کرتے ہین حالانکہ اوسمین نطفہ سے رحم مین صورت نہین بنیگی حفاظت وپرورش کی ضرورت نہوگی زمانہ طفولیت وشباب وپیری کے گذرنیکی حاجت نہوگی فقط بدن پیدا کئے جائینگے اور روح جو باقی رہے گی وہ اُن بدنون مین دوبارا ڈالدی جائیگی یہ بنسبت اُسکے سہل ہے نظیر اُسکی دنیا مین یہ ہے کہ مینڈک جب خاک ہوجاتا ہے اور فصل بارش مین جب

اسی خاک پر پانی بارش کا پڑتا ہے تو پھر اس خاک سے سبزے پیدا ہوتے ہیں اور درخت پھوٹتے ہیں یہ مشاہدہ ہے لوگ اسکو دیکھتے ہیں اسی طرح جب آدمی مر جاتے ہیں خاک و بوسیدہ ہو جاوینگی اور حق تعالیٰ آسمان سے ایسا پانی برساویگا جسکی تاثیر سے پھر ہم سب زندہ ہو جاوینگے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خدا چاہیگا کہ اپنی مخلوقات کو مبعوث کرے تو چالیس روز ایسا پانی برسیگا جس سے گوشت پیدا ہوگا اور جوڑ جوڑ ملجاوینگے خلاصہ یہ کہ جب اول شکل جو نہایت عجیب تھا وہ اسنے بنادیا تو سہل تر بطریق اولیٰ کرسکیگا اور بعض منکرین معاد ایک شبہ اور بیان کرتے ہیں وہ بھی استبعاد ہی کی جانب رجوع کرتا ہے اُسکی تقریر دو طرح سے کیجاتی ہے اول یہ کہتے ہیں کہ معاد مین اعادہ معدوم لازم آتا ہے اور وہ محال ہے کیونکہ جو چیز فنا ہو گئی اور کچھ اثر اسکا باقی نرہا تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ پھر عود کرے تو اس شبہ کو خدا نے یون دفع کیا ہے کہ جب وہ نیست و نابود تھے نام و نشان تک اونکا نتھا اور وہ پیدا ہو گئے اسی طرح بعد فنا ہو جانیکے بھی پیدا ہو سکتے ہین یعنی اعادۂ معدوم محال نہین ہے جیسا کہ گمان منکرین معاد جسمانی کا ہے اور دلائل چونکہ مضامین علمیہ پر مشتمل ہین عام فہم نہین ہین اسوجہ سے اُنکا ذکر مناسب نہین ہے ہمارے علمائے کرام علیہم رضوان اللہ الملک العلام نے کتب کلامیہ مین لکھا ہے علاوہ اسکے معاد جسمانی مین اعادہ معدوم لازم ہی نہین آتا کیونکہ انسان فی الحقیقت روح ہے بنا بر قول اکثر محققین کے اور بدن بمنزلہ آلہ کے ہے جتنے افعال و اعمال انسان کرتا ہے وہ حقیقت مین روح کرتی ہے بدن فقط واسطہ و ذریعہ ہوتا ہے اور روح بعد مفارقت بدن کے باقی رہتی ہے فنا نہین ہوتی یہی مشہور ہے منکران معاد مین بھی اور شرع بھی اسکی قائل ہے پس جسطرح

کہ خدا نے ابتداے خلقت مین بدن پیدا کرکے روح اُس مین ڈالدی اسیطرح
بروز قیامت اگر خدا ویسا ہی بدن پیدا کرکے جیسا دنیا مین تھا روح اُسمین ڈالدیگا
جو دیکھے اوسکو وہ کہے یہ وہی شخص ہے جو دنیا مین تھا یہ اعادۂ معدوم نہین ہے
بلکہ مثل خلقت ابتدائی کے ہے جب وہ محال نہین ہے تو یہ بھی محال نہوگا اسی کو
خدا فرماتا ہے اولیس الذی خلق السموات والارض بقادرٍ علیٰ ان یخلق مثلہم
یعنے کیا نہین ہے وہ جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا قادر اسبات پر کہ مثل انکا پیدا
کردے یعنی یہ قابل استبعاد نہین ہے جو کہ آسمان و زمین کو باین بزرگی پیدا کر دے
وہ انسان کے مثل ایسی چھوٹی چیز نہ پیدا کرسکیگا دوسری تقریر شبہہ کی اسطور
سے کرتے ہین کہ جب بدن کے اجزاء مشرق و مغرب عالم مین منتشر ہوگئے ہون
بعض درندون کے بدنمین داخل ہوگئے ہون اور بعض اجزا کی اینٹین ظروف وغیرہ
بنگئے ہون وہ کیونکر جمع ہوسکتے ہین بلکہ اگر آدمی آدمی کو کھا جاوے تو اجزاء ماکول
کے جزو بدن آکل کے ہوجاینگے اگر وہ دونون زندہ ہوے تو بدن ماکول
کا کن اجزاء سے بنیگا اسکے اجزا سے تو ماکول بنگیا اور اگر آکل کے اجزا سے ماکول بنیگا تو آکل کے واسطے اجزاء
کہان سے آینگے پس بنا بر خلق مثل کے یہ شبہہ بھی وارد نہین ہوسکتا
کیونکہ خدا تو مثل بدن آکل و ماکول کے جسم پیدا کر دیگا گو کہ وہ اجزاء کہین منتشر ہوے
ہون اس سے کیا بحث علاوہ اسکے خدا فرماتا ہے وھو بکل خلقٍ علیم
یعنے خدا ہر ایک کی خلقت سے واقف ہے آکل و ماکول دونون مین دو
قسم کے اجزاء ہوتے ہین ایک اجزاء اصلیہ جو نطفہ سے پیدا ہوتے ہین دوسری
اجزاء فضلیہ جو غذا سے پیدا ہوتے ہین اور خدا عالم ہے ہر جزو کو جانتا ہے
کہ اصلی کون ہے اور فضلی کون ہے وہ اپنی قدرت کاملہ سے آکل و ماکول
دونون کو اپنی اپنی اجزاء اصلیہ سے بنا کر روح اوسمین ڈالدیگا اسی طرح جواب

[illegible]

بدن کہ مشرق و مغرب عالم مین منتشر ہوگئے ہین انکو بھی اپنی قدرت سے جمع کرے گا اور روح اسمین ڈال دیگا پھر خدا دوسرے طریقہ سے اُنکے تعجب کو دفع کرتا ہے فرماتا ہے الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منہ توقدون یعنے وہ خدا جسنے پیدا کیا تمھارے واسطے درخت سبز وتر سے آگ کو پس جبکہ تم اُس سے آگ روشن کرتے ہو صحرا مین دو قسم کے درخت ہرتے ہین ایک کو عربی مین مرخ کہتے ہین اور دوسرے کو عفار جب اُنسے آگ لینا منظور ہوتا ہے تو اُنکی شاخون کو ایک دوسرے سے رگڑتے ہین تو آگ اُسمین پیدا ہوتی ہے اور کلبی نے لکھا ہے کہ سب درختون کا یہی خاصہ ہے بجز درخت عناب کے پس مراد یہ ہے کہ تری کس قدر مخالف آگ کی ہے آگ کو بجھا دیتی ہے باوجود ایسی مخالفت و مباینت کے اس تری سے ہم آگ کو پیدا کر دیتے ہین اور تم دیکھتے ہو اس مین تعجب نہین کرتے اور مردہ کے زندہ ہونے مین تعجب کرتے ہو فخر رازی نے لکھا ہے کہ درخت سبز کے ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ آدمی مرکب ہے اس بدن محسوس اور حیات سے جو تمام اعضا مین سرایت کئے ہوے ہے اور حیات لازم ہے حرارت عزیزی کو جو تمام بدن مین ہے تو غرض خدا کی یہ ہے کہ اگر انکو تعجب اس امر مین ہوتا ہے کہ حرارت جسکو حیات لازم ہے وہ زائل ہوگئی پھر حیات کیونکر آ سکتی ہے تو اس امر مین زیادہ تعجب ہونا چاہئے کہ درخت سبز جس سے پانی ٹپکتا ہے حرارت کا وجود وہان نہین ہے اوسمین کیونکر آگ پیدا ہو جاتی ہے جب یہان تری مین آگ پیدا ہو جاتی ہے تو وہان حیات کے آنے مین کیا تعجب ہے پس قیامت کا ہونا بھی ضرور ہوا مگر وہ دن بڑا ہولناک ہوگا حق تعالی اُسکی حالت کو بیان کرتا ہے یوم ترونہا

نکلنا آگ کا درخت تر سے

احوال قیامت

تذهل کل مرضعة عما ارضعت یعنے باوجودیکہ ماں اپنے فرزند شیرخوار کی
کس قدر خبرگیری کرتی ہے کبھی اُس سے غافل نہین ہوتی ہر وقت اُسکا
خیال رکھتی ہے مگر روز قیامت ایسا ہولناک ہوگا اور ایسی سختی ایسا زلزلہ
تم اُس روز دیکھوگے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے بچہ سے بے خبر ہو جاویگی
وتضع کل ذات حمل حملها اور ہر حاملہ کا حمل اس روز کی دہشت سے ساقط
ہو جاویگا وتری الناس سکاری وما هم بسکاری ولکن عذاب الله شدید
اور لوگون کو تو دیکھیگا کہ اپنے ہوش مین نہین ہین نشہ مین ہین حالانکہ انکو نشہ نہوگا ہول
سے یہی کیفیت ہو جاویگی لیکن عذاب خدا سخت ہے سختی سے حواس
نرہین گے روشنی آفتاب و ماہتاب وستارونکی زائل ہو جاویگی آسمان
پھٹ پڑینگے پہاڑون کی یہ کیفیت ہوگی کہ جسطرح روئی دہنکی جاتی ہے
پاش پاش ہو جاوینگے تفسیر علی بن ابراہیم مین ہے کہ جب امام محمد باقرنے
کچھ حالات قیامت وحشر ونشر کے بیان کئے تو رونے لگے جب امام معصوم روے
تو ہمارے اعمال جیسے ہین وہ ہم خوب جانتے ہین بجز رحمت وتفضل خدا کے
رہائی ممکن نہین ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسؤلا
کان اور آنکھ اور قلب سب سے سوال کیا جاویگا امام جعفر صادق ع فرماتے
ہین کہ کان سے وہ باتین پوچھی جاوینگی جو اُس سے سُنی ہونگی آنکھ سے وہ چیزین
پوچھی جاوینگی جو اُس سے دیکھی ہونگی دل سے وہ امور پوچھے جائینگے
جنکا اعتقاد اسکو ہوگا منھ بند ہو جائینگے ہاتھ پاؤن سے جو کچھ کیا ہے
وہ خود بولینگے اور کہینگے کہ ہمنے یہ کیا ہے الیوم نختم علی افواههم وتکلمنا
ایدیهم وتشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون یعنے روز قیامت ہم انکی
منھ پر مہر کر دینگے اور جو کچھ کہ انہون نے کیا ہے اُسکی گواہی انکی ہاتھ پاؤن دینگی

انگو ہو گا جیسا کہ کسی کو زکام ہو جاتا ہے بعد ان علامات قیامت کے حکم خدا ہو گا اسرافیل کو صور پہونکنے کا تا کہ تمام عالم فنا ہو جاوے فریقین نے روایت کی ہے کہ خدا نے جب سے اسرافیل کو پیدا کیا ہے اسیوقت سے وہ موہنہ مین صور لئے ہوے منتظر و آمادہ ہے حکم خدا کا ادہر حکم ہو اور مین صور پہونکون امام زین العابدین ع دعا رصحیفہ کاملہ مین فرماتے ہین و اسرافیل صاحب الصور الشاخص الذی ینتظر منک الاذن وحلول الامر یعنے اسرافیل صاحب صور آنکہین کھولے ہوے نظر بلند کئے ہوے انتظار مین ہے تیرے اذن و حکم کا دو دفعہ صور پہونکا جاویگا پہلی مرتبہ ایسی آواز مہیب اس سے نکلیگی کہ دفعۃ سب مرجائین گے اور دوسرے نفخہ مین سب زندہ ہون گے اور حشر ہو گا حساب لیا جائیگا بہت سی آیات اسپر دلالت کرتی ہین منجملہ آیہ ما ینظرون الا صیحۃ واحدۃ تاخذہم وہم یخصمون یعنے نہین انتظار ہو گا لوگون کو مگر ایک آواز عظیم کا جو گرفت کر لیگی ان کو ایسے حال مین کہ وہ باہم خصومت و نزاع و معاملہ مین مشغول ہونگے مراد صیحہ واحدہ سے اس آیہ مین پہلا نفخہ صور کا ہے جسکی آواز سے سب فنا ہو جائین گے مفسرین نے روایت کی ہے کہ قیامت ایسی جلد قائم ہو گی کہ دو آدمی باہم معاملہ مین مصروف ہون گے کپڑا وغیرہ کہول کر رکہا ہو گا اسکے تہ کرنے کی نوبت نہ آئیگی کہ دفعۃ قیامت قائم ہو گی طرفۃ العین مین سب مرجاوین گے بعض کی یہ حالت ہو گی کہ لقمہ کہانیکی واسطے اٹہایا ہو گا وہ موہنہ تک نہ پہونچنے پائیگا کہ دفعۃً مرجائین گے اسی کے جانب خدا قرآن مین اشارہ فرماتا ہے فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اہلہم یرجعون یعنے اتنی قدرت و مہلت انکو نہ ملے گی کہ وہ وصیت کرین یا اپنے اہل کی جانب واپس آئین پہر دوسرے نفخہ صور کو بیان فرماتا ہے ونفخ

نفخ صور

فی الصور فاذا هم من الاجداث الی ربهم ینسلون یعنے اور صور پہونکا جائیگا پس لوگ اپنی قبرون سے نکل کر اپنے خدا کی جانب طرف صحراے محشر کے دوڑینگے قالوا یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا جب لوگ ہول قیامت کو دیکھین گے تو کہین گے اور افسوس کسنے ہمکو اٹھایا ہماری خوابگاہ یعنے قبرون سے منقول ہے کہ حالات قیامت کے ایسے سخت ہونگے کہ عذاب قبر لوگون کو بمقابلہ عذاب قیامت کے سہل مثل خواب کے معلوم ہوگا تو یہ کہین گے پھر ان کے جواب مین کہا جائیگا فرشتہ کہیگا هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون یعنے یہ وہی دن ہے جسکا وعدہ خدا نے کیا تھا اور سچ کہا تھا پیغمبرون نے پھر خدا فرماتا ہے ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا هم جمیع لدینا محضرون یعنی نہین تھی یہ مگر ایک آواز پس وہ سب ہمارے پاس حاضر کئے جائین گے امام زین العابدین سے کسی نے پوچھا کہ فاصلہ درمیان مین دو نفخہ صور کے کسقدر ہوگا حضرت نے فرمایا کہ جسقدر خدا چاہے اور بعض روایات مین ہے کہ چالیس برس کا فاصلہ ہوگا پھر پوچھا یا ابن رسول اللہ کیونکر صور پہونکا جائیگا حضرت نے فرمایا لیکن پہلا نفخہ اسطرح پر ہوگا حکم خدا اسرافیل کو ہوگا کہ نیچے آوے اسرافیل مع صور کے دنیا مین آوین گے اور صور کی صورت یہ ہے کہ ایک منھ اسکا ہوگا اور دو طرف اور فاصلہ درمیان مین دونون طرفون کے اسقدر ہوگا جسقدر فاصلہ درمیان آسمان و زمین کے ہے جب ملائکہ اسرافیل کو دیکھین گے کہ صور لئے ہوے زمین پر جاتے ہین تو کہین گے اب حکم خدا ہوا ہے اہل آسمان و زمین کے فنا کرنے کا پس اسرافیل خطیرۂ بیت المقدس پر آئینگے اور کعبہ کی طرف رخ کرینگے جب اہل زمین اسرافیل کو دیکھین گے تو کہین گے خدا کا حکم ہوا ہے اہل زمین کی ہلاکت کا پھر اسرافیل اس صور کو پہونکین گے جو طرف

صور کا زمین کی طرف ہوگا اس مین سے ایسی آواز نکلیگی کہ کوئی ذی روح
زمین پر باقی نرہیگا مگر یہ کہ ہلاک ہوجاے پھر جو طرف صور کا آسمان کی
جانب ہے اسمین بھی ایسی آواز ہوگی کہ کوئی ذی روح آسمان پر زندہ نرہیگی
بجز اسرافیل کے پھر حکم خدا اسرافیل کو بھی ہوگا تو وہ بھی مرجائینگے
بعد اسکے یہی حال رہیگا جبتک خدا چاہیگا پھر حکم خدا ہوگا آسمانون کو وہ
حرکت مین آوینگے اور پہاڑون کو حکم ہوگا حرکت کا اور زمین ایسی حرکت ہوگی
کہ مسمار ہوکر زمین سے برابر ہوجاوینگے اور زمین بدل جاویگی اس زمین سے
کہ جسپر کوئی گناہ ہوا ہوگا کوئی مقام پناہ کا نہ ہوگا اور کوئی چیز زمین پر باقی نرہیگی
نہ پہاڑ نہ درخت نہ گھاس جیساکہ ابتدامین زمین بچھائی گئی تھی ویسے ہی ہوجاویگی
اور عرش الٰہی پانی پر قائم رہیگا جیساکہ ابتدامین تھا خدا اپنی قدرت کاملہ سے
اسکو پانی پر قائم رکھیگا پس اسوقت خالق عالم جل جلالہ موافق اپنی حکمت
ومصلحت کے گوکہ وجہ اسکی ہمین معلوم نہین کیونکہ فعل حکیم عبث و خالی
حکمت سے نہین ہوتا باواز بلند ندا کریگا اور تمام اطراف آسمان وزمین تک
وہ آواز پہونچیگی اور کہیگا لمن الملک الیوم آج کسکے واسطے بادشاہت
وملک ہے چونکہ کوئی جواب دینے والا نہوگا تو خود جواب مین کہیگا
للہ الواحد القہار یعنی ملک خداے یکتا وقہار کے واسطے ہے مین نے تمام
خلق پر قہر کیا اور سبکو ہلاک کیا مین ہون وہ خدا کہ بجز میرے کوئی دوسرا خدا نہین
ہے اور نہ کوئی میرا شریک و وزیر ہے مینے پیدا کیا خلق کو اپنی دست قدرت سے
اور مین نے ہلاک کیا اور مین ہی زندہ کرونگا انکو اپنی قدرت سے پھر خداوند جبار
اپنی قدرت کاملہ سے صور پھونکیگا اور جو طرف صور کا آسمان کی جانب ہوگا اس
مین آواز پیدا ہوگی اوسکی وجہ سے تمام اہل آسمان زندہ ہوجاوینگے اور اٹھ کھڑے

ہونگے جیسا کہ پہلے تھے اور حاملان عرش رجوع کرینگے اور بہشت و دوزخ
حاضر کیئے جاوینگے اور خلایق محشور ہونگے حساب کے واسطے امام زین
العابدین ع جب یہ بیان کر چکے تو سبب رو دیئے امام محمد باقر فرماتے ہین کہ
چار خصلتون سے سوال کیا جاویگا ایک تو عمر سے سوال کرینگے کہ کس کس
چیز مین عمر کو فنا کیا دوسرے بدن و جوانی سے سوال کرینگے کہ کن چیزون
مین انکو کہنہ کیا ہے اور مال سے سوال کیا جاویگا کہ کہان سے حاصل کیا
اور کہان مین صرف کیا اور ہم اہلبیت کی محبت سے سوال کیا جاویگا اور
ہر ایک عضو سے سوال کیا جاویگا جو جس عضو نے کیا ہے وہ خود کہدیگا
منھ بند ہو جاوینگے فقط تمت

موعظہ ۲۵ - عبادت و فضائل ماہ رمضان مین -

حق تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی
خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون یعنے اے لوگون عبادت کرو
اپنے پروردگار کی جسنے تمکو پیدا کیا ہے اور ان لوگون کو جو تمھارے
قبل گذر گئے ہین شاید کہ تمکو خوف خدا ہو پہلے اس مقام پر یہ سن لینا ضروری
ہے کہ خدا کا علم عام و تام ہے ہر شے کو یقینی طور سے جانتا ہے اسکے
علم مین تردد و شاید کو دخل نہین ہے اس آیت مین جو کہا ہے شاید
تم خدا سے ڈرو تو یہ بنسبت ہم لوگون کے کہا ہے یعنی جب ہم اپنے
خدا کی عبادت کرینگے اور اسکو اپنا خالق و معبود جانینگے تو ہماری حالت
ایسی ہو گی کہ ہم اپنے مین خوف و رجا پائینگے اور امید ہمین اسکی ہو گی
کہ شاید خدا ہمین بوجہ اس عبادت کے آتش جہنم سے نجات دے دیگا

خدا کو تردد ہے وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اسمین تردد کہان اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لفظ لعل یہان تحقیق کے معنے مین ہے یعنی اگر تم عبادت خدا کی بخضوع و خشوع کروگے تو ضرور تمکو خوف خدا ہوگا اور تم جہنم سے نجات پاؤگے کیونکہ کریم مطلق کی شان سے بعید ہے کہ کسیکو مشقت مین ڈالے اور پھر اسکو نفع سے محروم رکھے بہر حال یہ حکم عبادت کا ایسا ہے کہ کبھی منسوخ نہین ہوا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گذر گئے سب یہی حکم کرتے چلے آئے بلکہ جتنے مذہب ہین سب مین یہی حکم ہے بلکہ ہم پیدا اسی کے واسطے کئے گئے ہین آیہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اسکا شاہد ہے یعنی نہین پیدا کیا مین نے جن وانس کو مگر اس لئے کہ عبادت کرین میری باوجود اسکے جب ہم اپنے نفس کی طرف رجوع کرلیتے ہین تو جسقدر اسکو ہم مائل وراغب لہو ولعب وشہوات نفسانیہ کی طرف پاتے ہین اسکے نصف کا کیا ذکر بلکہ اس کا ربع بلکہ اس کا ثمن بھی میلان ورغبت طاعت خدا کی جانب نہین ہے تمام عمر لہو ولعب مین مین گذرتی ہے ایک سال بلکہ ایک مہینہ بلکہ ایک دن بلکہ ایک ساعت بھی خضوع وخشوع سے رجوع قلب خدا کی طرف نہین ہوتا حالانکہ موت ہمارے سر پر کھڑی ہے کیسے کیسے صاحبان کمال کیسے کیسے جوان رعنا ہماری نظرون سے غائب ہوگئے اور مکان تیرہ وتاریک مین انکا مسکن ہوا جسکے بارہ مین امیر المومنین فرماتے ہین جیران لا یتانسون واحباء لا یتزاورون یعنے وہ مکان ایسا ہوگا جہان ہمسایہ تو ہونگے مگر ایسے ہمسایہ ہون گے جنسے ہم انس حاصل نکرسکین گے اور دوست بھی ہون گے مگر ایسے ہون گے جنسے ملاقات نہ ہوسکے گی یعنی تاریکی لحد ہوگی اور ہم ہون گے نہین معلوم کس وقت ہمکو اس مکان کی جانب گرفتار کرکے لیجاوینگے نفس انسانی جو

ہمارا نفس جو ہمارا ہوگا یا بن چکا ہو پس اس حال میں ہمکو لازم ہے کہ اپنے مالک
سے سرکشی نکریں اسکی اطاعت کریں اسکی احکام بجا لاوین کبر و غرور کو چھوڑ دین
تواضع و فروتنی کو اختیار کریں جو طریقہ ہمارے پیشوا اون کا تھا صلوات اللہ علیہم
بجا لاوین خصوصاً اس مہینہ میں ایسا متبرک یہ مہینا ہے کہ خدا نے اس کو
اپنا مہینہ کہا ہے تمام مہینوں سے افضل و بہتر گردانا ہے دن اسکے تمام
دنوں سے افضل راتیں تمام راتوں سے افضل ساعات اسکے تمام
ساعات سے افضل بلکہ ہر ایک گھڑی اور پل اسکا تمام گھڑیوں اور پلوں سے
افضل خدا نے اس مہینے میں ہمکو اپنا مہمان بنایا ہے اس سے بڑھکر اور
کیا فخر ہو سکتا ہے کہ خدا ہماری ضیافت و مہمانی میں مصروف ہے اور
مہمان کا اکرام لازم ہے اگرچہ کافر ہی ہو اور ہر شخص موافق اپنے مرتبہ کے
اکرام مہمان کا کرتا ہے غریب اپنے موافق امیر اپنے موافق بادشاہ اپنے
موافق اور خدا بادشاہ حقیقی ہے اسکی عظمت و جلال و عطا کی انتہا نہیں
ہے غنی مطلق ہے سب اسکے محتاج ہیں اسنے ہمارے ساتھ اس مہینہ میں
موافق اپنے مرتبہ کے اکرام کیا ہے ہر ایک سانس جو اس مہینہ میں ہم لیتے
ہیں اسمیں ثواب تسبیح کا عطا کیا ہے اگر مراد تسبیح سے تسبیحات اربعہ لیوین
تو اسکے ثواب میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب
کا گذر ہوا ایک شخص کی جانب سے دیکھا کہ وہ اپنے باغ میں جو چار دیواری
میں تھا درخت بو رہا ہے حضرت نے فرمایا آگاہ ہو اے شخص میں تجھے
ایسا درخت بتا دوں جسکی جڑ نہایت مضبوط ہو اور بہت جلد اسکا میوہ
پک جاوے اور نہایت عمدہ ثمر دے اور دوام و بقا اسکے واسطے ہو
اس شخص نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ بتایئے حضرت نے فرمایا صبح و شام

ثواب تسبیح

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہا کرو تو حق سبحانہ تعالی ہر تسبیح
کے عوض میں دس شجرہ جنت میں عطا کریگا جس میں انواع و اقسام کے میوہ
ہونگے اور وہ تیرے واسطے باقیات الصالحات ہے یہ سنکر اس مرد عفیف
نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ باغ اپنا فقراء مسلمین
کے واسطے صدقہ کر دیا پس خدا نے یہ آیہ نازل فرمایا فاما من اعطی واتقی
وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری یعنے لیکن جسنے کہ راہ خدا میں عطا کیا
اور پرہیزگاری کی اور تصدیق کی کلمہ نیک کی یعنے صحیح و درست سمجھا اس
بات کو کہ خدا ایک کے عوض دس گنا دیتا ہے اور اس سے بھی زیادہ
یہاں تک کہ ایک کے عوض لاکھ گنا دیتا ہے پس قریب ہے کہ آسان
کرینگے ہم اسکے واسطے عمل خیر یعنی جب کسی امر خیر کا ارادہ کریگا تو خدا
اسکو آسان کر دیگا اور بیضاوی نے یسری کی تفسیر خلۃ سے کی ہے یعنی مہیا
کرینگے ہم اور توفیق دینگے ہم اسکو دوستی خدا کی جو موجب سرور و راحت کا ہے
مثل دخول جنت کے یہ ثواب ہے تسبیحات اربعہ کا یہی ثواب خدا نے
ہمکو دیا ہے اپنے تفضل سے ہماری ہر ایک سانس میں جو اس مہینہ
میں ہم لیتے ہیں اور اگر تسبیح سے مراد فقط سبحان اللہ کہنا ہے تو
اسکا ثواب یہ ہے کہ پیغمبر خدا فرماتے ہیں جو سبحان اللہ کہے اسکے عوض
میں خدا جنت میں ایک درخت اسکے واسطے لگاتا ہے بلکہ ایک تسبیح جسکو
خدا قبول کرلے وہ ملک سلیمان سے افضل ہے کیونکہ اسکا ثواب
ابدالآباد تک باقی رہتا ہے اور ملک سلیمان فانی ہے یہی ثواب آجکل
سانس لینے میں ہے اگر خدا قبول کرے یہ ایک اکرام تھا دوسرا اکرام
یہ ہے کہ ہماری نیند اس مہینہ میں بمنزلۂ عبادت کے قرار دی ہے سوتے کیا ہیں ہم گویا

عبادت کرتے ہین ہمارے عمل اس مہینہ مین مقبول ہین ہماری دعائین اس
مہینہ مین مستجاب ہین یہی وجہ ہے کہ جناب رسالتمآب نے ہمکو حکم فرمایا ہے
اپنے خطبہ مین فاسئلوا اللہ ربکم بنیات صادقۃ وقلوب طاہرۃ ان یوفقکم لصیامہ
وتلاوۃ کتابہ یعنے پس تم لوگ اس مہینہ مین اپنے خدا سے صادق و نیک
نیتون سے سوال کرو کہ تمکو توفیق روزہ رکھنے کی دی اور قرآن مجید پڑہنے
کے ابن عباس کہتے ہین سعید بن جبیر سے کہ سنا مینے رسول اللہ کو کہ فرماتے
تھے اگر تمکو معلوم ہوجاتا کہ کیا مرتبہ و درجہ اور کیا ثواب تمکو خدا نے ماہ
رمضان مین دیا ہے تو ضرور تم لوگ اسکے شکرگذار ہوگے زیادتی کرکے
جب اول شب ماہ رمضان کی ہوتی ہے تو خدا میری امت کے کل گناہونکو
بخشدیتا ہے خواہ وہ گناہ پوشیدہ کئے ہون یا ظاہر ظاہر اور بیس لاکھ
درجہ ان کے واسطے بلند کرتا ہے اور پچاس شہر بناتا ہے اور دوسرے
روزہ کے ثواب مین فرماتے ہین کہ جو قدم کہ تم اس روزے مین اٹھاؤگے
ہر قدم کے عوض ثواب ایکسال کی عبادت کا ملیگا اور ثواب ایک نبی کا اور
ثواب ایکسال کے روزہ کا ملیگا حدیث طولانی ہے باقی روزون کا ثواب
انشاء اللہ ہر موعظہ مین بیان ہوگا اور تلاوت قرآن کے باب مین فرمایا
ہے کہ ایک آیۃ قرآن کا اس مہینہ مین پڑہنا بمنزلہ اسکے ہے کہ اور مہینون
مین قرآن ختم کیا ہے یعنی پورے ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے پھر حضرت خطبہ
مین فرماتے ہین فان الشقی من حرم غفران اللہ فی ہذا الشہر العظیم یعنی
ضرور وہ شقی و بدعاقبت ہے جو اس مہینہ عظیم المرتبہ مین محروم رہے مغفرت
خدا سے واذکروا بجوعکم وعطشکم فیہ جوع یوم القیمۃ وعطشہ اور
جو تمکو بھوک و پیاس اس مہینہ مین ہوتی ہے اس سے یاد کرو تم بھوک و پیاس

روز قیامت کے یہ کلام حضرت کا اسپر دلالت کرتا ہے کہ روزہ مین زیادہ پری
شکم بنا چاہیے بلکہ ایسا کیا وے کہ روزہ مین بھوک معلوم ہو تاکہ اُس سے روز
قیامت کے بھوک یاد آوے اور موید اسکی ہے روایت صدوق علیہ الرحمہ
کی ایک روز ہشام بن حکم نے امام جعفر صادق ع سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے
کہ روزہ واجب کئے گئے حضرت نے فرمایا تاکہ غنی و فقیر دونوں برابر ہو جاوین
اسواسطے کہ غنی مالدار مزہ بھوک کے نہین جانتا ہے تاکہ فقیر پر رحم کرے
کیونکہ جب چیز کو وہ چاہتا ہے وہ اسکو لجاتی ہے اور اسپر قادر ہے پس
خدا عز و جل نے چاہا کہ اپنے خلق کو مساوی کردے اور غنی کو بھی ذائقہ
بھوک کا اور تکلیف بھوک کی ہونے ہی چکھاوے تاکہ ضعیف پر اُنکو
رقت قلب اور بھوکے پر رحم کرے اور امام حسن ع نے امیر المومنین ع سے روایت کی کہ
کچھ یہودی خدمت مین حضرت رسالت کے آئے جو نہین اسلم تھا اُنمے
سے بڑا عالم تھا حضرت سے پوچھے منجملہ اُن کے یہ پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ خدا نے
آپکی امت پر تیس روزے واجب کئے اور اور امتون پر اس
سے زیادہ واجب تھے جناب رسالتمآب نے فرمایا جب آدم نے گیہون کھائے
تھے تو ان کے شکم مین تیس دن تک وہ رہے تھے تو حق تعالیٰ نے اونکی ذریت
پر واجب کیا کہ تیس دن تک بھوکے اور پیاسے رہین اور شبکو جو حکم ہے
کھانے کا تو یہ تفضل ہے خدا کا ان پر اور حضرت آدم پر بھی واجب تھا
تو خدا نے میری امت پر بھی اسکو واجب کیا پھر حضرت نے یہ آیہ شریفہ
پڑھا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون
یعنی تمپر روزہ واجب کئے گئے جیسا کہ ان لوگون پر واجب کئے گئے تھے جو قبل تمھارے
گذر گئے شاید کہ تم خدا سے ڈرو یہودی نے کہا سچ کہا آپنے یا محمد ص اس حدیث

سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد الذین من قبلکم سے انبیاء ہین جیسا کہ تفسیر صافی مین بھی ہے پھر پوچھا اسحٰق یہودی نے کیا جزا اور کیا ثواب ہے روزہ رکھنے والے کا حضرت نے فرمایا جو مومن رمضان مین روزہ رکھتا ہے بغرض خوشنودی خدا کے اور خواہان اسکے اجر و ثواب کا ہوتا ہے تو خدا سات خصلتیں اسکے لئے واجب کرتا ہے اول تو حرام اسکے بدن مین باقی نرہیگا سب پگھل کر فنا ہو جائیگا دوسرے روزہ دار رحمت خدا سے قریب ہو جاویگا تیسرے وہ روزہ اسکے کفارہ ہو جاوینگے اس ترک اولی کی جو ادن کے باپ آدم سے ہوا تھا چوتھے موت کی سختیان اسپر سے خدا آسان کریگا پانچوین روزہ دار کو امان ملجاویگی اس بھوک و پیاس سے جو بروز قیامت ہوگی چھٹے روزہ دار کو خدا عطا کریگا برات آتش جہنم سے ساتوین روزہ دار کو خدا عمدہ نعمات جنت کھلائیگا یہ سنکر یہودی نے کہا کہ سچ کہا اپنے اے محمدؐ ان روایات و خطبہ سے معلوم ہوا کہ غرض شارع علیہ السلام کی روزہ سے یہ ہے کہ بھوک رہے روزہ مین زیادہ شکم پر نکرے سحر کو اور یہ بھی نکرے کہ سحر کو نہ اٹھے سحر کے اوٹھنے مین بھی بڑا ثواب ہے سید بن طاوس علیہ الرحمہ نے کتاب اقبال مین رسالہ ثواب سے نقل کیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کو چاہیے کہ سحر کو اٹھنا ترک نکرے اگرچہ روٹی و خرما خرمہ ہو وہی کہالے سحر کے اٹھنے مین برکت ہے اور امیر المومنین پیغمبر خدا سے روایت کرتے ہین کہ حق تعالی اور ملائکہ درود بھیجتے ہین استغفار کرنے والون پر اور سحر کے اوٹھنے والون پر تمکو چاہیے کہ سحر کو اٹھو اگرچہ پانی ہی پی لو اور فضل سحر ستو اور خرما ہی سحر معین ہے روزہ کا جیسا قیلولہ بعد غذا معین ہے نماز شب کا اوٹھنے کا یہ فضیلت سحر ہی ماہ رمضان کیواسطے ہے اور دنون مین چاہے اوٹھے چاہے نہ

اوسکے مگر یہ کہ مفاین ترک کرے سحر کو پہر حضرت خطبہ ہین فرماتے ہین وتصدقوا
علی فقراءکم ومساکینکم اس مہینہ مین اپنے فقراء ومساکین پر تصدق کرو
ووقروا کبارکم وارحموا صغارکم اپنے بزرگون کے توقیر کرو اپنے چہوٹون
پر رحم کرو وصلوا ارحامکم صلہ رحم کرو اپنے عزیز واقارب سے بہ نیکی پیش
آؤ واحفظوا السنتکم اپنی زبانون کو محفوظ رکہو ان کلمات سے جنکا کہنا
روا نہین ہے ایک عورت روزہ دار اپنی کنیز کو گالیان دیتی تھی پیغمبر خدا نے
جب سنا تو کہانا اسکے واسطے منگوایا اور کہا کہ کہا اسنے کہا یا حضرت مین روزہ
سے ہون حضرت نے فرمایا کیونکہ روزہ سے ہے تو نے تو اپنی کنیز کو گالیان دین
روزہ فقط کہانا پینا چہوڑنے سے نہین ہے امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ روزہ فقط کہانے
پینے سے نہین ہے حضرت مریم نے کہا تہا انی نذرت للرحمن صوما یعنی مین نے خدا کے واسطے روزہ نذر کیا ہے یعنی سکوت
ان کلمات سے جو روا نہین ہین پس محفوظ رکہو اپنی زبانون کو اور بند کرلو
اپنی آنکہون کو یعنے جسکا دیکہنا روا نہین وہ نہ دیکہو اور حسد و نزاع نہ کرو
کیونکہ حسد ایمان کو کہا جاتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو کہاتی ہے اسیکو حضرت
نے بہی خطبہ مین فرمایا ہے وغضوا عما لا یحل النظر الیہ ابصارکم وعما
لا یحل الاستماع الیہ اسماعکم یعنی جن چیزون کا دیکہنا حلال نہین ہے
ان سے آنکہیں بند کرلو اور جن کلمات کا سننا جائز نہین ہے انکو
نہ سنو وتحننوا علی ایتام الناس حتی یتحنن علی ایتامکم اور رحم کرو یتیمون
پر سمجہی اپنے پیش آؤ تا کہ تمہارے یتیمون پر بہی رحم و مہربانی کیجائے
وتوبوا الی اللہ من ذنوبکم خدا کی درگاہ مین توبہ کرو اپنے گناہون سے
وارفعوا الیہ ایدیکم بالدعاء فی اوقات صلواتکم اور اپنی ہاتون کو
طرف اوس کے بلند کرو ساتھ دعا کے اپنی اوقات نماز مین فانہا افضل

الساعات ینظر اللہ عز وجل فیہا بالرحمۃ الی عبادہ اسواسطے کہ اوقات نماز
کے افضل اوقات ہین خدا اپنے بندون پر ان اوقات مین نظر رحمت کرتا ہے
یجیبہم اذا ناجوہ ویلبیہم اذا نادوہ ویعطیہم اذا سئلوہ ویستجیب
لہم اذا دعوہ اون اوقات مین جب بندے اوسکے درگاہ مین مناجات کرتے
ہین تو جواب دیتا ہے اور جب اوسکو پکارتے ہین تو وہ لبیک کہتا ہے یعنی
حاضر ہون ہین اور جب دعا کرتے ہین تو قبول کرتا ہے یاایہا الناس ان
انفسکم مرہونۃ باعمالکم ففکوہا باستغفارکم اے لوگو تمہارے
نفوس رہن ہین ساتھ تمہارے اعمال کے یعنی تمہارے نفوس کو تمہارے
اعمال نے گرفتار کرلیا ہے چھوڑاؤ اونکو استغفار کرنے سے وظہورکم
ثقیلۃ من اوزارکم فخففوا عنہا بطول سجودکم تمہارے بار گناہ سے
تمہاری پشت گران بار ہے اونکو سبک کرو ساتھ طول دینے اپنے
سجدون کے واعلموا ان اللہ تعالی ذکرہ اقسم بعزتہ ان لایعذب
المصلین والساجدین وان لایروعہم بالنار یوم یقوم الناس لرب
العالمین آگاہ ہو کہ خدائے عز وجل نے قسم کہائی ہے اپنے عزت وجلال
کی کہ نہ عذاب کریگا نمازیون اور سجدہ کرنے والون پر اور نہ ڈرائیگا اونکو
آتش جہنم سے اس روز جبکہ سامنے خدا کے ایستادہ ہونگے ایہا الناس
من فطر منکم صائما مومنا فی ہذا الشہر کان لہ بذلک عند
اللہ عتق نسمۃ ومغفرۃ لما مضی من ذنوبہ ایہا الناس جو تم مین سے کسی
مومن روزہ دار کو اس مہینہ مین افطار کرائے لوگویا خدا کے نزدیک اوسنے
ایک بندہ آزاد کیا اسی پر اکتفا نہین ہے بلکہ باعث مغفرت کے ہوتا ہے
ان گناہون سے جو گذر گئے ہین فقیل یارسول اللہ لیس کلنا یقدر علے
ذلک فقال اتقوا اللہ ولو بشق تمرۃ ولو بشربۃ من ماء پس لوگون نے

کہا یا رسول اللہ ہم سب اسکی طاقت نہین رکھتی ہین حضرت نے فرمایا
خدا سے ڈرو اگرچہ نصف خرمہ سے ہو اور اگرچہ ایک پیالہ پانی سے ہو
یعنے اگر ایک خرمہ سے یا پانی سے افطار کرائیگا تو بھی وہی ثواب ملیگا
یہ انکے واسطے ہے جو استطاعت نہین رکھتی ہین اور جو مستطیع ہین
انکو جیسا چاہیئے ویسا ثواب پائین گے امام جعفر صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ ماہ رمضان میں سدیر صیرفی میرے والد بزرگوار کی
خدمت مین آیا انہون نے فرمایا اے سدیر تو جانتا ہے یہ کون شبین ہین سدیر نے
کہا ہان یا حضرت یہ شبین ماہ رمضان کی ہین ان مین کیا ہے امام جعفر صادق علیہ
السلام فرماتے ہین کہ میرے والد نے سدیر سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر شب میں
ہر شب ان مین ستر ہزار بندون کو اولاد اسمعیل سے آزاد کرتا ہے سدیر
نے عرض کیا فدا ہون مان باپ میرے آپ پر یہ میری استطاعت
نہین ہے حضرت ایک ایک کم کرتے جاتے تھے یہان تک کہ فرمایا ایک بندہ کو
آزاد کر سکتا ہے سدیر نے ہر مرتبہ یہی کہا کہ مجھ مین اسقدر قدرت نہین ہے
حضرت نے فرمایا اتنی قدرت ہے تجھکو کہ ہر شب مین ایک مرد مسلمان کو افطار کراوے
سدیر نے عرض کیا یا حضرت ایک کیا دس مسلمانون کو افطار کرا سکتا ہون امام جعفر صادق
فرماتے ہین کہ میرے والد نے فرمایا اے سدیر میری غرض یہی تھی کہ ایک
برادر مومن کا افطار کرانا ان شبون مین بمنزلہ اسکے ہے کہ ایک شخص کو اولاد
اسمعیل سے خرید کرکے آزاد کردیا اور موسیٰ بن بکر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آن جناب نے تیرا افطار کرانا روزہ دار کو تیرے
کل روزون سے افضل ہے اور امام زین العابدین علیہ السلام جب روزہ
روزہ رکھتے تھے ایک دنبہ ذبح کراتے تھے اور پکواتے تھے آخر وقت

لاؤ اور پھر لیکر کے فلان فلان کو دو اور خود شب کو روٹی اور خرما نوش فرماتے
تھے پھر فرماتے ہین رسالتمآب ایہا الناس من حسن منکم فی ہذا الشہر
خلقہ کان لہ جواز علی الصراط یوم تزل فیہ الاقدام جو تم مین سے اس
مہینہ مین اپنے خلق کو نیک کرے وہ پل صراط سے گذر جاویگا اُس روز کہ
جسروز قدم لغزش کرینگے ومن خفف فی ہذا الشہر عما ملکت یمینہ خفف
اللہ علیہ حسابہ اور جو اس مہینہ مین اپنے غلام وکنیز کے ساتھ رعایت
کریگا اور زیادہ تکلیف اونکو نہ دیگا تو خداوند عالم بروز قیامت اُسکے
حساب مین تخفیف کرے گا غلام وکنیز وخادم وغیرہ بمنزلہ اعضاء کے ہین
بلکہ اعضا کی راحت ان سے ہے اگر یہ نہ ہون تو اعضا کو تکلیف پہونچے گی
علاوہ اسکے جب ہم مصروف اپنی ضروریات مین کھانے پینے کے ہونگے
تو کوئی علم کوئی فضیلت کوئی صنعت حاصل نہ کر سکینگے انواع واقسام
کے تعب ومشقت مین رہینگے حضرت آدم جب دنیا مین آئے ہین
تو ہزار کام جب وہ کرتے تو فقط روٹی پک جاتی اور سرد کرنا اسکا علاوہ
ہزار کے ہے حکما نے بھی لکھا ہے کہ آدمی جب ہزار کام کرے
تو ایک لقمہ منھ مین رکھ سکتا ہے بہر حال غلام کنیز وخادم وغیرہ سے
مہینہ مین حد اعتدال سے زیادہ انکو تکلیف نہ دینا چاہیئے خصوصا
اس مہینہ مین وہ بھی تو روزہ دار ہین طبیعت انسانی مین ہم اور وہ دونون
شریک ہین ومن کف فیہ شرہ کف اللہ عنہ غضبہ یوم یلقاہ اور جو اس
مہینے مین اپنے شر سے لوگون کو باز رکھے خدا اُسکو اپنے غضب سے
باز رکھے گا بروز قیامت ومن اکرم فیہ یتیما اکرمہ اللہ یوم یلقاہ اور جو اکرام کرے
اس مہینہ مین کسی یتیم کا تو خدا اوسکے ساتھ اکرام کرے گا بروز اپنی ملاقات کے

فیما ملکت یمینہ بمنزلہ اعضاء

ومن وصل فیہ رحمہ وصلہ اللہ برحمتہ یوم یلقاہ اور جو صلہ رحم کرے گا
اس مہینہ مین یعنی اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ نیکی کریگا تو خدا اسے جب
ملاقات کریگا تو وہ اپنی رحمت کے ساتھ اس سے نیکی کریگا ومن قطع
فیہ رحمہ قطع اللہ عنہ رحمتہ یوم یلقاہ اور جو قطع رحم کریگا اس مین تو جب خدا سے
ملاقات ہوگی تو وہ بھی اپنی رحمت کو اس سے قطع کرلیگا ومن تطوع فیہ
بصلوۃ کتب اللہ لہ براءۃ من النار اور جو نماز سنتی اسمین پڑھے تو خدا
اسکے واسطے برائت آتش جہنم سے لکھے گا ومن ادی فیہ فرضا
کان لہ ثواب من ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ من الشہور اور جو ایک
نماز واجب اس مہینہ مین ادا کرے تو اسکو ثواب ستر نمازون کا ملتا ہے
جو اور مہینون مین پڑھی ہون ومن اکثر فیہ من الصلوۃ علی ثقل اللہ میزانہ
یوم یخفف الموازین اور جو کثرت سے صلوۃ بھیجے مجھپر اس مہینہ مین تو خدا
اسکے میزان عمل کو بھاری کردیگا اس روز جبکہ میزان عمل سبک ہون گے
ومن تلا فیہ ایۃ من القران کان لہ اجر من ختم القران فی غیرہ من الشہور
اور جسنے اس مہینہ مین ایک آیت قرآن مجید کی تلاوت کی تو اسکا ثواب
بمنزلہ ختم قرآن کے ہے جو اور مہینون مین کرے اس مہینہ مین تین دن سے
کم مین ختم قرآن نکرے اور باقی مہینون مین مہینہ بھر یا کچھ کم مین ختم قرآن
کرے چھ دن مین بھی ختم کی اجازت وارد ہوئی ہے کتاب کافی مین امام
جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ قرآن کا پڑھنا دیکھ کر تخفیف عذاب
کرتا ہے والدین سے اگرچہ وہ کافر ہون قرآن کے پڑھنے کے کئی طریقے
ہین ایک طریقہ یہ ہے کہ الفاظ قرآن کو صحیح و درست پڑھے حروف
کو مخرج سے ادا کرے دوسرا طریقہ یہ کہ معنی بھی سمجھتا جاوے سابق

قاری قرآن سنے کبھی اسکے پڑھنے سکھے تیسرا طریقہ یہ ہے کہ عمل کبھی اسکے
احکام پر کرے یہ طریقے باعتبار مراتب کے ہین جیسا جسکا مرتبہ ہوگا ویسا
ہی ان سے منتفع ہوگا تفصیل اسکی جلد مصائب مین ہے ایہا الناس
ان ابواب الجنان فی ہذا الشہر مفتحة فاسئلوا ربکم ان لا یغلقہا
علیکم حضرت ارشاد فرماتے ہین ایہا الناس تحقیق کہ دروازہ بہشتون کے
اس مہینہ مین کھلے ہوئے ہین خدا سے دعا کرو کہ ان دروازون کو
تمپر بند نہ کرے وابواب النیران مغلقة فاسئلوا ربکم
ان لا یفتحہا علیکم اور دروازہ آتش جہنم کے بند کر دیئے گئے ہین سوال
کرو خدا سے کہ پھر تمہارے لئے نہ کھولے جاوین والشیاطین مغلولة
فاسئلوا ربکم ان لا یسلطہا علیکم شیاطین اس مہینہ مین غل و زنجیر
مین بندھے ہین خدا سے دعا کرو کہ پھر وہ تمپر انکو مسلط نہ کرے جب ہم خضوع
وخشوع و خلوص نیت سے اسکی عبادت کرینگے تو کبھی شیطان ہمپر مسلط
نہین ہو سکتا حق تعالی خود فرماتا ہے شیطان سے خطاب کرکے ان
عبادی لیس لک علیہم سلطان تحقیق کہ جو بندے میرے ہین انپر
تجکو تسلط نہ ہوگا مگر افسوس تو یہ ہے کہ ہم اپنے مین بندگی پاتے ہی نہین
ہین نہ تقوی ہے نہ پرہیزگاری ہے نہ خدا کی طرف رجوع ہے کہ خدا تو
وہ کہتا ہے وانیبوا الی ربکم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو جب
جب ہم اپنے نفس کی طرف رجوع کرتے ہین تو اسمین خدا کی طرف رجوع
ہوتے ہی نہین بلکہ نفس کی طرف رجوع ہے جو نفس چاہتا ہے وہی
ہم کرتے ہین جو خدا چاہتا ہے وہ نہین کرتے اپنے دشمن قوی کی اطاعت
کرتے ہین حدیث مین وارد ہوا اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک